اصحابِ رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ کا ترجمان

سلسلہ وار

نظام خلافت راشدہ

خیرپور سندھ

★★ شمارہ نمبر 5 مئی 2012ء بمطابق جمادی الثانی 1433ھ ★★

صدیق ہی بلا فصل خلیفہ رسول ﷺ ہے

دشمن ہے جو صدیق کا وہ دشمن رسول ﷺ ہے

گلگت بلتستان کے مسلمانوں کی مظلومیت

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قلمی جہاد کی سرگزشت

اسلامی حکومتیں

علامہ فاروقی شہید کے قلم سے

ولایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مفہوم

سابق شیعہ مجتہد کے قلم سے

دفاعِ پاکستان کونسل

سیاسی اتحاد کی ضرورت

35 روپے

رفیقِ غار رضی اللہ عنہ

اے ابوبکرِ معظم اے ہنر مندِ عجیب
تو دلِ امت میں بھی آباد ہے جنت نصیب
اہلِ امت شکر کرتے گیت گاتے ہیں ترے
چار دانگ عالم میں ہم ڈنکے بجاتے ہیں ترے
تو سراپا سازِ ہستی کے لئے مضراب تھا
لمحہ لمحہ تو عمل کے واسطے بے تاب تھا
اے غنیمِ کفر و باطل، اے امام چار یار
تو ہے محراب عبادت کا نشانِ افتخار
تو نے سیکھی اپنے مرشد سے تشکر کی ادا
اے ہنر مندِ فراست اے خرد مندِ جلیل
تیری حکمت آفرینی تیری عظمت کی دلیل
تو خلافت کے جہاں کا چاند سا مسند نشیں
کوئی تجھ سا شہسوار توسنِ حکمت نہیں
دانش و ادراک و نصرت سب تیری جاگیر تھی
یہ بڑائی جان نثارِ دیں تیری تقدیر تھی
تجھ کو قدرت نے نوازا تھا بڑے اکرام سے
نام بھی تیرا سدا زندہ ہے تیرے کام سے
پھر سے امت کی چمن بندی تیرا اعجاز ہے
تو کہ ارفع منزلت ہے، تو کہ سرافراز ہے

حدید مرزا مرحوم

ثانئ اثنین رضی اللہ عنہ

تلمیذِ خاص فکرِ رسالت کا رازدار
کوہسار عزم شہرِ جسارت کا شہریار
برجِ کمال کشور ادراک بے بدل
توقیرِ کائنات صداقت وہ باوقار
وہ تمغہ وہ دستِ مشیّت کا شاہکار
وہ نائبِ نبی کے تفاخر سے نامدار
عالی نسب وہ اہلِ فضیلت کا تاجدار
کوہ ثبات پیکرِ تربیّتِ رسول
مینارۂ جہاد صداقت۔ وہ با اصول
ارکانِ دیں میں اس کو کٹوتی نہ تھی قبول
سو بہرِ دین اس نے گوارا کیا قتول
موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار کے ساتھ
زندگی بھر جو رہے احمدِ مختار کے ساتھ
ہر صحابی مرے ہادی کا ہے مینارۂ نور
مہر رخشندہ ہیں سب عظمتِ کردار کے ساتھ
ان کی قسمت میں تھا جانباز عریشہ ہونا
شہِ تصدیق نے پہرہ دیا تلوار کے ساتھ

حدید مرزا مرحوم

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار
سلسلہ وار نظامِ

خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی: علامہ علی شیر حیدری شہید (قائد اہلسنت، جامعہ حیدریہ خیرپور)

سرپرست اعلیٰ: قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ، صدر اہلسنت والجماعت پاکستان

نگران: مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہ، مرکزی چیئرمین اہلسنت میڈیا بورڈ پاکستان

مئی 2012ء — شمارہ نمبر 5 — جلد 3

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید (امیر عزیمت)
حضرت العلامہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید (امیر حریت اسلام)
حضرت العلامہ مولانا محمد اعظم طارق شہید (شہید ناموس صحابہ)

چیف ایڈیٹر: انجینئر طاہر محمود

فہرست

تفسیر آیت قتال مرتدین و آیت ولایت	7
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	11
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ابو	17
اسلامی حکومتیں	23
حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمی رضی اللہ عنہ	27
مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ	29
صحابہ دشمنی کی انتہا	33
شیعہ کا مکروفریب	35
ولایت علی رضی اللہ عنہ کا مفہوم	37
بلتستان کے سنیوں کی مظلومیت	41
غوروفکر کی دعوت	43
میری کہانی میری زبانی	47
دفاع پاکستان کانفرنس	49
آپ کی مشکلات کا طبی اور روحانی حل	50

مجلس مشاورت

- سید غازی بریل شاہ (سندھ)
- حاجی غلام مصطفیٰ جدون (خیبر پختونخواہ)
- مولانا شمس الرحمن معاویہ (پنجاب)
- مولانا ثناء اللہ فاروقی (بلوچستان)
- مولانا تصدق حسین (آزاد کشمیر)
- مولانا عبداللہ حیدری (گلگت)

مجلس ادارت

- سید سکندر شاہ
- سید علی معاویہ شاہ
- غلام رسول
- محمد ظہیر
- محمد طارق
- محمد معاویہ

فی شمارہ 35 روپے ٭ سالانہ 500 روپے

رابطہ کیلئے: 0306-7810468 / 041-3420396
Khelafaterashida@yahoo.com ------- tahirsmi@gmail.com

پبلشر: نظامِ خلافتِ راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

فرمان الٰہی عزوجل

ترجمہ: "اور (فی کا مال) ان مفلس مہاجروں کیلئے بھی جو اپنے گھروں اور ماحول سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل (خوشنودی و احسان) کے طلب گار اور سب سے سچے ہیں"۔ (سورۃ الحشر رکوع 1)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ کا ایک غلام حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت حاطب کی شکایت کرنے حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ حاطب آگ میں داخل ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا وہ کبھی آگ میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک رہا۔ حضرت عبداللہ بن اخطب سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ کو دیکھ کر فرمایا:

هذا ان السمع والبصر

"یہ دونوں میرے آنکھ اور کان ہیں"

(ترمذی)

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

80 کروڑ اہلسنت حنفیہ کے امام ابوحنیفہ ؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

"علامہ ابن حجر الصوارق المحرقہ پر لکھتے ہیں"

"امام ابوحنیفہ ؒ کا مذہب یہ ہے کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔"

امام مالک ؒ کا فتویٰ

"قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے امام مالک ؒ فرماتے ہیں جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ میں سے کسی کو گالی دی یعنی کافر اور گمراہ کہا وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ یا عمرو بن عاص ؓ ہوں تو اسے قتل کیا جائے گا۔"

مواہب لدنیہ میں ہے کہ امام مالک نے آیت: محمد رسول اللہ والذین معہ سے روافض کی تکفیر ثابت کی ہے۔

علامہ محمود احمد آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں مذکورہ آیت کے ضمن میں روافض کی تکفیر کا قول کہا ہے۔

امام احمد بن حنبل ؒ کا فتویٰ

امام ابن تیمیہ ؒ نے الصارم میں امام احمد ؒ کا قول نقل کیا ہے:

"کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ کرام ؓ کا ذکر برائی کے ساتھ کرے، کسی عیب یا نقص کے ذریعے ان پر اعتراض کرے جس نے ایسا کیا اس کو سزا دینا واجب ہے۔"

صحابہ کے بدگو کو توبہ کا موقع دیا جائے اگر توبہ نہ کرے اور بدگوئی پر قائم رہے تو اسے اتنا مارا جائے کہ مرجائے یا پھر بدگوئی سے باز آ جائے۔

امام شافعی ؒ کا فتویٰ

حافظ اسحٰق بن راہویہ ؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ کو گالی دینے والے کو سخت سزا دی جائے، اسے قید کر دیا جائے یہی ہمارے شوافع کا مذہب ہے۔"

تہذیب التہذیب جلد 9: صفحہ 509 پر ہے:

فن رجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین کا قول ہے

"جو شخص گالیاں بکتا ہوا حضرت عثمان ؓ تک پہنچ جائے وہ سخت سزا کا مستحق ہے، کسی بھی صحابی ؓ کو گالی دینے والا دجال ہے، اس کی حدیث نقل نہ کی جائے اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔"

("اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت")

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

خدانخواستہ شیعوں نے اپنے مذموم عزائم کے لئے مجھے قتل کر دیا تو میرا لہو پاکستان کی دھرتی پر اس فرقے کے غیر مسلم اقلیت بننے کا سبب بن کر رہے گا اور یہ سودا میرے لئے مہنگا نہیں۔ موت ایک حقیقت ہے اور اس نے ضرور آنا ہے اور وقت پر آنا ہے اور اس موت کو لانے والا صرف ایک ہے، کئی نہیں، اور یہ وہ عقیدہ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں گھر کئے ہوئے ہے۔

گزشتہ محرم میں چنیوٹ میں شیعوں نے اپنے تعزیے کو خود آگ لگائی اور میری جماعت سپاہ صحابہ کے تین کارکنوں کو ملوث کیا گیا۔ بائیس دن وہ بے گناہ کارکن اندر رہے، جبکہ ہم نے احتجاج کیا مگر صرف زبانی و سٹیج پر نہیں لائے۔ گفتگو کی حد تک رہے جب کہ ایک سپاہی سے لے کر ڈی آئی جی تک اس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ یہ آدمی بے گناہ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی درخواست کرتے کہ کسی طرح محرم امن سے گزر جائے۔ ابھی رہا نہیں کر سکتے۔ حیرت کی انتہا ہے یا یوں کہیں کہ ہماری مظلومیت کی انتہا ہے کہ محرم امن سے گزرنے کے لئے ہمیں بغیر کسی جرم کے جیل میں رکھنا لازمی ہے۔

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، میں دنیائے رفض کو چیلنج کرتا ہوں، کہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو درمیان سے نکال کر رافضی اپنے بارہ امام ثابت نہیں کر سکتے، خاندان نبوت کا سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے گہرا رشتہ ہے، سیدنا عمر فاروق ؓ سے گہرا رشتہ ہے، میں سوال کرتا ہوں...... کہ آج کا رافضی کہتا ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ اور سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا اختلاف تھا، سیدہ فاطمہ ؓ اور سیدنا عمر ؓ کا اختلاف تھا، میں پوچھتا ہوں حضرت فاطمہ ؓ فوت ہوئیں تو تدفین کرنے والے کون تھے......؟ یہ غسل دینے والے کون تھے، کفن پہنانے والے کون تھے......؟ جنازہ پڑھانے والے کون تھے......؟ آپ کو معلوم ہونا چاہئے، حضرت فاطمہ ؓ بیمار ہوئیں، حضرت علی ؓ بھی موجود ہیں، سارے لوگ موجود ہیں لیکن فاطمۃ الزہراء ؓ کی تیمارداری کرنے دو عورتیں گئی ہیں۔ ایک لڑکی کا نام اسماء بنت عمیس ؓ ہے۔ دوسری عورت کا نام سلمہ بنت عمیس ؓ ہے۔ اسماء بنت عمیس ؓ...... سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی بیوی ہے، سلمہ بنت عمیس ؓ...... حضرت حمزہ ؓ کی بیوی ہے۔

میرے دوستو! جب سیدہ فاطمہ ؓ فوت ہو گئیں تو...... اسماء بنت عمیس ؓ نے سیدہ فاطمہ ؓ کو غسل دیا......

اسماء بنت عمیس ؓ...... نے سیدہ فاطمہ ؓ کا کفن تیار کیا......

اسماء بنت عمیس ؓ...... نے سیدہ فاطمہ ؓ کا جنازہ تیار کیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے جنازہ پڑھایا۔ حضرت علی ؓ نے پیچھے کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا۔ (جواہرات فاروقی شہید ؒ)

فرمودات اعظم طارق شہید ؒ

میرے قائد فاروقی شہید ؒ جامعہ محمودیہ جھنگ میں ہمیشہ کے لئے آسودہ خواب ہو چکے، میری والدہ میرا راستہ تکتے تکتے دنیا سے منہ موڑ گئیں۔ میں اپنے وجود پر 100 سے زائد زخم سجا کر والدہ کی آخری زیارت کے لئے پیرول پر رہا ہو کر اپنے آبائی گاؤں پہنچا اور ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔ اپنے گاؤں میں دو روز قیام کے بعد پھر ایمبولینس کے ذریعے سمندری پہنچا۔ جہاں اپنے قائد کی والدہ محترمہ کی قدم بوسی، ان کے دست مبارک کا سر پر آنا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری اپنی امی کی محبت و خلوص کا ہاتھ میرے سر پر موجود ہے۔ میں پھر بے خود ہو کر رونے لگا، کیونکہ طبیعت زخمی اور نحیف ہونے کے ساتھ ساتھ پہاڑوں سے بڑے بڑے صدمات اٹھانے کے باعث اب اس نوبت کو پہنچ چکی تھی کہ جب بھی کوئی شخص حضرت فاروقی کا نام لیتا تو مجھ پر رقت طاری ہو جاتی نہ صورتحال چوہنگ سینٹر تک برقرار رہی، وہاں جب حکومتی جلادوں سے واسطہ پڑا تو اللہ تعالیٰ نے وہ حوصلہ دے دیا کہ پھر نہ آنکھوں میں آنسو رہے، نہ طبیعت میں کمزوری۔

(از کتاب "ٹوٹ گئی زنجیر")

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی سزا "پیپلز پارٹی" کے لیے لمحہ فکریہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے 7 رکنی بنچ نے وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو اعلیٰ عدلیہ کی حکم عدولی اور عدالتوں کی تضحیک کرنے پر سزا سنا کر اور اس پر عملدرآمد کروانے کے بعد ان کی رہائی کا حکم بھی جاری کر دیا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ معمولی سزا ہے لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑا کلنک کا ٹیکہ ہے۔ جو پیپلز پارٹی کے ماتھے پر سجا دیا گیا ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے بے نظیر بھٹو کے ساتھ خفیہ مذاکرات کے نتیجہ میں NRO کے نام سے ایک مفاہمتی آرڈیننس جاری کیا تھا۔ جس کے تحت تمام سیاسی جماعتوں اور سیاستدانوں کے خلاف کرپشن، بدعنوانی اور سنگین جرائم کے تحت قائم کیے گئے تمام مقدمات حکومت کی طرف سے واپس لے لیے گئے۔ اسی ضمن میں بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کی لوٹی ہوئی دولت جو انہوں نے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں جمع کروا رکھی تھی ساری دولت بھی NRO کے ذریعے واگزار کر دی گئی تھی۔ چونکہ یہ دولت جو تقریباً 5۔ ارب ڈالر کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔ اس کے حصول کا ذریعہ ثابت نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے یہی سمجھا گیا کہ یہ دولت پاکستان سے کمیشن وغیرہ کی صورت میں لوٹی گئی ہے۔ اس دولت کی نشاندہی اور واپسی کے لیے پاکستان کے قومی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کر کے یہ مقدمات میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت میں اس وقت کے وزیر سیف الرحمٰن نے قائم کروائے تھے۔

سابق صدر پرویز مشرف نے یہ NRO ایک آرڈیننس کی صورت میں جاری کیا اس کی کسی اسمبلی سے باقاعدہ منظوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے جب پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اس آرڈیننس کو عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا۔ عدالت عالیہ نے اس آرڈیننس کے بارے میں خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے موجودہ اسمبلی میں بھیج دیا۔ تاکہ آرڈیننس اسمبلی کی منظوری کے بعد باقاعدہ قانون کی شکل اختیار کر جائے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پیپلز پارٹی کے حکمران جو اس آرڈیننس کا فائدہ حاصل کر چکے تھے۔ وہ اس کو قانونی شکل دلوانے کے لیے اسمبلی سے منظور کرا لیتے انہوں نے انتہائی نابالغ پن کا ثبوت دیتے ہوئے NRO کو منظور کرانے میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ جس سے مقررہ مدت گزرنے کے بعد یہ آرڈیننس خود بخود غیر مؤثر اور کالعدم ہو گیا۔ اور سپریم کورٹ نے اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی۔ NRO آرڈیننس کالعدم ہو جانے کے بعد لوٹی ہوئی پاکستانی دولت کی واپسی کا سوال نئے سرے سے پیدا ہو گیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے کے ذریعے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو حکم دیا کہ وہ پاکستان کی لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے لیے سوئٹزرلینڈ کی حکومت کو خط لکھیں۔ وزیراعظم صاحب نے جواب میں خط لکھنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ عدالت کے فیصلے کا مذاق بھی اڑایا۔ جس پر عدالت عالیہ کے 7 رکنی بنچ نے وزیراعظم پاکستان کو عدالت برخاست ہونے تک قید کا حکم سنا دیا۔

پیپلز پارٹی کے محب وطن قائدین اور کارکنوں کو چاہیے کہ وہ فیصلہ کریں کہ وہ پاکستان کی دولت لوٹ کر غیر ملکی بنکوں میں جمع کرانے والی قیادت کے ساتھ ہیں یا اعلیٰ عدالت کے ساتھ ہیں؟ جب کہ ہمارا پیارا وطن اس وقت اربوں ڈالر کے غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ پاکستان کی لوٹی ہوئی دولت پاکستان آنی چاہیے یا نہیں آنی چاہیے؟۔ اگر یہ دولت پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے پاکستان لانے کا بیڑا اٹھا لیا ہے تو اس میں برائی کیا ہے؟ یہ بات طے ہے کہ اگر یہ اربوں ڈالر پاکستان آ جائیں تو پاکستان کی غربت اور بیروزگاری دور کرنے میں بہت معاون [illegible] ہیں۔ پوری قوم اور خصوصاً پیپلز پارٹی کے لیے یہ سزا سب سے بڑا لمحہ فکریہ ہے۔

ضربِ حیدری

علامہ علی شیر حیدری شہید

سورہ حج کی آخری آیات

”بے شک اللہ دفاع کرتا ہے ان کا جو ایمان لا چکے ہیں

(صحابہ کرام) اُس سے آگے فرمایا ” اللہ بڑے کافر کو پسند نہیں کرتا

اور نہ ہی بڑے خائن کو پسند کرتا ہے“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام کا اللہ دفاع

کرتا ہے۔ اور آگے فرماتا ہے کہ صحابہ کرام کو جو بُرا کہتا ہے وہ چھوٹا کافر نہیں اور نہ ہی چھوٹا خائن ہے۔

بلکہ اللہ پاک نے فرمایا دیا ہے کہ صحابہ کرام کو برا کہنے والو! میں خود صحابہ کرامؓ کا دفاع کرتا ہوں اور دفاع کیسے کرتا

ہوں دفاع کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے دشمن کو چھوٹا کافر نہیں کہتا بلکہ بڑا کافر کہتا ہوں۔ ان کی عظمت کو چھپانے

والے کو چھوٹا خائن نہیں کہتا بلکہ بڑا خائن کہتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے دشمن کو اللہ نے ”خوانٍ کفورا“ کہا یعنی بڑا کافر اور بڑا خائن

ان کا کفر اور خیانت بڑھتی جائے گی۔ حق نواز نے تو آج شیعہ کو کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر کہا ہے

لیکن اللہ نے چودہ سو سال پہلے کہہ دیا تھا کہ صحابہ کا دشمن کائنات کا بڑا کافر اور بڑا خائن ہے یہ کہتا

ہے کہ میں مولا علیؓ کا غلام ہوں تو ہم نے کہا کہ اگر تو حضرت علیؓ کو امام مانتا ہے تو

ان کو بھی امام مان جن کو حضرت علیؓ نے اپنا امام مانا تھا...... یہ کہتا ہے یہ نہیں مانوں

گا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ حضرت علیؓ کو امام ماننے میں سچا نہیں ہے۔ بلکہ

اللہ پاک کی زبان میں یہ کائنات کا سب سے بڑا کافر

اور کائنات کا سب سے بڑا خائن ہے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید کے خطاب سے اقتباس

درس قرآن

قسط اوّل

تفسیرِ آیتِ قتال مرتدین و آیتِ ولایت

امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

جس میں سورۃ مائدہ کی دو آیتوں کی تفسیر ہے پہلی آیت قتال مرتدین سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خلیفہ برحق ہونا اور دوسری آیت سے شیعوں کی مفروضہ خلافت بلافصل کا نہ ثابت ہوسکنا روز روشن کی طرح دکھا کر آیت کی صحیح تفسیر ہدیہ ناظرین کی گئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق تعالیٰ کے اس انعام کا شکر کس زبان وقلم سے ادا کیا جائے کہ اس نے اپنے کلام پاک کی تفسیر کی توفیق اس ناکارہ کو عطا فرمائی' قرآن پاک کی خدمت میں مشغول کیا۔

اگر ہر موئے من گردو زبانے
تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ الہٖ اجمعین

امابعد! آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر کے بعد آیت قتال مرتدین اور آیت ولایت کی تفسیر برادران اسلامی کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ان دونوں آیتوں کو یک جا کرنے کا سبب یہ ہے کہ قرآن پاک میں یہ دونوں آیتیں مسلسل ومتصل ہیں۔ مطلب کی توضیح بغیر دونوں کو ملائے ہوئے نہیں ہوتی۔ علیحدہ کرنے میں بہت سے مضامین مکرر لانا پڑتے ہیں مگر حضرات شیعہ نے چونکہ آیت ولایت سے حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔ اس لیے اسکی بحث کے لیے مستقل باب قائم کیا گیا۔

بلاشبہ محبت ودوستی کے بڑے بڑے اثرات ہیں۔ محبوب کی ہر چیز کا محبؓ کی نظر میں محبوب ہو جانا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے جس کا اظہار نبی ﷺ اور صحابہؓ کی محبت میں بار ہا ملاحظہ کیا جاسکتا ہے

چوتھی آیت:

آیت قتال مرتدین سورۃ مائدہ (۷) رکوع (۱۱) چھٹا پارہ

ترجمہ:......" اے ایمان والو! اگر مرتد ہو جائے گا کوئی تم میں اپنے دین سے تو بہت جلد آمادہ کرے گا اللہ پاک ایک ایسی قوم کو جو اللہ پاک کی محبوب اور محبّ ہوگی تواضع کرنے والی ہوگی۔ ایمان والوں کے مقابلہ میں سختی کرنے والی ہوگی کافروں پر جہاد کرنے والی ہوگی۔ راہ خدا میں اور نہ ڈرے گی ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ اللہ پاک کی بخشش ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ پاک وسعت والا ہے اور دانا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی وہ لوگ قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جھکنے والے ہیں اور جو شخص دوستی کرے گا اللہ پاک اور اس کے رسول سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے تو بتحقیق اللہ ہی کا گروہ غالب رہے گا"۔

یہ تین آیتیں جو اس مقام پر لکھی گئی ہیں پہلی آیت یعنی ﴿یا ایھا اللذین امنو امن یرتد منکم عن دینہ ......الخ﴾ آیت قتال مرتدین کے نام سے مشہور ہے اور دوسری آیت یعنی ﴿انما ولیکم اللہ﴾ آیت ولایت کے لقب سے ملقب ہے اور تیسری آیت محض تتمہ کے طور پر نقل کی گئی۔

ان دونوں آیتوں کی تفسیر دو باب پر تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلے باب میں دونوں آیتوں کی صحیح تفسیر اور دوسرے باب میں آیت ولایت کی تفسیر ازروئے مذہب شیعہ اور اس کا جواب باصواب......

اوّل صحیح تفسیر دونوں آیتوں کی

باب اوّل......

اس باب کے مضامین چار فصلوں پر منقسم ہیں

فصل اوّل......آیتوں کے مطلب ومقصد کی تلخیص اور سیاق وسباق کا ربط۔

فصل دوم:......الفاظ کی شرح

فصل سوم:......حقیقت خلافت پر استدلال

فصل چہارم:......فوائد متفرقہ۔

فصل اوّل

اصل مقصد خداوندی اس مقام پر کفار یہود ونصاریٰ سے دوستی کرنے کی ممانعت ہے اور باہم مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید ہے۔ اور درحقیقت یہ ایک بہت بڑا مقصد دین الٰہی کا اور اسلام کے دین کامل ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے کہ شیطان کے آنے کے جتنے راستے تھے سب بکمال حذاقت بند کردیے گئے ہیں اور صلاح وتقویٰ کی جو جو صورتیں ممکن تھیں۔ سب کی بتفصیل یا باجمال تعلیم دی گئی بلاشبہ محبت ودوستی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بڑے بڑے اثرات ہیں محبوب کی ہر چیز کا محبّ کی نظر میں محبوب ہو جانا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس مقصد کو یوں شروع فرمایا کہ......

﴿یا ایھا الذین امنو ا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض. ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظالمین﴾

یعنی" اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ سے دوستی نہ کرو وہ آپس میں ایک دوسرے سے دوستی کریں اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہو جائے گا اس لیے کہ خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"۔

اس کے بعد فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ بہت جلدی یہود ونصاریٰ کے دوست بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ برے وقت میں ہمارے کام آئیں گے عنقریب خدا مسلمانوں کو فتح دے گا کوئی اور بات عالم غیب سے ظاہر کرے گا اس وقت یہ لوگ پشیمان ہوں گے۔

اس کے بعد آیت قتال مرتدین ہے۔ جس کا ربط ماسبق سے ظاہر ہے کہ جب یہود ونصاریٰ سے دوستی کا ثمرہ یہ بیان فرمایا کہ وہ شخص جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں

سے ہو جائے گا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ ان سے میل رکھتے ہیں ایک نہ ایک روز مرتد ہوں گے لہٰذا فتنہ ارتداد کی خبر اور اس فتنہ کا علاج جو عالم غیب میں مقدر ہو چکا تھا بیان فرما کر مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔

جب کفار سے دوستی کی ممانعت فرمائی تو یہ بتانا بھی ضروری ہوا کہ پھر دوستی کس سے کریں لہٰذا آیت انـمـا ولیـکـم اللہ میں تعلیم فرمایا ہے کہ دوستی خدا سے کرنا چاہیے اور اس کے رسول سے اور ان ایمان والوں سے جو نماز قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جھکنے والے ہوں یعنی اپنی عبادت پر ان کو ناز اور غرور نہ ہو۔ پھر ساتھ ہی اس شبہ کا جواب بھی دے دیا جو وہ کہتے تھے کہ برے وقت میں کفار ہمارے کام آئیں گے فرمایا کہ برا وقت ایمان والوں پر آ ہی نہیں سکتا۔ خدا اور رسول اور مومنین سے دوستی کرنے والے سب پر غالب رہیں گے ان کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا یہ تو آیت قتال مرتدین و آیت ولایت کا ربط سباق کے ساتھ تھا۔

اب سیاق دیکھو ان آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ

﴿یـا ایـهـا الـذیـن امنوا لاتتخذوا الذین
اتـخـذوا دیـنـکـم هـزوا العبامن الذین
اوتو الکتب من قبلکم و الکفار اولیاء﴾

یعنی اے ایمان والو جن یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار نے تمہارے دین کے ساتھ تمسخر کیا ان سے دوستی مت کرو اس کے بعد ان کی شرارتوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اذان کے ساتھ تمسخر کیا پھر ان پر لعنت و غضب کے نازل ہونے کا ذکر ہے کہ ہم نے ان کو سور اور بندر بنا دیا تھا۔ یہی بیان بہت دور تک چلا گیا ہے۔

المختصر...... ان تمام آیتوں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار سے دوستی کی ممانعت اور باہم مسلمانوں میں ایک دوسرے سے الفت و محبت رکھنے کی تاکید ہو رہی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ اس مقصود کے درمیان میں فتنہ ارتداد کا تذکرہ اسی مناسبت کی وجہ سے فرمایا جو اوپر ذکر ہوئی اور فتنہ ارتداد کے تذکرہ میں خلیفہ برحق کو بھی بتلا دیا۔

اب آیت قتال مرتدین پر ایک نظر ڈالیں کہ کس طرح خداوند عالم الغیب نے ایک آئندہ آنے والے

سیدنا ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کے بعد ایسے کام کیے کہ لوگوں نے انہیں خلیفہ الرسول کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا

ہولناک واقعہ کی پیش گوئی فرمائی اور اپنے جلال و جبروت کا کس طرح اظہار کیا کہ اے مسلمانو! جو لوگ تم میں سے مرتد ہو جائیں گے۔ خدا نے ان کے قلع قمع کرنے کے لیے عالم غیب میں یہ تدبیر مقرر کی ہے کہ خاصان خدا کی ایک جماعت ان کے قتال پر منجانب اللہ برانگیختہ کی جائے گی اور

ان دونوں آیتوں میں اصل مقصود خداوندی کفار اور یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے کی ممانعت اور باہم مسلمانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تاکید ہے

وہ ان کی سرکوبی کرے گی۔

کیفیت اس واقعہ کی یوں ہوئی کہ حضور پاک ﷺ کے اخیر زمانہ میں عرب کے تین قبائل مرتد ہو گئے اور ہر قبیلہ میں ایک ایک شخص مدعی نبوت اٹھ کھڑا ہوا اور ان لوگوں نے بڑا فساد برپا کیا۔

اوّل:...... ذوالخمار۔ اسود عنسی جو ایک کاہن اور شعبدہ باز شخص تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق حضرت معاذ بن جبلؓ کو حکم بھیجا کہ اس کا قلع قمع کر دیں چنانچہ ان کے لشکر میں ایک شخص فیروز نے اس کذاب کو جہنم رسید کر دیا اور حضور پاک ﷺ نے بذریعہ وحی الٰہی خوشخبری

زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہے وارث بنا دے اور دار آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے

بھی مسلمانوں کو سنا دی کہ فاز فیروز یعنی فیروز کامیاب ہو گئے مگر اس کامیابی کی خبر ظاہری طور پر حضرت صدیقؓ کے آغاز عہد خلافت میں بماہ ربیع الاول آئی اور یہ پہلی خوشخبری فتح کی تھی۔ جس کو سن کر حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔

دوم:...... مسیلمہ کذاب اس نے شہر یمامہ (متعلقات یمن) میں دعوائے نبوت کیا اور اس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ اس نے ایک خط جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں بھیجا جس کی عبارت یہ ہے......

"من مسیـلـمة رسـول الله الی محمد
رسو ل الـلـه امابعد فان الارض نصفها
لی و نصفها لک"

یعنی "یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی جانب ہے۔ امابعد از مین آدھی میری آدھی آپ کی" مطلب یہ کہ ہم آپ مل کر ملک فتح کریں اور باہم نصف تقسیم کر لیا کریں معلوم ہوا کہ اصل مقصد دولت دنیا ہے اس کا جواب خدا کے رسول اللہ ﷺ نے حسب ذیل بھیجا!

"من مـحـمـد رسول الله الی مسیلمة
الـکـذب امابعد فان الارض الله یورثها
من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین"

یعنی "محمد رسول کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے وہ جس کو چاہے وارث بنا دے اور دار آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے" اس مسیلمہ کذاب کے متعلق کوئی انتظام آنحضرت ﷺ نہیں کرنے پائے تھے کہ خدا نے اپنے قرب خاص میں آپ کو بلا لیا حضرت صدیقؓ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں اس مہم کو انجام دیا حضرت خالد بن ولید کو ایک لشکر دے کر روانہ فرمایا اور حضرت وحشیؓ نے اس کذاب کو جہنم میں پہنچایا مسیلمہ کذاب کے متبعین میں بعض لوگ تائب بھی ہوئے۔

سوم:...... طلیحہ اسدی۔ اس شخص نے بھی آنحضرت ﷺ کے زمانہ ہی میں دعویٰ نبوت کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی نے اس کا بھی قلع قمع کیا حضرت خالدؓ کو آپ نے اس کی طرف بھیجا اور طلیحہ ان کی شمشیر کا فرکش کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا بعد اس کے تائب ہو گیا اور جنگ قادسیہ میں بڑے کارہائے نمایاں کیے مگر وہ شرف جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہونے کا تھا پھر کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تو یہ فتنہ بہت بڑھ گیا سوا حرمین شریفین اور شہر جواثی کے جو بحرین کے مضافات میں سے ہے اکثر مقامات کے لوگ مرتد ہو گئے اور بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کسی کو زکوٰۃ لینے کا اختیار نہیں ہے۔ ایک طرف تو مسلمانوں پر یہ قیامت کبریٰ کہ رسول رب العالمین ﷺ جن کا منہ دیکھ کر جیتے تھے انہی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور دوسری طرف یہ آفت کی فتنہ ارتداد روز بروز ترقی کر رہا تھا تیسری طرف رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت کہ اسامہؓ کا لشکر بجانب شام مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے کہ جن کی قوت قلبیہ نے اس وقت رنگ دکھلایا اور کوہ استقامت بن کر ان تمام پریشانیوں کو انہوں نے جھیلا اور چند ہی روز میں

مطلع اسلام پر جو غبار آ گیا تھا اس کو صاف کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس وقت ان مرتدوں سے قتال کا ارادہ فرمایا بعض صحابہ کرامؓ نے بھی اس امر میں ان سے اختلاف کیا بعض لوگ تو یہ کہتے تھے کہ ان سے قتال کرنا ہی نہ چاہیے۔

تھے۔ اس لیے کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلا کہ میری زندگی میں دین پر آفت آئے اکلوتا بیٹا موجود ہو اور اس کی نظر کے سامنے اس کے باپ کی بڑی محنت و جانفشانی سے جو باغ تیار ہوا تھا وہ کاٹ ڈالا جائے یقیناً حضرت ابو بکر

دوسری قسم:...... ارتداد صوری کہ ظاہر میں لوگوں کے دیکھنے میں ایک شخص مسلمان ہو اس کے بعد دین اسلام سے پھر گیا جہاں کہیں ارتداد کا لفظ بولا جاتا ہے یہی ارتداد صوری مراد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے قلع قمع کرنے کے لیے خاصان خدا کی ایک جماعت ان کے قتال اور سرکوبی کے لیے مقرر فرمائی ہے۔ اس جماعت کے خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیقؓ مقرر ہوئے تھے۔ جنہوں نے مرتدین کے خلاف جہاد کا بیڑا اٹھایا۔

اور بعض کا یہ قول تھا کہ اس وقت مصلحت نہیں ہے۔ یہ وقت اسلام کے لیے نہایت نازک ہے اس وقت تالیف قلب سے کام لینا چاہیے۔ اس طور پر آیت میں جس ملامت کا ذکر ہے وہ ملامت بھی پیش آ گئی اور اپنوں کی ملامت بہت زیادہ ناقابل برداشت ہوتی ہے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا کام پورا کر دیا۔ لا یخافون لومة لائم کی تصدیق ہو گئی۔

اس ملامت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی اس سے اختلاف کیا اور نرمی کی صلاح دی جس پر حضرت صدیقؓ نے وہ جلال بھرے الفاظ فرمائے کہ آج ان کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے فرمایا...... اجبار فی الجاهلية و خوار فی الاسلام ...... اے عمر تم جاہلیت میں تو بڑے تند مزاج تھے اسلام میں ایسے نرم بن گئے اور فرمایا...... الوحی ينقص و انا حی ...... دین کامل ہو چکا، وحی الٰہی بند ہو گئی کیا دین پر زوال آئے اور میں زندہ ہوں یعنی میری زندگی میں دین پر یہ آفت آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ قصہ مشکوٰۃ میں منقول ہے۔

راقم سطور کہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس کلام کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایک عجیب بات اس میں نظر آتی ہے غور سے دیکھو یہ الفاظ کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے کیسا کلمہ ہے اور اس کلمہ کے کہنے کا کس کو حق ہو سکتا ہے کوئی شخص مر جائے اور اس کا صرف ایک اکلوتا بیٹا ہو وہ بے شک کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی میں اور میرے باپ کا مال لٹ جائے لیکن اگر کسی شخص کے متعدد اولاد ہوں تو ان میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی میں میرے باپ کا مال لے اگر کہے گا تو یوں کہے گا کہ ہم لوگوں کی زندگی میں۔

یہ کلمہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بتلا رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث آپ کے اکلوتے اور روحانی فرزند وہی ایک

براوقت ایمان والوں پر آ ہی نہیں سکتا۔ خدا، رسول اور مومنین (صحابہؓ) سے دوستی کرنے والے اسلام دشمن طاقتوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے ان کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا

صدیقؓ کا ادعاء اسلام پر ایسا ہی تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور آپ کے بعد کام بھی ایسے ہی کیے لوگوں نے انہی کو خلیفہ رسول اللہ کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ خلفائے مابعد امیر المومنین کہے گئے امیر المومنین کا لفظ بطور تواضع کے ایک کم درجہ کا لفظ سمجھ کر حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے لیے تجویز کیا تھا جس کو آج شیعہ طرۂ امتیاز سمجھ کر حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس کارنامہ یعنی قتال مرتدین کو انجام کار میں تمام صحابہ نے بڑی عزت کی نظر سے دیکھا حضرت فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور اپنے ایک دن کی عبادت دے دیں۔ اما ليلة فليلة الغار واما يومه فيوم الردة یعنی رات سے مراد شب غار ہے اور دن سے مراد فتنہ ارتداد کا دن ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں قام في الردة مقام الانبياء یعنی فتنہ ارتداد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہ کام کیا جو پیغمبروں کے کرنے کا تھا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں كرهناه في الابتداء وحمدناه على الا نتهاء یعنی ہم لوگوں نے ابتداءً تو قتال مرتدین کو ناپسند کیا تھا مگر انجام دیکھ کر پھر ہم سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے شکر گزار ہوئے۔

فصل دوم

من يرتد: ...... ارتداد کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی یعنی واقعی طور پر کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد دین اسلام سے پھر جائے یہ ناممکن اور محال ہے چنانچہ دوسری آیتوں میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

فسوف یاتی الله: ...... خدا کے لانے کا یہاں بھی وہی مطلب ہے جو آیت استخلاف میں خدا کے خلیفہ بنانے کا بیان ہو چکا۔ یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا اس قوم کو عدم سے وجود میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں لائے گا یا کوئی آواز غیب سے آئے گی کہ یہ لوگ خدا کے لائے ہوئے ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا ان کو اس کام پر آمادہ کرے گا ان کے دل میں ارادہ اس کام کا مضبوطی کے ساتھ قائم کر دے گا۔

یحبهم و یحبونه: ...... یہ ویسا ہی ہے جیسے سورۃ فتح میں فرمایا اشداء على الكفار رحماء بينهم مسلمانوں سے نرمی و محبت کرنے کو یہاں اذلة کے لفظ سے تعبیر فرمایا وہاں رحماء کے لفظ سے کفار پر سختی کرنے کو یہاں اعزة کے لفظ سے بیان فرمایا وہاں اشداء کے لفظ سے ذلك فضل الله جس قوم کا اوپر بیان ہوا اس کے اوصاف کی غیر معمولی عظمت اس کلمہ میں بیان فرمائی گئی ہے اور یہ کہ اس منصب پر اس قوم کا تقرر خدا کی بخشش ہے۔

خدا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے نہ کسی خاندان کی تخصیص ہے نہ کسی شخص کی۔ اور خدا کے یہاں کچھ کمی نہیں ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص کس انعام کا مستحق ہے اس کلمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قتال مرتدین کوئی معمولی غزوہ نہیں ہے اس کی بڑی شان ہے حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اس آیت کے متعلق ازالة الخفاء میں فرماتے ہیں۔ از اینجا معلوم می شود کہ قتال مرتدین نکو غزوہ بدر وحدیبیہ بود و نمونہ از شاہد۔ عظیمة القدر

ولیکم۔ ولی بمعنی دوست مددگار

راکعون: ...... رکوع کے معنی لغت میں جھکنا عاجزی کرنا اور اصلاح شریعت میں نماز کے ایک رکن خاص کو کہتے ہیں یہاں وہی لغوی معنی مراد ہیں۔

(جاری ہے)

تبصرہ کتب

◁ اچھی کتابیں کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جب تک کسی کتاب کا تعارف نہ ہو اس وقت مارکیٹ میں اس کی مؤثر ترسیل ممکن نہیں ہوسکتی۔ ہم نظام خلافت راشدہ کے ان صفحات میں نئی کتابوں کا تعارفی سلسلہ ''تبصرہ کتب'' کے نام سے شروع کررہے ہیں۔ جو مصنفین اپنی کتابوں کا تعارف کروانا چاہتے ہیں وہ کتابیں روانہ فرمائیں۔

◁ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب کا خود تعارف لکھ کر بھیج دے گا۔ وہ بھی ہم شائع کرسکتے ہیں۔

تبصرہ کے لئے 2 عدد کتابیں آنی ضروری ہیں

کتابیں بھیجنے کے لئے پتہ

انچارج تبصرہ کتب

نظام خلافت راشدہ

بخاری چوک قاسم بازار سمندری

فیصل آباد پاکستان

0306-7810468

قائد اہلسنت کے بیٹے مولانا لطف اللہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بیٹے مولانا لطف اللہ کی شادی خانہ آبادی اپریل کے وسط میں انجام پذیر ہوئی۔ ولیمہ کے موقع پر گورنمنٹ سکول جھنگ میں بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق، سمیت تمام قائدین ٹیلی ویژن کے اینکر زمبشر لقمان، ڈاکٹر شاہد مسعود کے ساتھ ساتھ اہلسنت والجماعت کے مرکزی قائد خلیفہ عبدالقیوم، مولانا اورنگ زیب فاروقی، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، مولانا عبدالغنی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا مسرور نواز جھنگوی، مولانا ریحان محمود ضیاء سمیت ملک بھر سے ضلعی وصوبائی راہنما اور کارکن' جھنگ کے سابق ناظمین، حاجی منیر احمد اور ملک منیر احمد سمیت تمام یونینز کے کونسلرز اور ناظمین کے علاوہ اہلسنت والجماعت جھنگ کے ضلعی راہنما مولانا عبدالغفور جھنگوی اور تمام یونٹوں کے قائدین اور کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مولانا محمد عالم طارق کے برادر نسبتی عبدالرؤف شہید ہوگئے۔

گزشتہ ماہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے کزن اور مولانا محمد عالم طارق کے برادر نسبتی رانا عبدالرؤف کو دہشت گردوں نے فائرنگ کرکے شہید کردیا ان للہ و انا الیہ راجعون خداوند کریم سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازیں۔ ادارہ مولانا محمد عالم طارق اور لواحقین کے ساتھ اس سانحہ عظیم میں برابر کا شریک ہے۔

دنیا بھر میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خاتمے اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کے بنیادی اصول

خلافت کے عالمی نصب العین کی دعوت

المعروف **خلافت ورلڈ آرڈر**

تالیف

- 50 سال مسلمانوں کی کیفیت غلامی
- عالمی تباہی سے بچنے کا واحد حل
- دنیا بھر کے مسلمان ممالک کی سیاسی و معاشی حالت
- مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور عالمی اثرات
- امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر۔۔۔ اس کی حیثیت
- پوری دنیا پر دوامی تسلط کی امریکی کوشش
- مسلمانوں کی قیادت اور جدید چیلنجوں کا جواب
- خلافت ورلڈ آرڈر دور حاضر کا حقیقی تقاضا
- اب منافقت ختم ہونی چاہیے
- امریکی نیو ورلڈ آرڈر اور یہودی منصوبہ
- دنیا بھر کے مسلمانوں کی مظلومیت
- بر اعظم ایشیا و افریقہ میں انگریزی بالادستی
- دنیا بھر میں مذہبی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے؟
- عزیمت اور رخصت کی تقسیم اور اسلام کی توہین
- خلافت کی بنیاد پر اسلامی دعوت کا طریقہ کار
- غلبہ اسلام صرف خلافت کے ذریعے ممکن ہے
- خلافت ورلڈ آرڈر اور مسلمانوں کی ذمہ داری
- اسلامی ملکوں میں ایران اور شام کی حیثیت
- بیسویں صدی کے آغاز سے اسلام ختم کرنے کی یہودی سازش
- ماضیر بھلائی اور نیکی کے فروغ کا علم

یہ کتاب 14 سال قید اسیری کے دوران کوٹ لکھپت جیل لاہور میں تحریر کی گئی تھی اس وقت لکھی گئی باتیں آج تک ثابت ہو رہی ہیں

علمی کتابت | خوبصورت طباعت | صفحات 208 | ہدیہ-/125

کتاب چھپ چکی ہے آج ہی اپنے قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں

ناشر

ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد

Ph: 041-3420396

امیر عزیمت حضرت مولانا

حق نواز جھنگوی شہیدؒ

کے سوانح و افکار اور مشن سے مکمل آگاہی کے لئے

نظام خلافت راشدہ

خصوصی شمارہ نمبر 1

جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں

ہدیہ 35 روپے

سٹاک میں دستیاب ہے

منجانب

041-3420396

فاروق پبلی کیشنز قاسم بازار بخاری چوک سمندری

CS CamScanner

سیرت خلیفہ اول

امیر المومنین حضرت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر ابن سعید الراعی آل عتیق، ملتان

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ قریش میں اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی تھے۔ آپؓ کے والد ماجد کا اسم گرامی اسلام لانے سے پہلے تغامہ اور اسلام لانے کے بعد عثمانؓ اور کنیت ابوقحافہ تھی جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنوتیم کے ایک بہت بڑے آدمی تھے۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سلمیٰؓ اور کنیت ام الخیر تھا۔ آپؓ کا خاندان عرب کا بہت مشہور خاندان ہے اور حضور پاک ﷺ کے گھرانے کے بعد تمام عرب میں سب سے زیادہ شریف اور بڑا خاندان سمجھا جاتا ہے۔

پدری نسب سیدنا عبداللہؓ بن عثمانؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب تیمی قریشی ہے۔

مادری نسب سیدنا عبداللہؓ بن سیدہ سلمیٰؓ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب تیمیہ قرشیہ۔

اسم مبارک قبل اسلام عبدالکعبہ، بعد اسلام عبداللہ، کنیت ابوبکر، صدیق اور عتیق لقب تھا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دوسرے سال بمطابق ۵۷۳ء یعنی ہجرت نبویؐ سے ۵۱ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اسلام سے قبل ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راستبازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا اہل مکہ انکو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں خوں بہا کا مال آپ ہی کے ہاں جمع ہوتا تھا۔ اگر کبھی کسی دوسرے شخص کے یہاں جمع ہوتا تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکرؓ کو ایام جاہلیت میں بھی شراب سے ویسی ہی نفرت تھی جیسی زمانہ اسلام میں۔ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ شراب نوشی میں نقصان آبرو ہے۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ بچپن ہی سے ان کو خاص انس، خلوص اور آپ ﷺ کے حلقۂ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کو جب خلعت نبوت عطا ہوا اور آپ ﷺ نے مخفی طور پر احباب، مخلصین اور محرمان راز کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا تو مردوں میں سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بعض ارباب سیر نے ان کے قبول اسلام کے متعلق بہت طویل قصے نقل کئے ہیں لیکن یہ سب حقیقت سے دور ہیں۔ اصل یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا آئینہ دل پہلے سے صاف تھا۔ فقط خورشید حقیقت کی عکس افگنی کی دیر تھی۔ گذشتہ صحبتوں کے تجربوں نے نبوت کے خدوخال کو اس طرح واضح کر دیا تھا کہ معرفت حق کے لئے کوئی انتظار باقی نہ رہا۔ البتہ ان کے اول مسلمان ہونے میں بعض مورخین اور اہل آثار نے کلام کیا ہے۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کا اسلام سب سے مقدم ہے۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اولیت کا فخر حاصل ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت سیدنا زید بن حارثہؓ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے پہلے [illegible] ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے اخبار وآثار بھی بکثرت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیت کا طغرائے شرف و امتیاز صرف اسی ذات گرامی کے لئے مخصوص ہے۔

> سیدنا صدیق اکبرؓ کا آئینہ دل پہلے سے صاف تھا فقط خورشید حقیقت کی عکس افگنی کی ضرورت تھی آنحضور ﷺ کی صحبتوں کے تجربوں نے نبوت کے خدوخال اس طرح واضح کر دیئے تھے کہ بعثت کے ساتھ ہی نور ایمان سے منور ہو گئے۔ اور پہلے مسلمان مرد کا اعزاز حاصل کر لیا۔

محققین نے ان مختلف احادیث وآثار میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ عورتوں میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہؓ، بچوں میں حضرت سیدنا علیؓ، غلاموں میں حضرت سیدنا زید بن حارثہؓ اور آزاد اور بالغ مردوں میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سب سے اول مومن ہیں۔

(فتح الباری ج ۷ ص ۱۳۰)

> ہجرت مدینہ میں صدیق اکبرؓ آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھے ان کا پہلا پڑاؤ غار ثور تھا جہاں خداوند کریم کی طرف سے ”ثانی اثنین“ کا منفرد اعزاز حاصل ہوا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کی آپ کی دعوت پر سیدنا عثمان بن عفانؓ، سیدنا زبیر بن العوامؓ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ، سیدنا طلحہ بن عبیداللہؓ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں ودرخشاں جواہر ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سیدنا عثمان بن مظعونؓ، سیدنا ابوعبیدہؓ، سیدنا ابوسلمہؓ اور سیدنا خالد بن سعید بن العاصؓ بھی آپ ہی کی ہدایت سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جو آسمان اسلام کے اختر ہائے تاباں ہیں لیکن ان ستاروں کا مرکز شمسی سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہی کی ذات تھی۔

اعلانیہ دعوت کے علاوہ ان کا مخفی روحانی اثر بھی سعید روحوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے صحن خانہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی۔ اور اس میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ لوگ آپ کے گریہ وبکا کو دیکھ کر جمع ہو جاتے اور اس پُر اثر منظر سے نہایت متاثر ہوتے۔

آنحضرت ﷺ نے بعثت کے بعد کفار کی ایذارسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ ودعوت کا سلسلہ جاری رکھا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اس بے بسی کی زندگی میں جان، مال، رائے ومشورہ غرض ہر حیثیت سے آپ ﷺ کے دست وبازو اور رنج وراحت میں شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ روزانہ صبح وشام سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی۔ قبائل عرب اور عام مجمعوں میں تبلیغ وہدایت کے لئے جاتے تو یہ بھی ہمرکاب ہوتے۔

ابتدائی مسلمانوں میں غلاموں اور لونڈیوں کی تعداد زیادہ تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پنجۂ ظلم سے اذیتوں میں مبتلا تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مظلوم بندگان توحید کو ان کے جفاکار مالکوں سے خرید کر آزاد کرنے کا سب سے پہلے سلسلہ شروع کیا

مکہ مکرمہ میں ابتداء جن لوگوں نے داعی توحید کو لبیک کہا ان میں کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پنجۂ ظلم وستم میں گرفتار ہونے کے باعث طرح طرح کی اذیتوں میں جتلا تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مظلوم بندگان توحید کو ان کے جفاکار مالکوں سے خرید کر آزاد کردیا۔ چنانچہ سیدنا بلال حبشیؓ، عامر بن فہیرہؓ، نذیرہؓ، نہدیہؓ، جاریہؓ، بنی مومل اور بنت نہدیہ وغیرہ نے اسی صدیقی جود وکرم کے ذریعہ سے نجات پائی۔

کفار ومشرکین کا دست ستم زیادہ ہوتا گیا تو آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر ہجرت حبشہ کا قصد کیا اور روانہ ہوئے لیکن ابھی مقام برک الغما میں پہنچے تو ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی تو ابن الدغنہ آپؓ کو واپس مکہ مکرمہ میں واپس لے آئے۔ ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کردیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔

سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ عموماً صبح وشام سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک روز منہ کو چھپائے ہوئے خلاف معمول تشریف لائے، اور فرمایا کہ کوئی ہو تو ہٹادو۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ گھر والوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ہمراہی کی تمنا ظاہر کی، ارشاد ہوا ہاں تیار ہوجاؤ، وہ تو چار مہینے سے اسی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے فوراً تیار ہوگئے ام المؤمنین سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ اسماءؓ نے جلدی جلدی رخت سفر درست کیا، سیدہ اسماءؓ کو توشہ دان باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو انہوں نے اپنا کمر بند پھاڑ کر باندھا اور دربار نبوت سے "ذات النطاقین" کا خطاب پایا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر لئے تھے۔ ایک آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا او ایک پر خود سوار ہوئے، اسی طرح نبی ﷺ وصدیقؓ کا مختصر قافلہ شب جمعہ ۲۷۔ صفر المظفر ۱۴ نبوی ﷺ (مطابق ۱ھ) راہی مدینہ ہوا۔

اس قافلہ کی پہلی منزل غار ثور تھی، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے غار میں پہلے داخل ہوکر اس کو درست کیا، جو سوراخ اور بھٹ نظر آئے ان کو بند کیا، پھر آنحضرت ﷺ سے اندر تشریف لانے کے لئے عرض کی، آپ ﷺ اس غار میں داخل ہوئے اور اپنے رفیق ومونس کے زانو پر سر مبارک رکھ کر مشغول استراحت ہوگئے۔

اتفاقاً اسی حالت میں ایک سوراخ سے جو بند ہونے سے رہ گیا تھا ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا، لیکن اس خادم جان نثار نے اپنے آقا کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارہ نہ کیا اور خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس پر پاؤں رکھ دیا۔ سانپ نے کاٹ لیا زہر اثر کرنے لگا درد وکرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے لیکن اس وفاشعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ اس سے خواب راحت میں خلل اندازی ہوگی۔ اتفاقاً آنسو کا ایک قطرہ ڈھلک کر آنحضرت ﷺ کے چہرۂ انور پر ٹپکا جس سے حضور ﷺ بیدار ہوگئے اور اپنے مخلص؛ غمگسار کو بے چین دیکھ کر فرمایا ابوبکر کیا ہے؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، سانپ نے کاٹ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی وقت اس مقام پر اپنا لعاب دہن لگادیا، اس تریاق سے زہر کا اثر دور ہوگیا۔

مدینہ پہنچ کر سیدنا صدیق اکبرؓ اتنے بیمار ہوئے کہ مرض الموت تک پہنچ گئے سیدہ عائشہؓ کی درخواست پر آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی جس سے حضرت ابوبکر صدیق تندرست ہوگئے

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے صاحبزادے سیدنا عبداللہ کو ہدایت کردی تھی کہ دن کو مکہ مکرمہ میں جو واقعات پیش آئیں رات کو ہمارے پاس آکر ان کی اطلاع کرتے رہنا، اسی طرح اپنے غلام سیدنا عامر بن فہیرہؓ کو حکم دیا تھا کہ مکہ کی چراگاہ میں بکریاں چرائیں اور رات کے وقت غار کے پاس لے آئیں۔

چنانچہ صبح کے وقت جب سیدنا عبداللہؓ واپس آتے تو سیدنا عامر بن فہیرہؓ ان کے نشان قدم پر بکریاں لاتے تاکہ نشان مٹ جائے اور کسی کو شبہ نہ ہو، رات کے وقت انہی بکریوں کا تازہ دودھ غذا کے کام آتا، غرض تین دن اور تین راتیں اسی حالت میں بسر ہوئیں اور یہ تمام کاروائی اس احتیاط سے عمل میں آتی تھی کہ قریش کو ذرا بھی شبہ نہ ہوا۔

اس عرصہ میں کفار بھی اپنی کوششوں سے غافل نہ تھے جس روز آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی اسی روز قریش کی مجلس سے آپ ﷺ کے قتل کا فتویٰ صادر ہوچکا تھا اور تمام ضروری تدبیریں عمل میں آچکی تھیں، چنانچہ ابوجہل (عمرو بن ہشام) وغیرہ نے اس روز رات بھر کاشانہ اقدس کا محاصرہ کیے رکھا لیکن جب وقت معین پر خواب گاہ میں داخل ہوئے تو وہ گوہر مقصود سے خالی تھا، وہاں سے یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دولت کدہ پر گئے اور سیدہ اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے ان کے والد کا دریافت کیا۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی تو ابوجہل نے غضبناک ہوکر زور سے ایک طمانچہ مارا۔ قریش اپنی ناکامی پر سخت برہم ہوئے، اسی وقت اعلان کیا گیا کہ جو شخص محمد ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو ۱۰۰ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے، چنانچہ متعدد بہادروں نے مذہبی جوش اور انعام کی طمع میں آپ ﷺ کی تلاش شروع کی، مکہ کے اطراف میں کوئی آبادی، ویرانہ، جنگل اور پہاڑ یا سنسان میدان ایسا نہ ہوگا جس کا جائزہ نہ لیا گیا ہو، یہاں تک کہ ایک جماعت غار کے پاس پہنچی، اس وقت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو نہایت اضطراب ہوا اور حزن ویاس کے عالم میں بولے "اگر وہ ذرا بھی نیچے کی طرف نگاہ کریں گے تو ہم دیکھ لئے جائیں گے"۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو تشفی دی اور فرمایا مایوس وغمزدہ نہ ہوں، ہم صرف دو نہیں ہیں ایک تیسرا (یعنی خدا) بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اس تشفی آمیز فقرہ سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو اطمینان ہوگیا اور ان کا مضطرب دل امداد غیبی کی تلقین پر لازوال جرأت واستقلال سے مملو ہوگیا، خدا کی قدرت کہ کفار جو تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچے تھے،

ان کو مطلق محسوس نہ ہوا کہ ان کا گوہر مقصود اسی کان میں پنہاں ہے اور وہ ناکام واپس چلے گئے۔

چوتھے روز یعنی پیر یکم۔ ربیع الاول ۱۴ انبوی کو یہ کارواں آگے روانہ ہوا، اب اس میں بجائے دو کے چار آدمی تھے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہؓ کو راستہ کی خدمات کے لئے پیچھے بٹھالیا ہے، عبداللہ بن اریقط آگے آگے راستہ بتاتا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مہبط وحی والہام کی حفاظت کے لئے کبھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور کبھی پیچھے ہو جاتے ہیں، اسی اثنا میں سراقہ بن جعشم قریش کا ہرکارہ گھوڑا اڑاتا ہوا قریب پہنچ گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خوف زدہ ہو کر کہا "یارسول اللہ! یہ سوار قریب پہنچ گیا"۔ ارشاد ہوا غمگین نہ ہو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ بارگاہ رب العالمین میں دعا کی، اس کا اثر یہ ہوا کہ سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے، اتر کر پانسہ پھینک کر فال نکالی جواب آیا کہ اس تعاقب سے دستبردار ہو جاؤ، نہ مانا پھر آگے بڑھا۔ پھر وہی واقعہ پیش آیا، مجبور ہو کر امان طلب کی اور واپس آگیا۔

اسی طرح یہ مختصر قافلہ دشمنوں کی گھاٹیوں سے بچتا ہوا پیر ۸۔ ربیع الاول ۱۴ انبویٰ (مطابق ۱ھ) کو قبا میں پہنچا، یہاں آپ حضرات نے تین دن قیام فرمایا اس دوران سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے اور انہی ایام میں یہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت سرور کائنات ﷺ قبا میں چند روز مقیم رہ کر جمعۃ المبارک ۱۲۔ ربیع الاول ۱۴ انبویٰ مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے ہاں مہمان ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی ساتھ آئے اور سیدنا خارجہؓ بن زید ابن ابی زہیر کے مکان میں فروکش ہوئے، کچھ عرصہ کے بعد آپ کے اہل وعیال بھی سیدنا طلحہؓ کے

ہر آدمی اس حالت میں اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے کہ موت جوتے کے تسمہ کے بھی قریب تر ہوتی ہے۔

سیدہ امی عائشہؓ یہ حال دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کیفیت عرض کی، رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

"اے خدا تو مکہ کی طرح اس سے بھی

> [illegible] لیے [illegible] اس
> کی تعمیر میں بھی بطور [illegible] کام لیا۔

زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر، اسکو بیماریوں سے پاک فرما، اسکے صاع اور مد میں برکت دے اور اسکے (وبائی) بخار کو جحفہ میں منتقل کردے"۔

دعا مقبول ہوئی سیدنا ابوبکر صدیقؓ بستر مرض سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے لئے مکہ سے بھی زیادہ خوش آئند ہوگئی۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مہاجرین وانصار کی باہمی اجنبیت وبیگانگی دور کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرادیا۔ اس مواخات میں طرفین کے اعزاز ومرتبہ کا خاص طور پر لحاظ کیا گیا، چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی مواخات سیدنا خارجہؓ بن زید بن ابی زہیر بن مالک امرا القیس بن مالک اغر علبہ بن کعب بن خزرج بن حارث خزرج انصاری خزرجی (سیدنا خارجہ بن زیدؓ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے سسر تھے اور غزوہ اُحد میں شہید ہوئے) سے قائم کی گئی جو مدینہ منورہ میں معزز شخصیت تھے۔

مدینہ منورہ اسلام کے لئے آزادی کی سرزمین تھی،

یتیموں کا مال لینا پسند نہ فرمایا اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے اس کی قیمت دلوادی۔

اس طرح مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد بھی سب سے پہلے صدیق اکبرؓ ہی کے ابر کرم نے اسلام کے لئے جود وسخا کی بارش کی قیمت ادا کرنے کے علاوہ یہ پیر مرد اس کی تعمیر میں بھی نوجوانوں کے دوش بدوش سرگرم کار رہا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے ساتھ بنفس نفیس تمام غزوات میں شریک رہے ان کے علاوہ دو سریہ بھی آپؓ کی امارت میں ہوئے، سریہ ام قرفہ رمضان ۶ھ اور دوسرا سریہ بنو کلاب ۷ھ میں ہوا۔

سنہ ۹ھ میں آنحضرت ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو امارت حج کے منصب پر مامور فرمایا اور ہدایت کی کہ منیٰ کے عظیم الشان اجتماع میں اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ چونکہ سورۃ برأت اسی زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سیدنا علی المرتضیٰؓ حج کے موقع پر اس کو سنانے کے لئے بھیجے گئے تھے اس لئے بعضوں کو یہ شک پیدا ہوگیا ہے کہ امارت حج کی خدمت بھی سیدنا ابوبکرؓ سے لے کر سیدنا علی المرتضیٰؓ ہی کو تفویض کی گئی تھی۔ لیکن یہ شدید غلطی ہے کیونکہ یہ دو مختلف خدمتیں تھیں، چنانچہ خود سیدنا علی المرتضیٰؓ کی ایک روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ اس شرف کے تنہا مالک تھے۔

یکم ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۲۴ مئی ۶۳۲ء (بقول سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہ آپ ﷺ یوم عرفہ سے ۸۱ دن بعد دنیا سے رخصت فرماگئے تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر مسکرائے تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اس خیال سے کہ شاید آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف

> ۹ ہجری کو حضور ﷺ [illegible] سیدنا [illegible] امارت حج [illegible] از بخشتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ منیٰ
> اعلان کردیں کہ اس سال کے [illegible] حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔

ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے، لیکن مدینہ منورہ کی آب وہوا مہاجرین کے لئے نہایت ناموافق ہوئی۔ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایسے شدید بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہوگئے۔ ایک دفعہ سیدہ امی عائشہؓ نے حال پوچھا تو اس وقت یہ شعر ورد زبان تھا۔

کل امرء مصبح فی اھلہ
والموت ادنیٰ من شراک نعلہ

فرزندان توحید جو کفار کے خوف سے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے تھے آہستہ آہستہ اس مرکز پر جمع ہونے لگے اور اب آزادی اجتماع کے ساتھ معبود حقیقی کی پرستش کا موقع حاصل ہوا۔

اس بناء پر رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے تعمیر مسجد کا خیال پیدا ہوا، اس کے لئے جو زمین منتخب ہوئی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی، گو ان کے اولیاء واقرباء بلاقیمت پیش کرنے پر مصر تھے، تاہم رحمت اللعالمین ﷺ نے

لائیں گے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اشارہ سے حکم ہوا کہ نماز پوری کرو اور پھر پردہ گرادیا

چونکہ اس روز بظاہر آنحضرت ﷺ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا اس لئے سیدنا ابوبکر صدیق نماز کے بعد اجازت لے کر مقام سخ کو جہاں ان کی زوجۂ محترمہ سیدہ حبیبہؓ بنت خارجہؓ رہتی تھیں تشریف لے گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سخ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کا وصال

ہو چکا تھا اور مسجد کے دروازہ پر ایک ہنگامہ برپا تھا، لیکن وہ کسی سے کچھ نہ بولے اور سیدھے سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے محبوب آقا کے نورانی چہرہ سے نقاب اُٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا:۔

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کی قسم! آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ چکھ چکے اس کے بعد اب پھر کبھی موت نہ آئے گی''۔

پھر چادر ڈال کر باہر تشریف لائے، سیدنا عمر بن

درحقیقت تمام عرب قریش کے سوا کسی کی حکومت تسلیم ہی نہیں کر سکتا پھر مہاجرین اپنے تقدم اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے خاندانی تعلقات کے باعث نسبتاً آپ سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں یہ دیکھو ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عمر بن الخطابؓ موجود ہیں ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو''۔

لیکن سیدنا عمر بن خطابؓ نے پیش دستی کر کے خود سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور کہا:۔

''نہیں بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ

زارہ اور اس کے اطراف کو زیر نگیں کر کے اس قدر مال غنیمت مدینہ روانہ کیا کہ خلیفۂ اول نے اس میں سے مدینہ منورہ کے ہر خاص و عام مرد، عورت، شریف و غلام کو ایک ایک دینار تقسیم فرمایا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو ابھی صرف سوا دو برس ہوئے تھے اور اس قلیل عرصہ میں مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے بعد فتوحات کی ابتداء ہی ہوئی تھی کہ پیام اجل پہنچ گیا۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن جب کہ موسم نہایت سرد و خنک تھا،

آنحضور ﷺ کی وفات کے موقع پر صدیق اکبرؓ کی تقریر ایسی دلنشین تھی کہ اس پریشانی کے عالم میں ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا۔ خصوصاً جو آیت تلاوت فرمائی ایسی برموقع تھی کہ اسی وقت زبان زد عام ہو گئی۔

الخطابؓ جوش وارفتگی میں تقریر کر رہے تھے اور قسم کھا کھا کر رسول اللہ ﷺ کے انتقال فرمانے سے انکار کر رہے تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا ''عمر! تم بیٹھ جاؤ'' لیکن انہوں نے وارفتگی میں کچھ خیال نہ کیا، تو آپ نے الگ کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی اور تمام مجمع آپ کی طرف جھک پڑا، آپؓ نے فرمایا:۔

امابعد فمن کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت قال اللہ تعالیٰ
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (الآیة)

''اگر لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے تو بیشک وفات پا چکے ہیں اور اگر خدا کو پوجتے تھے تو بیشک وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا اس سے قبل بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اور محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں''۔

یہ تقریر ایسی دل نشین تھی کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہو گیا خصوصاً جو آیت آپ نے تلاوت فرمائی وہ ایسی باموقع تھی کہ اسی وقت زبان زد خاص و عام ہو گئی۔ سیدنا عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم لوگوں کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت پہلے نازل ہی نہیں ہوئی تھی۔

آپ ﷺ کے وصال کی خبر مشہور ہوتے ہی منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا، مختلف قبائل نے خلافت کے لئے اپنے اپنے امیر کا انتخاب کرنا شروع کیا تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے یہ جوش و خروش دیکھا تو نرمی و آشتی کے ساتھ انصار کے فضائل و محاسن کا اعتراف کر کے فرمایا:۔

''صاحبو! مجھے آپ کے محاسن سے انکار نہیں لیکن

ہمارے سردار اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے''۔

آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کے بعد دوسرے دن بروز بدھ ۳۔ ربیع الاول ۱۱ھ کو تمام مسلمانوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو مسند آرائے خلافت ہوتے ہی اپنے سامنے صعوبات، مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا جن میں (۱) اسامہ بن زیدؓ والی مہم (۲) مدعیان نبوت کا قلع قمع (۳) مرتدین کی سرکوبی (۴) منکرین زکوٰۃ کی تنبیہ (۵) جمع و ترتیب قرآن مجید۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ، کلام پاک کی آیتیں اور سورتیں عہد نبوت میں مرتب ہو چکی تھیں، سیدنا ابوبکرؓ نے قرآن مجید کے متفرق اجزاء کو صرف ایک کتاب کی صورت میں جمع کرایا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں مختلف علاقوں میں مہم روانہ کی اور فتح سے ہم کنار ہوئے۔ آپؓ کے دور خلافت میں جو فتوحات ہوئیں ان میں مہم عراق، حملہ شام

قرآن مجید کی آیتیں اور سورتیں عہد نبوت میں مرتب ہو چکی تھیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے تمام اجزاء کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کروا دیا

ان کے علاوہ سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو توج روانہ کیا گیا۔ انہوں نے توج، مکران اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو زیر نگیں کر کے اسلامی مملکت میں شامل کر لیا، اسی طرح سیدنا علاء بن حضرمیؓ زارہ پر مامور ہوئے انہوں نے

آپؓ نے غسل فرمایا، غسل کے بعد بخار آ گیا اور مسلسل پندرہ دن تک شدت کے ساتھ قائم رہا۔ اس اثناء میں مسجد میں تشریف لانے سے بھی معذور ہو گئے، چنانچہ آپؓ کے حکم سے سیدنا عمرؓ امامت کی خدمت کے فرائض انجام دیتے تھے۔

سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے تجہیز و تکفین کے متعلق فرمایا کہ اس وقت جو کپڑا بدن پر ہے اسی کو دھو کر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن دینا۔ سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی کہ یہ تو پرانا ہے۔ کفن کے لئے نیا ہونا چاہئے، فرمایا ''زندے مردوں کی بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں میرے لئے یہی پھٹا پرانا کافی ہے''۔

اس کے بعد پوچھا آج دن کون سا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا پیر پھر پوچھا رسول اللہ ﷺ کا وصال کس روز ہوا تھا؟ کہا گیا کہ پیر کے روز فرمایا تو پھر میری آرزو ہے کہ آج ہی رات تک اس عالم فانی سے رحلت کر جاؤں۔ چنانچہ یہ آخری آرزو بھی پوری ہوئی یعنی پیر کا دن ختم کر کے منگل کی رات کو ۶۳ سال کی عمر مبارک میں ۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲/ اگست ۶۳۴ء کو رہ گزین عالم جاوداں ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

وصیت کے مطابق رات ہی کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی سیدنا عثمان غنیؓ، آپؓ کے داماد سیدنا طلحہؓ، سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ نے قبر میں اتارا اور اس طرح سرور کائنات ﷺ کا رفیق زندگی آپ کے پہلو میں مدفون ہو کر دائمی رفاقت کے لئے جنت میں پہنچ گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زندگی عظیم الشان کارناموں

CamScanner

سے لبریز ہے، خصوصاً انہوں نے سوا دو برس کی قلیل مدت خلافت میں اپنے مساعی جمیلہ کے جو لازوال نقش و نگار چھوڑے وہ قیامت تک محو نہیں ہو سکتے۔ ان میں کارنامہائے زندگی درج ذیل ہیں:۔

(۱) نظام خلافت (۲) ملکی نظم و نسق (۳) حکام کی نگرانی (۴) تعزیر و حدود (۵) مالی انتظامات (۶) فوجی نظام (۷) فوج کی اخلاقی تربیت (۸) سامانِ جنگ کی فراہمی (۹) فوجی چھاؤنیوں کا معائنہ (۱۰) بدعات کا سدِ باب (۱۱) خدمتِ حدیث (۱۲) محکمہ افتاء (۱۳) اشاعتِ اسلام (۱۴) رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایفائے عہد (۱۵) رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اور متعلقین کا خیال (۱۶) ذمی رعایا کے حقوق۔

سلسلۂ احادیث میں دوسرے صحابہ کرامؓ کی نسبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے مرفوع احادیث بہت کم مروی ہیں، آپؓ کی کل روایتوں کی تعداد ۱۴۲ ہے جو صحاح ستہ اور دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے گو کسی مکتب میں باقاعدہ زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا تھا تاہم فطری جودت طبع اور دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمان فضل و کمال پر مہر درخشاں ہو کر چمکے۔ فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے، ابتداء میں شاعری کا ذوق بھی تھا، لیکن اسلام کے بعد ترک کر دیا تھا کبھی کبھی جذبات و خیالات خود بخود نظم موزوں کے قالب میں ڈھل جاتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا امام حسینؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی، بے اختیار ان کو گود میں اٹھا لیا اور فرمایا......

وبـــابـــی شبیـــہ الـــنبـــی
لیـــس شبیـــہا بـــعـــلـــی

میرا باپ فدا ہو یہ نبی سے مشابہ ہے
علی سے مشابہ نہیں ہے

آپؓ کو جن امور میں مہارت حاصل تھی ان میں ذوقِ سخن، تقریر و خطابت، نسب دانی، تعبیر رؤیا، علم تفسیر، امامت و اجتہاد، اصول اجتہاد قابل غور ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ فطرۃً اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔ تقویٰ، زہد، تواضع، انفاق فی سبیل اللہ، خدمت گزاری خلق، مذہبی زندگی، خانگی زندگی، مہمان نوازی، لباس و غذا اور ذریعۂ معاش کے لئے تجارت آپؓ کا شعار ہیں۔

آپؓ نے اپنے عہد خلافت میں مختلف فتنوں کی سرکوبی کے ساتھ فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا جس سے اہل عرب کے بہت سے اہم علاقے اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نہایت نحیف و لاغر اندام تھے۔ چہرہ کم گوشت اور رنگ گندم گوں تھا، پیشانی بلند و فراخ اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، بالوں میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مختلف اوقات میں چار نکاح کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) سیدہ ام رومان (زینبؓ) بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ کنانیہ۔

اولاد: ام المومنین سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ زوجہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، سیدنا عبدالرحمٰنؓ۔

(۲) سیدہ قتیلہؓ بنت عبدالعزیٰ بن عبد اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشیہ۔

اولاد: ذات النطاقین سیدہ اسماءؓ زوجہ سیدنا زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، سیدنا عبداللہؓ۔

(۳) سیدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن حافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل "یا" خثعم بن انمار بن معد بن عدنان عدنانیہ۔

اولاد: سیدنا ابوالقاسم محمدؓ امام قاسمؒ بن محمدؒ کے والد ماجد ہیں۔

(۴) حبیبہؓ "یا" ملیکہؓ بنت خارجہؓ بن زید بن ابوزہیر بن مالک بن امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاریہ خزرجیہ۔

اولاد: سیدہ ام کلثومؒ زوجہ سیدنا طلحہؓ بن عبیداللہ (عشرہ مبشرہ)۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سیدہ ام کلثوم کے علاوہ باقی تمام بیٹے اور بیٹیاں صحابی ہیں، اور سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا ایک بیٹا عبداللہ بن عبدالرحمٰنؓ بھی صحابی ہے، اس طرح سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں چار نسلیں صحابی ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی نسل عرب و عجم میں پھیلی ہوئی ہے جو صدیقی عتیقی قریشی کے نام سے معروف ہے ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں:۔

والدہ ماجدہ امام جعفر صادقؒ بی بی فروہؒ بنت امام قاسمؒ بن سیدنا محمدؓ بن سیدنا ابوبکر صدیقؓ، شیخ الاسلام ابونجیب عبدالقاہرؒ م ۵۶۳ھ، مولانا جلال الدین محمد رومیؒ م ۶۷۲ھ، شیخ عبدالہادی صدیقی چشتی امروہیؒ م ۱۱۹۰ھ، شیخ شاہ عبدالباری صدیقی چشتیؒ م ۱۲۲۶ھ، مولانا مفتی الٰہی بخش صدیقی کاندھلویؒ م ۱۲۴۵ھ، مولانا وجیہ الدین صدیقی جھنجھانوی کاندھلویؒ م ۱۲۶۰ھ، مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتویؒ م ۱۲۹۷ھ، مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ م ۱۳۳۴ھ، مولانا حافظ محمد احمد صدیقی نانوتویؒ م ۱۳۴۷ھ، بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ م ۱۳۶۳ھ، مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ م ۱۳۷۷ھ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ م ۱۳۸۴ھ، مولانا محمد ادریس صدیقی کاندھلویؒ م ۱۳۹۴ھ، مولانا احتشام الحق صدیقی کاندھلویؒ م ۱۴۰۰ھ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ م ۱۴۰۲ھ، مولانا قاری محمد طیب قاسمی صدیقی دیوبندیؒ م ۱۴۰۳ھ، مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ (کراچی) م ۱۴۰۶ھ، مولانا محمد مالک صدیقی کاندھلویؒ م ۱۴۰۹ھ، مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ م ۱۴۱۶ھ، مولانا محمد سالم قاسمی دیوبندی، مولانا محمد طلحہ کاندھلوی، قاری محمد شاکر قاسمی، ثناء خواں قاری وحید ظفر قاسمی، مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی، مولانا ابوالکلام صدیقی ملتان، غازیہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پاکستانی۔

بقیہ صفحہ نمبر 39

وہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی سے مشورہ نہیں لیتا ہے، وہ قادر مطلق ہے، موت و حیات کا مالک وہی ہے۔ وہ کُنْ فَیَکُوْن کا مالک ہے۔ جب بھی اللہ چاہے کہ حضرت علیؓ کی ولایت کا ڈنکا بج جائے تو رسول اکرم ﷺ کیونکر دبے لفظوں میں اعلان فرمائیں؟

اور وہ بھی بالکل آخری وقت میں، سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ساری زندگی رسالت عظمیٰ کی تبلیغ فرماتے رہے۔ اور آخر میں ولایت علیؓ کا اعلان مبہم الفاظ میں کرتے ہیں۔ اگر منصب ولایت علیؓ اتنا اہم ترین ہے منصب رسالت سے بھی تو منصب ولایتِ علیؓ کا ذکر قرآن پاک و حدیث میں کیوں نہیں ہے؟۔

ایں خیال است و محال است و جنوں!

اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے حکمران صحابی
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے تاریخ ساز کارناموں پر مشتمل نہایت خوب صورت کتاب
تالیف
ہدیہ 80 روپے
ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

کاتب وحی، برادر نسبتی پیغمبر ... المومنین ... امیر المومنین

سیدنا امیر معاویہؓ کی سیرت پر ایک منفرد کتاب

مقام امیر معاویہؓ و مرویات امیر معاویہؓ

میاں [illegible] فیصل آباد

سیدالرسل، امام الانبیاء، خاتم المعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نہایت ممتاز و جلیل القدر صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آسمان نبوت کے وہ ستارے اور چمنستان محمد کے وہ پھول ہیں کہ جن پر سب سے زیادہ اعتراضات کیے اور کئی الزامات عائد کیے گئے ہیں اور ان تمام اعتراضات والزامات کی وجہ قرآن وسنت کے مقابلہ میں تاریخی روایات کو اہمیت دینا ہے۔ جبکہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہر روایت قابل تردید ہے۔ چہ جائے کہ اس پر تکیہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر براہ راست اور بالواسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر انگلی اٹھائی جائے۔ پاکستان میں سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اس دور میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کو برسر منبر بیان کرنا شروع کیا جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی لینا ایسے تھا جیسا کہ دہکتا ہوا انگارہ ہاتھ میں پکڑ لینا مگر شاہ صاحب کی محنت کا ثمرہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کے نام عظیم صحابیؓ رسول اور سب سے بڑی اسلامی خلافت کے روح رواں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مبارک پر رکھنے شروع کر دیے۔ اسی سلسلہ کو امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور پھر مؤرخ اسلام خطیب عظمت رسالت و صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے آگے بڑھایا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ایک نادر کتاب تالیف کی۔ اسی طرح کئی علماء و محققین نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کئی کتابیں اور مضامین تحریر فرمائے ہیں۔ چند ایک جزوی اختلافات کے باوجود ہمارے نزدیک سیرت معاویہؓ کے عنوان پر لکھی گئی کتابوں میں سے بہترین کتابیں مولانا محمد نافع، جھنگ کی سیرت حضرت امیر معاویہؓ، حکیم محمود احمد ظفر، سیالکوٹ کی ''سیدنا معاویہؓ اور ان کے حالات زندگی''، پروفیسر حافظ اظہر محمود کی ''سیرت حضرت امیر معاویہؓ'' ، ''مقام صحابہؓ وسیدنا معاویہؓ''، قاضی طاہر علی الہاشمی، حویلیاں کی ''تذکرہ خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ'' اور مفتی محمد تقی عثمانی کی ''حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق'' ہیں۔

متذکرہ بالا باقی کتابوں میں سیرت معاویہؓ کے تقریباً تمام پہلو واضح کیے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی ایسی کتاب نہیں تحریر کی گئی تھی جس میں نبی ﷺ سے سیدنا معاویہؓ کی براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث جمع کی گئی ہوں۔ قاضی طاہر ہاشمی صاحب نے اپنی متذکرہ بالا کتاب اور ماہنامہ خدام الدین، لاہور کے قاری سعید الرحمٰن علوی صاحب نے ''مرویات سیدہ عائشہ صدیقہؓ وامیر معاویہؓ'' میں تقریباً 42 مرویات معاویہؓ جمع کی ہیں۔ جب کہ ایک عرصہ سے علمی وتحقیقی حلقوں میں اس ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا کہ کسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اس ضرورت اور کمی کو محمد عرفان الحق (بی اے۔ ایل ایل بی) نے پورا کرتے ہوئے ''مقام امیر معاویہؓ و مرویات امیر معاویہؓ'' کے عنوان سے معنون ایک ایسی کتاب تالیف کی ہے کہ جس میں سیدنا معاویہؓ کے حیات طیبہ کے چند اہم پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ اور مقام امیر معاویہؓ قرآن وحدیث اور فرامین رسول امین اور ارشادات صحابہ کرامؓ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی سیدنا معاویہؓ کی نبی ﷺ سے براہ راست روایت کی گئی تمام احادیث مبارکہ بھی ترجمہ سمیت جمع کر دی گئی ہیں۔ ان احادیث کی کل تعداد 163 ہے اور اس سے پہلے ایسی کوئی کتاب نہیں تحریر کی گئی جس میں تمام مرویات معاویہؓ جمع کی گئی ہوں۔

یہ منفرد کتاب جامعہ اشرفیہ کے فاضل، راولپنڈی واسلام آباد کی ممتاز علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب کی رائے گرامی اور فاضل دارالعلوم کراچی مفتی عبدالرشید صاحب (ایل ایل بی، پی ایچ ڈی)، اسلام آباد کی تقریظ کے ساتھ دفاع اسلام پبلیکیشنز (لاہور۔ کراچی۔ اسلام آباد) نے شائع کی ہے۔ جبکہ اس کتاب پر مولانا حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقدیم تحریر فرمائی ہے۔

اس کتاب کے اہم عنوانات یہ ہیں:

مقام صحابہؓ

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہؓ، خاندان

سیدہ ہندہ رضی اللہ عنہا نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا؟

سیدنا امیر معاویہؓ کی ولادت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داریاں

کتابت وحی قصر شعر حضور اکرم ﷺ

سیدنا امیر معاویہؓ کے زیر نگرانی پوری ہونے والی دو عظیم نبوی بشارتیں پہلا بحری جہاد قسطنطنیہ کا جہاد

ارشادات نبویہ در مدح سیدنا امیر معاویہؓ

اقوال صحابہؓ در فضائل امیر معاویہؓ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خطرناک رویہ

محبت صحابہؓ مرویات امیر معاویہؓ

اس اہم کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابہ کرامؓ کی عظمت ومنقبت پر غیروں کی جانب سے کی جائے والی بے جا تنقید کا منفی اثر ختم کیا جا سکے۔ یہ کتاب ان مقامات سے حاصل کی جا سکتی ہے:

بقیہ صفحہ نمبر 22

آبروئے رحمت عالم ام المومنین سیدہ

عائشہ صدیقہؓ کے ابوؓ

محمد اشرف ساجد شینہ والوی

دنیا گواہ ہے کہ صحابہ کرامؓ پہ سکتے کا عالم طاری تھا، درس گاہ محمدیہ کے کئی طالب علم اپنے ہوش و حواس پہ قابو نہ رکھ سکے تھے۔ غلامانِ رسول ﷺ کو کچھ بھی نہ سوجھتا تھا کہ آسمان گر گیا ہے یا زمین ریزہ ریزہ ہوگئی ہے ہر ذی شعور کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا۔ مدینہ منورہ کے پاس ایک دیوانہ رسول ﷺ کھیتی باڑی میں مصروف تھا اسے جب اس جانکاہ صدمہ کی اطلاع ہوئی تو مالک ارض وسماء کے دربار میں وہیں کھڑے کھڑے التجاء کرنے لگا۔ اے میرے مالک میری آنکھوں کو اندھا کر دے میرے کانوں کو بہرہ کر دے چنانچہ وہ اسی وقت ایسا ہی ہوگیا۔

مُرادِ پیغمبر ﷺ داماد حیدرؓ تلوار کا دستہ ہاتھ میں پکڑے کھڑے ہیں اور وارفتگی کے عالم میں فرما رہے ہیں "جو یہ خبر زبان پہ لائے گا اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا"

مرکز دین و اسلام مدینہ الرسول ﷺ سمیت مسلمانوں کے زیر تسلط کرۂ ارض پہ قریہ قریہ کانپ اٹھا تھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ کیا انسان و جنات، حیوانات، نباتات، وجمادات سب پہ ناقابل بیان کیفیت طاری تھی۔ الغرض جو قدم اٹھ چکا تھا وہ وہیں اٹھا ہی رہ گیا۔ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک کثیر تعداد جن میں ہر عمر ہر طبقہ کے لوگ تھے مدینہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس لیے کہ آج 12 ربیع الاول 11ھ سوموار کا دن اور دوپہر کا وقت تھا۔ جب خاتم الانبیاء والمرسلین رئیس الصادقین، مخبر صادق دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ آفتاب نبوت پوری دنیا کو نور نبوت سے منور فرمانے کے بعد دنیا کی ظاہری آنکھوں سے دور ہو چکے تھے۔ دکھ و کرب کی اس گھڑی میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے ابو اپنی رہائش مقام سخ سے آشیانہ یار پہ حاضر ہوئے تو مالک ارض وسماء کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" جمال جہاں آرائے نبوت سے چادر مبارک اٹھا کر چہرہ اقدس کو بوسہ دیا۔ اور محبت و عقیدت کا اظہار بھی ان مبنی برحقیقت الفاظ میں فرمایا۔ "آپ کا دنیا میں تشریف لانا بھی پاک تھا اور آپ کا دنیا سے تشریف لے جانا بھی پاک ہے"۔

ان کی اپنی حالت اگرچہ اس وقت سہارا چاہتی تھی لیکن اگر وہ بھی اس وقت حوصلہ قائم نہ رکھتے تو رنج والم کے گرداب میں جکڑے مسلمانوں کو عقل و ہوش اور صبر کا درس اور کون دیتا۔ چنانچہ عائشہؓ کے ابو نے ایک جامع مگر مختصر پراثر تقریر فرما کر مضمحل روحوں کو اطمینان دلایا۔ سیدہ عائشہؓ کے ابو نے فرمایا "جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا وہ جان لے کہ اب محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ پاک کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا تعالیٰ اب بھی زندہ ہے" اور آپؓ نے وہ آیات تلاوت فرمائیں جن میں انبیاءِ سابق کی وفات کی خبر تھی۔ یہ سب سے پہلی حوصلہ افزائی تھی۔ جو سیدہ عائشہؓ کے ابو نے بعد رحلت رسالتمآب ﷺ، امت مسلمہ کی فرمائی تھی۔

رحمت کائنات ﷺ کے وصال شریف کے بعد مسلمانوں نے، عائشہؓ کے ابو کے دست حق پرست پہ بیعت خلافت کی، وہ عثمان ابو قحافہ کے بیٹے، جن کا نام عبداللہ یا عبدالکعبہ، کنیت ابوبکر، وہ اس لیے کہ قبل از اسلام عائشہؓ کے ابو نے ام بکر نامی عورت سے رشتہ زوجیت قائم فرمایا۔ جس سے بکر نامی لڑکا پیدا ہوا جس کی وجہ سے آپؓ کو ابوبکر کہا گیا۔ اور لقب صدیق و عتیق ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے تحریر فرمایا ہے ترمذی و حاکم نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ لکھا ہے کہ والد ماجد ایک دن سرورِ عالم ﷺ کے پاس آئے تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا "اے ابوبکرؓ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بری کر دیا ہے" چنانچہ اس دن سے آپؓ عتیق مشہور ہو گئے۔ فاتح خیبر امیر المومنین حضرت علیؓ سے عرض کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات پہ روشنی ڈالیے۔ شیر خدا حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ وہ برگزیدہ ہستی تھے جنہیں اللہ پاک نے اپنے فرشتہ جبرائیل اور اپنے رسول اکرم ﷺ کی زبانی صدیق کہا ہے۔ (از تاریخ الخلفاء) والدہ کا نام سلمہ اور کنیت ام الخیر تھا قریش کی شاخ بنی تیم سے آپؓ کا تعلق تھا اور چھٹی پشت میں مرہ پہ سلسلہ نسب کی شاخیں خاتم المعصومین ﷺ کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد سیدہ عائشہؓ کے ابو کی پیدائش ہوئی اور امام الانبیاء ﷺ کے وصال شریف کے دو سال دو ماہ اور چند دن بعد آپؓ کا انتقال ہوا۔ زمانہ جاہلیت ہی سے ابو قحافہ کے یہ فرزند اپنے اردگرد کے ماحول میں حسن اخلاق، شرافت، ذہانت، امانت و صداقت اور طبعی سادگی کی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔

ایام جاہلیت میں خون بہا کے خزانچی آپؓ ہی رہے اگرچہ ایک دولت مند تاجر تھے لیکن آپؓ کی دولت سے فائدہ زیادہ تر ضرورت مندوں محتاجوں، مساکین و غرباء کو ہوتا رہا۔ علم الانساب کی مہارت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

رحمت عالم ﷺ سے بچپن سے ہی یارانہ تھا، مالک ارض وسماء نے جب عبداللہ کے لخت جگر، سیدہ آمنہؓ کے لعل ﷺ کے سر مبارک پہ ختم نبوت کا تاج سجا کر دین

> **حضرت ابوبکرؓ وہ برگزیدہ ہستی ہیں، جنہیں اللہ پاک نے حضرت جبریلؑ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی صدیق کہا ہے۔ پھر یہی لقب امت مسلمہ میں مشہور ہوگیا**

> **سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت 807 دن میں 75 ہزار آٹھ سو مربع میل کا اسلامی سلطنت میں اضافہ ہوا یعنی ہر چوبیس گھنٹہ میں 94 مربع میل (41 مربع کلومیٹر) کا اضافہ ہوتا رہا**

> **زمانہ جاہلیت ہی سے ابو قحافہؓ کے یہ فرزند اپنے اردگرد کے ماحول میں حسن اخلاق، شرافت، ذہانت، امانت وصداقت، علم الانساب میں مہارت اور طبعی سادگی کی وجہ سے اپنا ثانی نہ رکھتے تھے**

> **ہادی عالم ﷺ نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ اس کی طرف سے ہچکچاہٹ یا کسی معجزہ کی طلبی کا مطالبہ ضرور سامنے آیا لیکن صدیق اکبرؓ نے بغیر کسی حیل وحجت کے توحید و رسالت کی گواہی دی۔**

کی تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا تو ابو قحافہ کے بیٹے نے بغیر کسی حیل و حجت کے توحید و رسالت کی گواہی دی۔ ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس کی طرف سے ہچکچاہٹ یا کسی معجزہ کی طلبی کا مطالبہ ضرور سامنے آیا۔ لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو اس سے مبرا رہے۔ اور بلا جھجک فوراً اسلام قبول کر لیا گویا سیدہ عائشہؓ کے ابو نے یہ نہیں کہا کہ "چاند دو ٹکڑے ہو جائے، ستارے جھک جائیں، درخت قدموں میں آ جائیں، پتھر کلمہ پڑھیں، پرندے ہمکلامی کرنے لگے جائیں۔ انگلیوں سے پانی جاری ہو جائے۔ کڑوا کنواں میٹھا ہو جائے۔ آسمان و زمین کی خبریں معلوم ہوں۔ وغیرہ وغیرہ عزیز و اقارب یا والدین سے مشورہ کر لوں" نہیں ہرگز نہیں، ہاں ادھر رحمت عالم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، ادھر سیدہ عائشہؓ کے ابو نے فوراً بلکہ نقد اللہ پاک کی وحدانیت اور محبوب رب العالمین کی رسالت و ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے کلمہ اسلام پڑھتے ہی مسلم اوّل ہونے کا ایک ایسا تمغہ، ایسا اعزاز حاصل کر لیا جس میں دنیا و آخرت میں آپؓ کا کوئی ثانی نہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا تن من دھن پیغمبر اسلام ﷺ پہ نچھاور کر گئے جب اسلام قبول کیا تو امراء مکہ میں شمار ہوتے تھے ایک مالدار تاجر کی حیثیت سے اپنی پہچان رکھتے تھے۔

لیکن اپنی ساری دولت اسلام، پیغمبر اسلام، واشاعت اسلام، ودفاع اسلام پہ صرف کر دی۔

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا یعنی دار الفنا سے دار البقاء کی جانب رخت سفر باندھا تو اپنی پیاری صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ الصدیقہؓ کو حکم فرمایا "مجھے اس پرانی چادر میں جو میرے کندھے پہ ہے (واضح رہے کہ اس پہ دھبے بھی لگے ہوئے تھے) آپؓ نے اسے دھونے کا حکم دے کر کہا! اسی میں ہی کفن دیا جائے۔ ام المومنینؓ نے اشکبار آنکھوں سے عرض کیا "ابا جان کیا ہم آپ کو نیا کفن دینے کی بھی طاقت نہیں رکھتے"؟ فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ مردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زندہ زیادہ حقدار ہے اور ویسے بھی اُس جہان میں نئے یا پرانے کفن سے متعلق باز پرس نہیں ہوتی بلکہ اعمال سے متعلق سوال و جواب ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ کے ابو کو اللہ رب العزت نے یہ انعام بھی عطا فرمایا ہے کہ علامہ سیوطیؒ رقم طراز ہیں۔ طبرانی نے موسیٰ بن عقبہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ہی کے خاندان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ابو قحافہؓ ان کے بیٹے ابو بکر صدیقؓ ان کے بیٹے عبد الرحمٰنؓ اور ان کے بیٹے ابو عتیق نے دیکھا اور ان کے علاوہ کسی خاندان کی مسلسل چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیض صحبت حاصل نہیں کیا۔ (از تاریخ الخلفاء ص 110)۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ الصدیقہؓ سے ان کا حلیہ پوچھا گیا تو ام المومنینؓ نے فرمایا والد بزرگوار کا رنگ سرخ و سفید، جسم چھریرا، گال ذرا دبے ہوئے پیٹ پر سے پاجامہ ذرا نیچے کو کھسک جاتا، پیشانی عرق آلود رہتی، چہرہ پر گوشت زیادہ نہ تھا، نظریں نیچی رکھتے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کے جوڑ پر گوشت نہ تھا۔ والد ماجد مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے۔

دعوت و تبلیغ نبوت و رسالت کا فرض منصبی ہے۔ تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد اول بھی ادیان حق کی تبلیغ رہا ہے۔ حضور پاک خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دین کی تبلیغ کا جو جذبہ اور محبت سیدنا ابو بکر صدیقؓ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کی مثال انبیاء سابقین کی امتوں میں دور دور تک ملنا مشکل بلکہ ناممکن بھی ہے۔

عائشہؓ کے ابو نے اسلام کی تبلیغ میں رسول خدا ﷺ کی رفاقت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ امام الانبیاء ﷺ بوقت صبح ان کے گھر تشریف لے جاتے وہاں باہم مشورہ طے ہوتا کہ آج فلاں شہر، فلاں محلہ، فلاں قبیلہ، فلاں برادری، فلاں خاندان یا افراد کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔

سیدہ عائشہؓ کے ابو تقریباً ہر مقام پہ حضرت خاتم النبیین مخبر صادق ﷺ کے ہمراہ ہوتے۔ لیکن تنہائی میں بھی اس فریضہ کو ادا کرنے میں کبھی غافل نہ ہوتے۔ سیدہ عائشہؓ کے ابو کی ہی تبلیغ مواعظ و نصائح کا نتیجہ تھا کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ حضرت زبیر بن عوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

جب اسلام کی تبلیغ کا دائرہ قدرے وسیع ہوا تو کفار مشرکین جن کو اسلام اور اہل اسلام ایک نظر نہ بھاتے تھے وہ مسلمانوں کو اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا اپنی اور اپنے خاندان کی بہت بڑی توہین و تذلیل تصور کرتے تھے۔ ان کے ظلم وتشدد بربریت میں بھی وسعت آنا شروع ہو گئی۔ بالخصوص جب کفار و مشرکین مکہ کے ماتحت غلام طبقہ نے اسلام کو سمجھنا اور قبول کرنا شروع کیا تو ان مظلوم مسلمانوں پر ظلم و بربریت کا اندازہ لگانا ہی کسی کے حاشیہ خیال میں نہ آ سکتا تھا۔ وہ سیدہ عائشہؓ کے ابو ہی تھے جن کی دولت سے غلام خریدے گئے اور آزاد کر دیئے گئے۔ چنانچہ مشہور مؤذن رسول حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، نذیرہؓ ہندیہؓ، جاریہؓ بنی مومل اور بنت ہندیہؓ غرہما، سیدہ عائشہؓ کے ابو کے ہی خرید کردہ اور آزاد کردہ غلام ہیں، کفار و مشرکین کی ستم ظریفی کا شکار، مصیبت زدہ مسلمان، بحکم خدا اور رسول ﷺ، حبشہ کی جانب عازم ہجرت ہو گئے۔

کچھ دنوں کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے ابو بھی اسی نیت سے بجانب حبشہ روانہ ہوئے۔ مکہ سے باہر بمقام "برک الغماد" تارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ حقیقت حال معلوم ہونے پہ ابن الدغنہ بھی اپنے ہم مسلکوں و برادری کے ہمراہ کھلے عام تبلیغ اسلام سے مانع ہوا تو آپؓ اس کی پناہ گاہ سے آزاد ہو گئے اور اپنا مقدس مشن جاری رکھا۔

پھر باذن خداوندی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی رفاقت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی راستہ میں اگرچہ مصائب کا ایک لامتناہی سلسلہ سامنے آیا لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو کی حیثیت، ایک غلام نوکر، خادم اور رفیق کی تھی، جن کے عزم و استقلال کے سامنے سارے مصائب ریت کی دیوار ثابت ہوئے۔

راستہ میں حضور پاک ﷺ کے عظیم معجزات کا

ظہور بھی ہوا۔ ان میں سے ایک عظیم معجزہ اور مقام سیدنا صدیق اکبرؓ مؤلف سیرت حلبیہ یوں ارقام فرماتے ہیں،
ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو غار میں اچانک پیاس لگنے لگی آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا غار کے درمیان میں جاؤ اور پانی پی لو چنانچہ صدیق اکبرؓ غار میں اس حصے کی طرف گئے تو وہاں انہیں ایسا بہترین پانی ملا جو شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا۔ انہوں نے اس میں سے پانی پیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا "اللہ پاک نے اس فرشتے کو حکم فرمایا ہے جو جنت کی نہروں کا نگران ہے کہ اس غار کے بیچ میں جنت الفردوس سے ایک چشمہ پیدا کر دیں تا کہ تم اس میں سے پانی پی سکو۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے ابو نے عرض کیا! کیا اللہ پاک کے یہاں میرا اتنا بڑا مقام ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے پیغام کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کہ وہ شخص جو تم سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ چاہے اس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں (سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۷)۔

> اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہ... میں جنت الفردوس سے، شہد ... زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ پاکیزہ اور خوشبو والا چشمہ پیدا کر دیں تا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اس میں سے پانی پی سکیں۔

یہی سفر ہے جس میں سیدہ عائشہؓ کے ابو کو ثانی اثنین اذھما فی الغار بنا دیا۔ جس میں صحابہ کرامؓ کی جماعت میں بھی ان کا کوئی ہمسر و ثانی نہیں۔ حتیٰ کہ مراد پیغمبرؐ داماد حیدرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ ایک دن یہاں تک کہہ گئے "اے ابوبکر صدیقؓ میری ساری زندگی کی عبادت و اطاعت، تقویٰ پرہیزگاری، صدقہ و خیرات، حج، زکوٰۃ و جہاد فی سبیل اللہ لے لو اور غار کی تین راتوں میں سے ایک رات جو رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں گزاری تھی وہاں سے ایک شب دیدو، تو بھی یہ سودا میرے لیے انتہائی سستا ہے"۔

مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہوتے ہی رب العالمین نے حضرت رحمۃ اللعالمین ﷺ کو کفار و مشرکین سے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو سیدہ عائشہؓ کے ابو تمام غزوات میں بنفس نفیس نہ یہ کہ خود شریک ہوئے بلکہ اپنا تمام مال بھی راہ خدا خدمت نبوی ﷺ میں پیش کر دیا۔ اور گھر میں سوئی تک نہ چھوڑی، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فقط مبارک نام چھوڑ گئے۔ ساتھ ساتھ بہادری، جانثاری، اور تلوار کے بھی خوب جوہر دکھلائے۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ایک کے احسان کا بدلہ میں نے چکا دیا سوائے ابوبکرؓ کے احسان کا...... ان کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت والے دن اللہ رب العزت ہی ان کو عطا فرمائیں گے۔ نیز فر... کسی کے مال ... اتنا نفع نہیں پہنچا جتنا سیدہ عائشہؓ کے ابو کے مال سے پہنچا۔ اور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ "معراج کی شب میں جس آسمان پر بھی پہنچا وہاں اپنا نام، محمد رسول اللہ ﷺ اور اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ لکھا ہوا پایا۔ (از تاریخ الخلفاء ۶۴)

نیز حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ کی رحمت ہو ابوبکرؓ پر انہوں نے اپنی بیٹی مجھے دی، مدینہ آنے کے لیے سواری کا انتظام کیا، غار میں میرے ساتھ رہے، اور بلالؓ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا۔ اللہ کی رحمت نازل ہو عمرؓ پر کہ وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کسی کو کڑوی معلوم ہو۔ اس حق گوئی کی وجہ سے ان کا کوئی دنیوی دوست نہ رہا، اللہ کی رحمت نازل ہو عثمانؓ پر کہ آسمان کے فرشتے بھی ان سے شرماتے و حیا کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت نازل ہو علیؓ پر اے خدا حق کو ان کے ساتھ کر جدھر بھی وہ جائیں اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سائلہ ایک مرتبہ حاضر ہوئی۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر دوبارہ آنا ہوا اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر صدیقؓ کے پاس آنا۔

> سیدنا ابوبکر صدیقؓ ... ہے کہ ان کے علاوہ کسی خاندان کی مسلسل چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیض صحبت حاصل نہیں کیا۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سب سے پہلے اور اہم مسئلہ لشکر اسامہ کی روانگی کا تھا۔ اگرچہ اس وقت اکابر صحابہ کرامؓ نے تردد کا اظہار فرمایا لیکن سیدہ عائشہؓ کے ابو کا عزم و حوصلہ قابل رشک تھا جب سیدنا فاروق اعظمؓ جیسے جرنیل اسلام کو ڈانٹ کر فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تو تمہاری بہادری کے چرچے تھے اب بزدلوں جیسی بات کرتے ہو؟ جان لو میں اس لشکر کو بھی نہ روکوں گا جسے خود رسالتمآب ﷺ نے روانہ فرما دیا تھا۔ اور فرمایا مجھے ... ذات کی ... جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی اسامہ کے لشکر کو نہیں روکوں گا۔ کیوں کہ میں اس جھنڈے کو کیسے کھول سکتا ہوں جسے رسول اللہ نے خود باندھا تھا۔ الغرض عہد صدیقیؓ کی پہلی مہم حضرت اسامہ بن زیدؓ کی زیر کمان شام کی طرف روانہ ہوگئی۔ خلیفہ وقت نے امیر لشکر کی اجازت سے مراد پیغمبرؐ سیدنا فاروق اعظمؓ کو اپنے پاس رکھ کر مشیر خاص مقرر فرمایا۔ یہ لشکر اردن و بلقاء کی وادیوں میں پہنچا چالیس دن کے بعد فتح یاب ہو کر مدینہ منورہ آمد ہوئی۔ مال غنیمت کی ایک وافر مقدار ساتھ تھی اور دشمنان اسلام پہ جو رعب و دبدبہ مسلمانوں کا چھایا وہ اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

دور خلافت صدیقیؓ کا آغاز ہوتے ہی متعدد فتنوں نے سر اٹھا لیا۔ ان میں منکرین زکوٰۃ کا فتنہ اور مرتدین و کاذبین و مدعیان نبوت کا فتنہ سب سے زیادہ سرگرم عمل ہو گیا۔ اور دن بدن اس میں ترقی کرنے لگا۔ گویا ارتداد زوروں پہ آ گیا۔ خلافت کا اگرچہ ابتدائی زمانہ تھا۔ اور حالات اس کے حامی نہ تھے کہ ہر طرف محاذ کھول دیے جائیں۔ اور اکابر صحابہ کرامؓ بھی مانع تھے۔ مگر سیدہ عائشہ کے ابو کا عزم و حوصلہ قابل داد تھا جنہوں نے یہ کہہ کر سب کو خاموش کرا دیا کہ میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ لڑوں گا چاہے مجھے تنہا ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔ اور فرمایا عہد رسالت میں جو لوگ معمولی سی رقم یا بکری کا بچہ زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے۔ وہ بھی وصول کروں گا واللہ اونٹ کی ایک رسی بھی معاف نہیں کروں گا۔ اگر انکار کیا جائیگا تو بخدا میں جنگ کروں گا۔

دوسرا بڑا فتنہ ارتداد کا تھا۔ خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے وصال شریف کے ساتھ ہی ارتداد کی طوفانی ہواؤں کے جھکڑ چل پڑے۔ ضعیف الایمان لوگ ان طوفانی لہروں کی نظر ہو گئے۔ یہ مہلک مرض زیادہ تر ان لوگوں اور ان علاقوں میں ابھرا جو کہ اسلام کے مرکز مدینہ منورہ سے دور نجد و یمن وغیرہ اور گرد و نواح کے لوگ تھے اور ہاں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ امام المعصومین مخبر صادق ﷺ کی صداقت و مقبولیت سے بہت سے لوگ متعجب تھے۔ ان احمقوں کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ نبوت کا دعویٰ شاید دنیاوی لحاظ

سے ترقی' کامرانی اور شہرت کا ایک آسان اور بغیر کسی مشقت کے حاصل ہونے والا ذریعہ اور راستہ ہے۔ یہی خیال ذہن میں لیے بہت سارے جھوٹے مدعیان نبوت کھڑے ہو گئے۔ وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جو ذہنی و قلبی کشمکش کا شکار تھے وہ آسانی سے ان شیطانوں کے جال میں پھنس گئے۔

جو شخص عائشہ صدیقہؓ کے ابو سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ چاہے اس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں

مرتدین و مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے سیدہ عائشہؓ کے ابو نے افواج اسلامیہ کو گیارہ دستوں میں تقسیم فرمایا علم اسلام ان کو عطا فرما کر ہر حال میں اللہ سے ڈرتے، ہر قدم پہ اللہ پاک کے احکامات اور شریعت مطہرہ کے قوانین پہ عمل کرنے، کسی کے ساتھ کسی معاملہ میں بھی زیادتی نہ کرنے، دشمنوں کے علاقہ میں اندھا دھند نہ گھسنے، خوب دیکھ بھال کے بعد مفتوحہ علاقوں میں داخل ہونے کا ہدایت نامہ، حکم نامہ جاری فرما کر دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ ہدایت نامہ درج ذیل نصائح پر مشتمل تھا۔

''میں مجاہدین اسلام کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہر حال میں خدا سے ڈریں، حکم خداوندی کی تعمیل میں پوری کوشش کریں، جو لوگ حلقہ اسلام سے نکل کر شیطان کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ ان کے ساتھ جہاد کریں۔ لیکن تلوار اٹھانے سے پہلے انہیں اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ اور ان پر حجت پوری کر دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو فوراً ہاتھ روک لیں لیکن اگر انکار کریں تو ان پر حملہ کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ کفر سے باز آ جائیں۔ مرتدین جب دوبارہ داخل اسلام ہو جائیں تو اسلامی فوج کا سردار انہیں آگاہ کر دے کہ ان کے ذمے اسلام کے کیا کیا فرائض ہیں؟ اور مسلمانوں پر ان کے کیا کیا حقوق ہیں؟۔ ان کے فرائض کو ان سے پورا کرایا جائے۔ اور ان کے حقوق ادا کیے جائیں۔ امیر لشکر اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکے۔ دشمنوں کی بستی میں اندھا دھند نہ گھس جائے۔ خوب دیکھ بھال کر داخل ہوں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے

آپؓ کی والدہ کا نام سلمہؓ اور کنیت ام الخیر تھا۔ قریش کی شاخ بنی تیم سے تعلق تھا اور چھٹی پشت میں ''مرۃ'' پہ سلسلہ نسب کی شاخیں خاتم المعصومین ﷺ کے ساتھ مل جاتی ہیں۔

۔ سردار فوج کوچ اور قیام کی حالت میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ میانہ روی اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ ان کی دیکھ بھال رکھے ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے اور گفتگو میں نرمی اختیار کرے''۔ (از تاریخ ملت اول ص ۱۳۳)

اللہ رب العزت نے تمام لشکروں کو فتح و نصرت و کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا البتہ مرتدین و کذابین سے ٹکراؤ کی کیفیت مختلف رہی کہیں مختصر جھڑپ اور کہیں خونریز جنگیں ہوئیں۔ ان میں سب سے اہم اور مشہور ترین جنگ یمامہ ہے جو بمقام یمامہ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے گماشتوں کے خلاف برپا ہوئی۔ مسیلمہ خود واصل جہنم ہو گیا۔ اور کذاب کا خود ساختہ باب نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ بیشتر مورخین کے اقوال کے مطابق مسیلمہ کذاب کی ناپاک کھوپڑی سے خود ساختہ نبوت کا خمیر حضرت وحشیؓ بن حرب نے اس تلوار سے نکالا جس سے اس نے سید الشہداء عم پیغمبر حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اسی یمامہ کے مقام پہ اسی لڑائی میں قرآن پاک کے کم و بیش 70 حافظ القاری صحابہ کرامؓ بھی دشمنان اسلام کے تیر و تلوار کی زد میں آئے اور شہادت کا تاج سر پر سجا کر سرخروئی حاصل کی۔ اس کے بعد سیدہ عائشہؓ کے ابو نے مراد پیغمبر سیدنا فاروق اعظمؓ اور اکابر صحابہ کرامؓ کی مشاورت بلکہ اصرار سے ملک شام سے کاغذ منگوا کر کتاب اللہ کو کتابی شکل میں جمع فرما کر امت مسلمہ پہ قیامت تک کے لیے احسان عظیم فرمایا۔

منکرین و مرتدین اور مدعیان نبوت کو ٹھکانے لگانے کے بعد سیدہ عائشہؓ کے ابو نے اعلاء کلمۃ الحق کی اشاعت کے لیے اقدام اٹھانے کا فیصلہ فرما لیا۔ اللہ کی تلوار (حضرت خالد بن ولیدؓ) مسلسل نیام سے باہر رہی، اسلامی قافلوں کی قیادت کرنے والے ایسے جرنیل تھے خود بنفس نفیس تنہا ایک ایک لشکر جرار کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ جن میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت شرجیل بن حسنہؓ، حضرت عکرمہ بن ابی جہل حضرت حذیفہ بن محصؓ، حضرت علاء بن الحضرمیؓ وغرحماء جیسے عظیم جرنیلوں کے ہاتھ میں کمان تھی۔ عراق میں مسلمان اسلام کے دشمنوں سے کاظمیہ، دریا، ولجہ، ابنار، عین التمر، حیرا، دومۃ الجندل، فراض وغیرہ وغیرہ کے مقامات پہ آمنے سامنے ہوئے الحمد للہ افواج اسلامیہ ہر مقام پہ فتح یاب اور دشمنان اسلام کو ہر جگہ ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ سیدہ عائشہؓ کے ابو نے شام کی جانب بھی خصوصی توجہ فرمائی، عراق کی تازہ ترین فتح سے، کفار و مشرکین اور منکرین و مرتدین و مدعیان نبوت کے دل دہل چکے تھے۔ شام کی سرحدوں پر مقیم مسلمان جن کی قیادت حضرت خالد بن سعیدؓ کے ہاتھ میں تھی، کو لڑائی میں پہل نہ کرنے، اپنی جگہ نہ چھوڑنے، مرتدین کے علاوہ تمام قبائل کو ساتھ ملانے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔ جہادی سرگرمیوں کی تیاری اور جذباتی تازگی اور ایمانی قوت و مسلمانوں کے ولولہ و شوق شہادت اور اشاعت اسلام کی محبت سے متعلق خبریں سن کر اور حالیہ فتوحات سے آگاہ ہو کر ہرقل نے بڑے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

حضرت خالد بن سعیدؓ شام کی سرحدوں میں داخل ہوئے تو ابتدائی طور پر جنگ کا نتیجہ پریشان کن رہا تاہم افواج اسلامیہ کے پایہ استقلال میں کسی قسم کی کوئی ڈگمگاہٹ، لچک، یا اکتاہٹ پیدا ہونے کا تصور بھی نہ آیا وہ پوری جواں مردی سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے تاہم جب خلیفہ رسول سیدہ عائشہؓ کے ابو کو اس پریشان کن صورتحال کا علم ہوا تو آپؓ نے اسلامی لشکر کو چار مختلف حصوں میں تقسیم فرما کر فی لشکر کی تعداد سات ہزار مجاہدین و سرفروشان اسلام متعین فرمائی اور ان کی قیادت بالترتیب، حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت شرجیل بن حسنہ، اور حضرت عبیدہ بن الجراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سپرد فرمائی۔ اس طرح پورے لشکر کی تعداد اٹھائیس ہزار بنتی ہے۔ تاہم رئیس المورخین علامہ ابن خلدونؒ کی تحقیق کے مطابق لشکر کی تعداد اکیس ہزار مجاہدین اسلام پہ مشتمل تھی۔ واللہ اعلم، اسلام و حامیان اسلام کے خلاف قیصر روم نے اجنادین کے مقام پر کم و بیش نوے ہزار کا لشکر بمعہ ساز و سامان جمع کر رکھا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے سیدہ عائشہؓ کے ابو کو صورتحال سے آگاہ کیا چنانچہ سیدہ عائشہؓ کے ابو نے عراق کی مہم سے سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنی آدھی فوج لے کر شام کی جانب روانگی کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ حکم بھی دیا کہ پوری فوج کی کمان و قیادت بھی تم خود ہی سنبھالو۔ حضرت خالدؓ کی زیر کمان مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر جانفروشانہ حملے کیے۔ مالک الملک نے لشکر اسلام کو عظیم فتح اور دشمنان اسلام کو عبرتناک شکست سے دوچار فرمایا۔ دمشق کا محاصرہ اور سیدہ عائشہؓ کے ابو کا سفر آخرت محقق دوراں حضرت مولانا ثنا اللہ سعد مدظلہ العالی، ارقام فرمائے ہیں۔ اجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ دمشق کی جانب بڑھے اور شہر پر محاصرہ کر لیا

اسی اثنا مدینۃ الرسول ﷺ میں خلیفہ بلا فصل ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح خلیفہ بلا فصل کی مدت خلافت ۸۰۷ دن، قمری حساب سے ۲ سال ۳ ماہ دس دن اور شمسی حساب سے ۲ سال ۲ ماہ اور ۱۶ دن بنتی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں اسلامی سلطنت میں 75 ہزار آٹھ سو مربع میل کا اضافہ ہوا۔ اگر اسے ان کی خلافت کے ہر دن پر تقسیم کر دیا جائے تو بھی ہر چوبیس گھنٹہ میں ڈیڑھ سو مربع کلومیٹر (یعنی ۹۶ میل) کا اسلامی مملکت میں اضافہ ہوتا رہا یہ اس زمانہ کے اعداد و شمار ہیں جب نقل و حمل اور رسائل و وسائل کا ذریعہ اونٹوں کے قدموں اور گھوڑوں کے سموں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ آتشیں اسلحہ، توپ خانے اور بموں کا ذکر ہی کیا۔ ان محاربات میں منجنیقوں اور ہاتھیوں کا بھی استعمال نہیں ہوا۔ (رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ص ۵۰۳)۔

استاد المورخین علامہ محمد بن سعدؒ رقمطراز ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، جناب حارث بن کلاہ کے ساتھ بھونا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے جو بطور ہدیہ سیدہ عائشہؓ کے ابو کو دیا گیا تھا۔ حارث نے اچانک نشاندہی اور آگاہی کے انداز میں کہا اے خلیفہ رسول ﷺ کھانا نہ کھائیں۔ واللہ اس میں ایسا زہر ملا دیا گیا جو سال بھر میں اپنا اثر ظاہر کرے گا۔ اور میں اور آپؓ ایک ہی دن مریں گے۔ تو آپؓ نے اپنا ہاتھ کھانے سے اٹھا لیا چنانچہ برابر بیمار رہے۔ اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ام المومنین سیدہ طیبہ، عائشۃ الصدیقہؓ سے تین طریقوں سے روایت یہ بھی ہے کہ میرے ابو کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے جمادی الاخرہ ۱۳ھ یوم دوشنبہ کو غسل کیا جو ٹھنڈا دن تھا پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے۔ عمر بن خطابؓ کو حکم دیا کرتے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، شدت مرض کی حالت میں روزانہ لوگ عیادت کو آتے۔

(طبقات ابن سعدؒ حصہ سوم ص ۱۴۱-۱۴۴)

> **خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دین کی تبلیغ کا جو جذبہ اور محبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس کی مثال انبیاء سابقین کی امتوں میں دور دور تک ملنا ناممکن ہے۔**

> **رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر ایک کے احسان کا بدلہ میں نے چکا دیا سوائے ابوبکرؓ کے احسان کا، ان کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت والے دن اللہ رب العزت ہی ان کو عطا فرمائیں گے"۔**

تجہیز و تکفین:......

رئیس المورخین علامہ ابن خلدون تحریر فرماتے ہیں

آپؓ کی وصیت کے بموجب اسماء بنت عمیسؓ (آپ کی بیوی) اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے نہلایا، اور تین کپڑوں میں کفنایا، ان میں سے دو پرانے تھے جو ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید کر لیا تھا۔ غسل و تکفین کے بعد جس تخت پر آنحضرت ﷺ کو اٹھایا تھا اسی پر حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اٹھائے گئے اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو آنحضرت ﷺ کے مونڈھوں کے برابر رکھا اور ان کی لحد کو آنحضرت ﷺ کی لحد مبارک سے ملا دیا اور ان کی قبر کو آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی طرح مسطح رکھا۔ سب سے آخری کلمے جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے نکلے وہ "وتوفنی مسلما و الحقنی بالصلحین" تھے۔

(از تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۲۱۹)

نبی ﷺ و صدیقؓ میں یکسانیت:

امام اہلسنت حضرت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف، (نبی ﷺ و صدیق) جو محبت صدیقؓ میں ڈوب کر فرمائی گئی ہے (نبی ﷺ و صدیقؓ) میں حضرت نبی کریمؐ و حضرت صدیق اکبرؓ میں ابتداء تا انتہا یکسانیت کو واضح انداز میں قلمبند فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت حضرت امام اہلسنتؒ کی اس علمی محنت کو نجات کا ذریعہ بنائے۔ تاہم انتہائی اختصار کے ساتھ۔ مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے جامع انداز میں یکسانیت، نبوت، و صداقت یوں بیان فرمائی اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو عمر دی تریسٹھ سال، صدیق اکبرؓ کو بھی عمر دی تریسٹھ سال، حضور پاک ﷺ کی وفات ہوئی سوموار کے دن، سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی سوموار کے دن، حضور پاک ﷺ کو وفات سے پندرہ دن پہلے بخار آیا، صدیق اکبرؓ کو بھی پندرہ دن پہلے بخار آیا۔ حضور پاک ﷺ کو پہلے سر میں درد ہوا، صدیق اکبرؓ کو بھی پہلے سر میں درد ہوا۔ حضور پاک ﷺ کو زہر یہودیوں نے دیا، حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی زہر یہودیوں نے دیا۔ حضور پاک ﷺ کو زہر کھانے میں دیا گیا، صدیق اکبرؓ کو بھی زہر کھانے میں دیا گیا۔ حضور پاک ﷺ پہ زہر نے دو سال بعد اثر کیا، سیدنا صدیق اکبرؓ پہ بھی زہر نے دو سال بعد اثر کیا۔ کھانے میں جو صحابی حضور پاک ﷺ کے ساتھ شریک تھا وہ شہید ہو گیا، جو صدیق اکبرؓ کے ساتھ شریک تھا وہ بھی شہید ہو گیا۔ حضور پاک ﷺ کے دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں، صدیق اکبرؓ کے بھی دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے نواسے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا سر کاٹا گیا، صدیق اکبرؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا بھی سر کاٹا گیا۔ حضور پاک ﷺ نے وفات کے وقت مسواک مانگی، صدیق اکبرؓ نے بھی وفات کے وقت مسواک مانگی۔ حضور پاک ﷺ کی مسواک کو بھی حضرت عائشہؓ نے چبایا، صدیق اکبرؓ کی مسواک کو بھی حضرت عائشہؓ نے چبایا۔ حضور پاک ﷺ نے وفات کے وقت فرمایا "اللھم فی رفیق الاعلیٰ"، صدیق اکبرؓ نے بھی وفات کے وقت فرمایا "اللھم فی رفیق الاعلیٰ"۔ حضور پاک ﷺ کے آخری الفاظ ہیں "الصلوٰۃ الصلوٰۃ"، سیدنا صدیق اکبرؓ کے بھی آخری الفاظ ہیں۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ وفات کے بعد جس چارپائی پر حضور پاک ﷺ کا جنازہ آیا اسی چارپائی پہ حضرت صدیق اکبرؓ کا جنازہ آیا۔ جو چادر حضور پاک ﷺ کے چہرے مبارک پہ ڈالی گئی، وہی چادر سیدنا صدیق اکبرؓ کے چہرے پہ ڈالی گئی۔ جس حجرے میں حضور پاک ﷺ کی قبر بنی، اسی حجرے میں صدیق اکبرؓ کی قبر بنی۔ اور قیامت کے دن صبح کو نبی ﷺ اٹھیں گے اسی صبح کو اسی دن سیدنا صدیق اکبرؓ اٹھیں گے۔ جس طرح نبی ﷺ جائیں گے، اسی طرح صدیق اکبرؓ جائیں گے۔ نبی پاک ﷺ مقام محمود پہ ہوں گے صدیق اکبرؓ بھی مقام محمود پہ ہوں گے۔ نبی پاک ﷺ حوض کوثر پہ ہوں گے، صدیق اکبرؓ حوض کوثر پہ ہوں گے۔ نبی پاک ﷺ کا مقام کہ وہ خدا کے گواہ، سیدنا صدیق اکبرؓ کا مقام کہ وہ محمد عربی ﷺ کے گواہ۔

رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

بقیہ صفحہ نمبر 32

اخبارات میں شائع کرایا گیا۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس وضاحتی اشتہار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا...... ایرانی سفارت خانہ کا یہ اشتہار شیعوں کے روایتی تقیہ وکتمان کا مرقع اور معشوق بے وفا کی کہ مکرنی ہے۔ ایران میں قرآن پاک کا ترمیم شدہ نسخہ چھپایا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کی خبر ہوتی ہے کہ شیعہ، قرآن کریم کے اول درجہ کے دشمن ہیں تو بڑی معصومیت سے فرمایا جاتا ہے کہ یہ حرکت ہم نے نہیں کی بلکہ کسی دشمن اسلام نے یہ حرکت کی ہوگی۔ حالانکہ شیعوں سے بڑھ کر دشمن اسلام کون ہے؟

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس کتابچے میں ایرانی سفارت خانہ کے جاری کردہ وضاحتی اشتہار کے ایک **ایک جزو پر بحث کر کے شیعہ کو تحریف قرآن کا قائل ہونا ننگا کیا ہے۔**

اس ترجمہ کو ضبط کیا جائے:

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی اس تحریر میں صوبہ سندھ کے ارباب اختیار سے "ترجمہ فرمان علی" کے ضبط کرنے کا مطالبہ کیا کیوں کہ اس ترجمہ میں بے شمار مقامات پر تحریف کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ کیا ہے اصل میں کفر والحاد کا مجموعہ ہے۔ آپؒ نے اس ترجمہ میں تحریف شدہ آیات کی نشاندہی کرتے ہوئے محکمہ اوقات حکومت سندھ کو کھری کھری سنائی تھیں اور مطالبہ کیا کہ اس ترجمہ کو شائع کرنے والے "پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ" کے ارکان اور اس کے تصحیح کنندگان کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور محکمہ اوقات کے ان افسروں کے خلاف کاروائی کی جائے۔ جنہوں نے ایسے منافقوں اور مرتدوں کو قرآن پاک کا یہ دل آزاری ترجمہ شائع کرنے کی اجازت دی۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل:

یہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ "اقراء" کا مشہور عالم کالم تھا۔ جس میں مولانا یوسف لدھیانوی عوام الناس کی طرف سے پوچھے گئے سوالوں کا قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں جواب دیتے تھے۔ بعد ازاں یہ کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے نام سے دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کالم میں بہت سے سوالات شیعہ مذہب کے متعلق بھی ہیں جو "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کی مختلف جلدوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جو حضرات شیعہ کی شرعی حیثیت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

ان کتب کے علاوہ ماہنامہ "بینات" کراچی اور ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ" کراچی میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بیسیوں مضامین مدح صحابہؓ اور رد قدح صحابہؓ موجود ہیں۔ کاش یہ تمام مضامین یکجا کتابی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں۔ دعا ہے اللہ رب العزت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اس قلمی جہاد کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر بلندی درجات کا سبب بنا دے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

قبائے نور سے سج کر لہو سے باوضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہ حق میں کتنے سرخرو ہو کر
فرشتے آسمان سے ان کے استقبال کو اترے
چلے ان کے جلو میں باادب باآبرو ہو کر

☆☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 16

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

03006326621

قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہؓ چوک، حویلیاں، ہزارہ

03215865465

عبداللہ سٹیشنرز، محمدی چوک، خیابان سرسید، راولپنڈی

03005052229

اسلامی کتاب گھر، نزدی ڈی اے سٹاپ، خیابان سرسید، راولپنڈی

03005065172

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راولپنڈی

051-5771798

مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، F-6، اسلام آباد

051-2278843

اسلامک ٹرینڈز، F-10 مرکز، اسلام آباد

051-2299722

دار السلام پبلشرز، F-8 مرکز، اسلام آباد

051-2500237

☆☆☆☆☆☆

نباتات قرآنی اور نبویﷺ جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ نسخہ
قائم شدہ 1950ء
اکسیر بواسیر خاص الخاص
قیمت مع ڈاک خرچ 1250 روپے
خونی وبادی بواسیر کیلئے اکسیر اعظم
بواسیر خونی ہو یا بادی ہر قسم کی بواسیر کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے، مریض کی حالت کتنی ہی خطرناک ہو، ریاح بکثرت دوڑ رہے ہوں، جگر ومعدہ کا فعل بگڑ گیا ہو، بواسیر نے مریض کی زندگی کو تلخ کر دیا ہو، دنیا کے بڑے بڑے علاج کرا کے طبیعت ہار چکی ہو اور آپریشن کرا کر بھی اس مرض سے رہائی نصیب نہ ہوئی ہو تو یہ نایاب منگوایئے اور بغیر کسی تکلیف اٹھائے نہایت آسان علاج کیجئے، اس کورس کے استعمال سے ہر قسم کی جلن، خارش، قبض ختم ہو کر مسے مُرجھا کر گر جاتے ہیں، خون فوراً بند ہو جاتا ہے، مرض بواسیر کیلئے آج ہی منگوایئے۔
0345-2366562
0308-7575668
دہلی دواخانہ
نسخہ اکسیر بواسیر خاص الخاص بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے 24 گھنٹے ہیلپ لائن

ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" اور پندرہ روزہ "الایثار" کراچی اخبار حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔ 0305-2081422

اسلامی حکومتیں

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

اسلامی حکومتوں کے مختلف ادوار:

ظلمت شب نے ۵۷۱ء برس کا طول کھینچا، زمین کا سینہ آتش خرابات سے دھک رہا تھا۔ انسانیت بیولعیت صیوانیت کا قلادہ پہن کر ناچ رہی تھی۔ اضمحلال وافتراق، کے مہیب سائے چار سو چھائے ہوئے تھے۔

عرب کی شجاعت نفس پرستی، ظلم وعدوان، نخوت و عجب، اور استکبار وانانیت کی بھینٹ چڑھ گئی تھی، شرک و توہمات کے سیاہ بادل گناہ ومعصیت کی گھٹا برسا رہے تھے، معمولی معمولی باتوں پر برسوں لڑائی رہتی تھی، پتھر کی مورتیوں کے سامنے انسانیت کا تقدس ہار گیا تھا۔ بڑے چھوٹے کی تمیز اور عدل وانصاف کی کوئی کرن اکناف عالم کے کسی گوشے میں نظر نہ آتی تھی۔ دفعتہً سرزمین عرب پر شرافت وہدایت کا مہر منیر طلوع ہوا اس نے فاران کی چوٹی سے انسانیت کی حقیقی منشور کا اعلان کر دیا، آدمیت کی فلاح اور ابدی عافیت کی ضمانت پیش کی گئی، جبل ابوقیس سے ازلی روشنی کا مینار بلند ہوا، ابتداً آباؤ اجداد کی قدیم روایات آڑے آئیں۔ پتھروں نے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کا استقبال کیا خون کے فوارے پھوٹے، اذیتیں آئیں، آزمائش وابتلاء کی سماں بندھ گیا، عواقب ومصائب کا دہانہ کھلا، کانٹے بچھائے گئے۔ گالیاں اور سب وشتم ہوتا رہا......

مگر ایک خدا کا پیغام دینے والے آخری رسول ﷺ کی جہد مسلسل اور کاوش وسعی کا جہاز تلاطم خیز موجوں اور ہلاکت آزما بھنور میں بھی کہیں رک نہ سکا۔

آنحضرت ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیرہ سال مکہ میں رہے، مورخین کا کہنا ہے کہ داغ کے اس امتحان میں کل ۱۱۴ آدمی گلشن رسالت کی زینت بنے۔

خدا کے حکم سے بعد آپ ﷺ ۵۳ سال کی عمر میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، یہاں دس سال تک آپ کے دل کا امتحان ہوتا رہا۔ بلاشبہ آپ ﷺ مکہ اور مدینہ کے دونوں امتحانوں میں کامیاب رہے۔ مدینہ آ کر آپ ﷺ نے اسلام کے سیاسی اور اجتماعی نصب العین کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اس اثناء میں ۲۷ غزوات پیش آئے۔ ان میں ۹ معرکتہ آلاراء لڑائیاں ہوتیں، اسلام حجاز سے نکل کر یمن اور اطراف کے کئی علاقوں تک پہنچ گیا۔

> **جب پتھر کی مورتیوں کے سامنے انسانیت کا تقدس ہار گیا تو دفعتاً سرزمین عرب پر فاران کی چوٹی سے انسانیت کے حقیقی منشور کے اعلان سے آدمیت کی فلاح اور ابدی عافیت کی ضمانت پیش کی گئی۔**

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سر پر آرائے سلطنت ہوئے، آپ کے سوا دو سالہ عہد خلافت میں شام، ایران اور شمالی عراق کے بعض حصوں پر اسلامی حکمران مقرر ہوئے اس طرح ۱۱ لاکھ مربع میل کا رقبہ اسلام کے سایہ عاطفت میں جگہ پا گیا۔

خلیفہ اول کی وفات کے بعد حضرۃ عمر فاروقؓ نے دس سال چھ ماہ دس دن تک خلافت کی مسند کو رونق بخشی، آپ کے عہد میں ۳۶۰۰ علاقے ہوئے۔ ان میں ایران، عراق، شام اور جزائر عرب کی تمام ریاستیں، بیت المقدس، مصر وطرابلس اور ایشائے کوچک کے کئی ممالک شامل ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۳ھ سے ۲۴ھ مطابق ۶۳۴ء تا ۶۴۵ء اسلام کے آفاقی پیغام کو خطہ عرب سے نکال کر دینا کی بڑی بڑی قوموں تک پہنچا دیا۔ اس طرح ۲۳ لاکھ مربع میل تک اسلامی مملکت کی حدود وسیع ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں ایک عجمی سازش کے تحت ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا تو آنحضرت ﷺ کے انتہائی جانثار اور آپ ﷺ کے داماد حضرت عثمان غنیؓ اسلامی خلافت کے تاجدار ثالث کے طور پر نمایاں ہوئے۔

آپؓ نے ۱۲ دن کم ۱۲ سال حکومت کر کے ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض خطے تک اسلام کی روشنی پھیلا دی اس طرح عہد عثمانیؓ میں قبرص، خراسان، اسکندریہ اور افغانستان کے کئی علاقے اسلام کے زیر نگین آ گئے۔

اسلامی حکومتوں کے عہد ساز اور اولوالعزم فرمانرواؤں کے اخلاق حسنہ اور بلند کردار نے جب چار سو دین محمدی ﷺ کی کرنیں روشن کر دیں تو عیسائیت ویہودیت سر پیٹ کر رہ گئی۔

حضرت عثمانؓ مصر کے بلوائیوں اور اسلام کے خلاف در پردہ چلنے والی منافقین اور صحابہؓ دشمنی کی گہری سازش کے تحت شہادت کے ساکت سمندر میں ڈال دیئے گئے۔

حضرت عثمانؓ کے بعد آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی، قابل اعتماد رفیق اور داماد حضرت علیؓ کو ان کی جگہ منتخب کیا گیا۔ آپؓ کے دور میں اگرچہ اسلامی سلطنت کی حدود میں وسعت نہ پیدا ہو سکی۔ اور بعض باہمی مناقشوں کے باعث کئی علاقوں سے اسلامی خلافت کی عملداری میں رکاوٹ پڑ گئی، تاہم حضرت علیؓ انتہائی سکون اور عافیت سے ساتھ خلیفہ کو راشد کے طور پر ساڑھے پانچ سال تک مرکز خلافت کوفہ سے اسلامی حکومت کو خون تاب بخشا، آپؓ بھی مذکورہ عجمی اور صحابہؓ دشمنی کی ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت شہید کر دیئے گئے۔

حضرت علیؓ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ خلیفہ بنے ان کی نامزدگی حضرت علیؓ کی جانب سے بھی عمل میں آئی تھی۔ چھ ماہ بعد موصوف نے حضور پاک ﷺ کے برادر نسبتی اور اسلام کے عظیم مدبر اور مفکر صحابی رسول حضرت امیر معاویہؓ کے دست اقدس پر بیعت کی تو ایک عظیم خلافت کا نقشہ دنیا نے دیکھا۔

> **1001ء میں ملک شاہ کی سلطنت اتنی وسیع ہو گئی کہ اس کی لمبائی کاشغر سے بیت المقدس اور چوڑائی قسطنطنیہ سے بحراوقیانوس تک پھیل گئی۔**

۶۴ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ ۱۹

سال تک امیر معاویہؓ نے حیرت انگیز اسلامی خدمات کے ذریعے دنیائے کفر کو ورطہ حیرت میں ڈالے رکھا۔ نپولین کا قول ”مسلمانوں نے نصف صدی میں نصف دنیا پر قبضہ کرلیا تھا“ اسی تابندہ اور درخشندہ عہد کی عکاسی کرتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کے بعد آج تک دنیا میں کوئی ایسی عظیم اور ہمہ گیر اسلام خزانہ عامرہ سے مستفید ہونے والی حکومت قائم نہیں ہوئی۔

عربی کو دفتری زبان بنانا اور اسلامی سکے جاری کرنا خلیفہ عبدالملک کے شاہکار کارناموں میں شامل ہے۔

۷۰۵ء سے ۷۱۲ء سے ولید بن عبدالملک خطہ عرب کا حکمران بنا، اس کے دور میں کئی تاریخ ساز واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ولید کے حکم پر حجاج بن یوسف نے سندھ پر راجہ داہر کی حکومت کے خاتمے، ایک معصوم لڑکی کی آواز پر

ایک خدا کا پیغام دینے والے آخری رسول ﷺ کی جہد مسلسل اور کاوش وسعی کا جہاز تلاطم خیز موجوں اور ہلاکت آزما بھنور میں بھی کہیں رک نہ سکا۔

امیر معاویہؓ کو مورخین نے دنیا کے مدبر ترین حکمرانوں میں شامل کیا ہے ان کے عہد میں تمام افریقی علاقے روڈس، ارواڈ، قسطنطنیہ اور مشرق افغانستان کے علاقے بھی اسلامی قلمرو میں شامل ہوگئے۔ مسعودی نے اپنی تاریخ میں حضرت امیر معاویہؓ کی روزانہ کی مصروفیات کی اس طرح تصور کشی کی ہے۔

صبح کی نماز کے بعد وہ کوتوال شہر سے شہر کے حالات سنتے، فوراً بعد ان کے وزیر اور مشیر امور سلطنت پر بحث کرتے، چاشت کے وقت حکومت کے متعلقہ صوبوں کے متعلق رسل وسائل ملاحظہ فرماتے، دوپہر کی نماز (ظہر) کی امامت کے فرائض خود سرانجام دیتے۔ اس کے بعد مسجد میں علماء اور ریاست کے اصحاب رائے افراد سے ملاقات کرتے، بعد ازاں لوگوں کی شکایات سنتے محل واپس آکر کھانا تناول فرماتے، فراغت کے بعد تھوڑا سا آرام کرتے، پھر وزیروں مشیروں سے حکومت کے معاملات پر بات چیت جاری رہتی، نماز عصر اور مغرب کے بعد کھانا اور اس کے بعد کان دولت سے ملاقات۔

فیاضی اور حلم آپؓ کی وہ خصوصیات تھیں جن پر امیر معاویہؓ کے دشمنوں کا سر بھی ان کے سامنے جھک گیا، انہوں نے بحری فوج، محکمہ ڈاک، رفاہ عامہ کے ادارے، صوبائی نظام، اور کئی ایسے امور کی بنیاد ڈالی کی اس سے پہلے کی

لبیک کہتے ہوئے، اور اسلام کا پیغام دیار ہند تک پہنچانے کے لیے محمد بن قاسم کو ۱۲ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا، ابن قاسم راجہ داہر کے پرخچے اڑاتا ہوا، ۷۱۱ء میں ملتان پہنچا، سندھ کی فتوحات کے اختتام پر ولید حکومت ختم ہو چکی تھی اور اسلامی خلافت کی مسند پر سلیمان متمکن تھا۔ سلیمان نے اسپین اور اندلس پر گاتھ خاندان کے ظالم و جابر حکمرانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے موسیٰ بن نصیر کو تیاری کا حکم دیا۔ اس نے ابتداً ۱۵۰۰ سپاہ کا دستہ روانہ کیا ازاں بعد ۹۲ھ اواخر ۷۱۲ء کو طارق بن زیاد کو سات ہزار کا لشکر دے کر اندلس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا، طارق کی فوجیں جبل الطارق پر اتریں، طارق نے فوجوں کو کشتیاں جلانے کا حکم دیا۔ واپسی سے بے خبر ہوکر اسلامی سپوت دل چیر کر لڑے گاتھ جاگیردار تدمیر کو شکست فاش دی۔

اسپین کا راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مقابلے پر اترا، طارق نے موسیٰ سے کمک طلب کی ۵۰۰۰ ہزار کا لشکر مزید امداد کے لیے پہنچ گیا، وادی بکہ میں طارق کے بارہ ہزار سپاہیوں نے دشمن کو ناک چنے چبوائے۔

راڈرک دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ شکست خوردہ فوج استجہ میں جمع ہوئی طارق نے شب خون مارا اور دشمن کو آدھو موا کردیا۔ اسی دوران طلیطہ، قرطبہ، اور تدمیر مسلمانوں کے قبضے میں آگیا، یہاں سے طارق کو ملوک اسپین کے تاج اور طلیطہ سے پچاس میل کے فاصلے سے ایک سونے کی میزلی

19 سال تک سیدنا امیر معاویہؓ نے 64 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا کر حیرت انگیز اسلامی خدمات کے ذریعے دنیائے کفر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

حکومتوں میں اس کا عام رواج نہ تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بعد ۶۸۸ء سے ۶۹۵ء اور آخر ۷۰۵ء تک حضرت عبداللہ بن زبیر مروان بن حکم اور عبد الملک بن مروان کی قابل ذکر حکومتیں قائم ہوئیں۔

جو حضرت سلیمانؑ سے منسوب تھی۔

اندلس کی فتح کے بعد مسلمانوں نے فرانس پر حملہ کیا اس کے بعد قسطنطنیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ تمام کامرانیوں کے بعد مسلمانوں نے طرطوس اور انطاکیہ فتح کیا اس کے

بعد موسیٰ بن نصیر نے جزیرہ بحیرہ روم، اور جزیرہ صیقلہ پر اسلامی پرچم گاڑ دیے۔ سلیمان کے بعد ۹۹ھ/۷۱۷ء سے ۱۰۱ھ/۷۱۹ء تک خطہ عرب پر حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسا عادل، خلافت راشدہ کا سچا علمبردار، مسند خلافت پر براجمان ہوا۔ آپ نے سب سے پہلے اسلامی خلافت میں ہونے والی جملہ خرابیوں کا استیصال کیا انہوں نے صحیح معنوں میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھی۔ ان کے عہد میں ارکان اسلام کی پابندی، شراب نوشی کی ممانعت، اخلاق کی اصلاح، بدعات کا خاتمہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قابل قدر کام ہوا۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے مبارک و مقدس عہد کے بعد خاندان بنی امیہ کی باہمی چپقلش اور اسلامی اقدار سے دوری کے باعث انحطاط کا وہ دور شروع ہوا جسے بادشاہت اور ملوکیت کا نام دے کر مورخین نے عہد صحابہؓ کے بعض جلیل القدر ستاروں پہ بھی ہرزہ سرائی سے گریز نہیں کیا۔

عہد بنی امیہ کے آخری دور کے خلفا کا اجمالی نقشہ ملاحظہ ہو:

(۱) یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ......۷۱۹ء تا ۱۰۵ھ ۷۲۳ء۔

خلفائے بنی عباس:

(۱) ابوالعباس عبداللہ بن محمد ۱۳۲ھ، ۷۴۹ء تا ۱۳۲ھ، ۷۵۶ء۔

ابوالعباس ۱۲ ربیع اولاول کے روز بنی امیہ کے آخری فرمانروا کے خون سے ہولی کھیل کر خلافت پر متمکن ہوا اور دارالخلافہ شام سے عراق پہنچ گیا۔

(۲) ابوجعفر عبد بن منصور ۱۳۶ھ ۷۵۶ء، ۷۵۶ء تا ۱۵۸ھ، ۷۷۴ء۔

(۳) محمد بن منصور مہدی ۱۵۸ھ، ۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ، ۷۸۵ء۔

(۴) موسیٰ بن مہدی بن ہادی ۱۶۹ھ ۷۷۵ء تا ۱۷۰ھ ۷۸۶ء

(۵) ہارون رشید بن مہدی ۱۷۰ھ ۷۸۶ء تا ۱۹۳ھ ۸۰۹ء۔

(۶) امین و مامون ۱۹۳ھ، ۸۰۹ء تا ۲۱۸ھ، ۸۱۳ء۔

(۷) عبداللہ بن ہارون ۱۹۸ھ، ۸۱۳ء تا ۱۹۸ھ ۸۱۳ء

(۸) معتصم باللہ واثق باللہ ۲۱۸ھ، ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ ۸۴۱ء۔

(۹) ابوجعفر ہارون واثق باللہ ۲۲۷ھ، ۸۴۱ء تا ۲۳۲ھ، ۸۴۳ء۔

(۱۰) جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ، ۸۴۳ء تا ۲۴۶ھ، ۸۶۱ء۔

متوکل کے بعد اسلامی تخت خلافت پر وہی امراء متمکن ہو سکتے تھے جن کو ترکی سردار تخت پر بٹھاتے تھے۔ المستعین باللہ (۱۸۲۲ء تا ۱۸۶۶ء) کو ترکی امیروں کے مظالم سے تنگ آکر سامرا سے فرار ہوکر بغداد جانا پڑا۔ وہاں بھی اس کو اس وقت تک پناہ نہ مل سکی جب تک اس نے تخت و تاج کو

خیر باد نہ کہہ دیا۔ آئندہ دو صدی تک بنی عباس کی تاریخ ایسے مناظر پیش کرتی رہی کہ خلیفہ جب تخت پر آتا تو کوئی قصیدہ گو نہ ہوتا اور جب قبر میں جاتا تو کوئی فاتحہ خواں نہ ملتا تھا۔

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے غرق کیوں نہ دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

الغرض...... اتارکی اور طوائف الملوکی کا یہ گمبھیر کھیل صرف اسلامی اقتدار سے روگردانی اور تخت اقتدار پر عیش و عشرت کے طاؤس نچانے کے سبب تھا۔

آپؓ کے عہد میں تمام افریقی علاقے روڈس، ارواڑ، قسطنطنیہ اور مشرق افغانستان کے علاقے بھی اسلامی قلمرو میں شامل ہو گئے تھے

اس انتشار کے نتیجے میں ۸۶۹ء میں مشرقی افریقہ کے حبشیوں نے علی بن محمد کی قیادت میں خروج کر دیا۔ ۸۷۰ء سے ۸۸۳ء تک پچاس ہزار مسلمانوں کا خوان بہہ گیا انہوں نے بصرہ واسطہ، اہواز اور ابلہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا، خلافت عباسیہ کے ہاتھ سے مصر کا صوبہ نکل گیا اور ابن طولون نے خود مختار ریاست قائم کر لی۔

۸۹۲ء میں معتمد کا دور شروع ہوا اس نے ۹۰۲ء تک دارالخلافہ بغداد کی مسند پر حکومت کی ۲۹۲ھ، ۹۰۹ء میں امام جعفر کے بیٹے اسمٰعیل کے ماننے والوں نے مصر میں فاطمی حکومت قائم کر لی اس کی قیادت ابو عبداللہ حسین کر رہے تھے۔ (یہی لوگ بعد میں فرقہ اسمٰعیلیہ کے نام سے مشہور ہوئے)

بنی عباس کی مردہ لاش پر جن خود مختار ریاستوں کے گدھ مسلط ہوئے۔ ملاحظہ ہوں۔

۱...... شمالی افریقہ میں بغاوت کے بعد علوی حکومت کے نام ایک گروہ برسر اقتدار آ گیا۔

۲...... مصر کا مغربی حصہ اور شام محمد بن طغج کے زیر نگین چلا گیا۔

۳...... ماوراء النہر پر سامانی حکومت قائم ہو گئی۔

۴...... موصل اور ربعہ پر ہمدانی خاندان کی عملداری عمل میں آئی۔

۵...... طبرستان اور جرجان پر دیلمی فرمانروا قابض ہو گئے۔

۶...... فارس اور خوزستان کا ایک حصہ ابو عبیدہ بریدی اور عماد الدولہ کی قلمرو میں شامل ہو گیا۔

۷...... کرمان ابو علی اور عراق رکن الدولہ کی سلطانی میں چلا گیا۔

۸...... یمن اور بحرین قراطہ کے زیر اثر آ گئے۔

اس چپقلش اور آویزش کے نتیجے میں اسلامی حکومت کے طور پر ۹۵۶ء میں خاندان سلجوقیہ بغداد پر حکمران ہوا۔ اس کے فرمانروا طغرل نے نہایت برق رفتاری سے اسلامی ممالک کو ایک جگہ پر جمع کرنا شروع کر دیا ۱۰۰۱ء میں ملک شام بغداد پر حکمران ہوا اس کی سلطنت اتنی وسیع ہو گئی کہ اس کی لمبائی کاشغر سے بیت المقدس اور چوڑائی قسطنطنیہ سے بحر اوقیانوس تک پھیل گئی۔

اس حکومت کو مشہور ایرانی وزیر نظام الملک طوسی کی علم دوستی اور مشاورت میسر تھی۔ ناصر خسرو اور عمر خیام اسی کے عہد میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

بعد میں خود نظام الملک نے بغداد میں بڑے بڑے مدرسے قائم کیے کسی زمانے میں مشہور اسلامی فلسفی انہیں مدارس کے مدرس اعلیٰ تھے۔

نظام فرقہ باطنیہ ایک شخص کے ہاتھوں شہید ہوا۔ اس کے دنیا سے رخصت ہوتے ہی خاندان سلجوقی میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔

مصر میں نور الدین زنگی کی حکومت ختم ہوئی تو ۱۱۵۰ء سے ۱۱۷۱ء تک صلاح الدین ایوبی نے صلیبی لڑائیوں کے ذریعے عیسائیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ ۱۱۷۵ء میں مصر، مغربی عرب فلسطین اور شام ایوبی قبضے میں آ گئے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں 11 لاکھ مربع میل، سیدنا عمر فاروقؓ نے 23 لاکھ مربع میل اور سیدنا عثمان غنیؓ نے 43 لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے پر اسلامی مملکت قائم کی۔

منگولوں کا حملہ اسلامی تاریخ میں ایک عظیم حادثہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۲۵۸ء میں بغداد کے ایک وزیر ابن علقمی کی غداری کے باعث ہلاکو خان نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۰ فروری کو منگولہ فوج شہر میں داخل ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے بچے گھوڑوں کے سموں تلے کچل دیئے گئے۔ تین دن تک بغداد کی گلیوں میں خون بہتا رہا۔ سارا شہر لاشوں کا سمندر نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے دینی کتب خانے جلا دیئے گئے۔ علوم و معارف کے تہذیبی ورثے اور مسلمانوں کی علمی قوت کو چند ہی منٹوں میں خاک کا ڈھیر کر دیا گیا۔

منگولوں کا پہلا حملہ ۱۲۲۷ء میں سترہ ہزار کے لشکر سے ایک لاکھ کی آبادی بلخ اور بخارا پر ہوا ہزاروں علماء اور عوام ذبح کر دیئے گئے اسی طرح منگولوں نے چین سے لے کر بحیرہ روم تک تمام سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا۔

ایشائے کوچک کی سلجوقی حکمرانی کئی سالوں کی معرکہ آرائی اور انقلاب کے مد و جزر کے بعد ۱۳۰۰ء میں عثمانی ترکوں کے قبضے میں آ گئی۔

عثمانی ترکوں نے ۱۵۶۹ء میں یورپ میں ویانا تک فتوحات کر کے دولت عثمانیہ کی بنیاد رکھی جو ترکی حکومت کے نام سے برس ہا برس تک اسلامی خلافت کی تاجدار بنی رہی۔

مندرجہ بالا امور سے واضح ہو چکا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اور خلفائے اسلام کے مقدس زمانوں میں ۴۰ سے ۶۴ لاکھ مربع میل کے علاقوں تک پھیل جانے والی اسلامی ریاستیں کس طرح ٹکڑوں ٹکڑوں بٹ گئیں اور وہ کون سی وجوہات تھیں کہ ایک بار نصف دنیا اسلام کے سایہ عاطفت میں مسرت و انبساط کے شادیانے بجانے لگی اور ان کے جانشین جب رفتہ رفتہ اسلام کے شاہراہ سے ہٹتے چلے گئے تو کس طرح کفر کے بھی خواہ انہیں روندنے کے لیے اکناف عالم سے پل پڑے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 42

ہونگی اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

(۲) صوبائی حکومت جانب داری دکھانا چھوڑ دے اور فوراً مستعفی ہو جائے علاقے کو فوج کے حوالے کیا جائے اور پہلے کی طرح گلگت بلتستان کو مرکزی حکومت چلائے۔

(۳) گلگت بلتستان کو اسلحے سے پاک کرنے کے لیے غیر جانب دارانہ طور پر فوجی آپریشن کرایا جائے جسمیں جہاں بھی ناجائز اسلحہ ہو ضبط کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 34

رب العالمین. (البدایہ جلد ۸ ص ۱۱۷)

پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہاں آپ کے صرف کاتب وحی ہونے کا بیان ہے یا کاتب ہونے کا؟ یہ امر واقع ہے کہ آپ کاتب وحی تھے گو کبھی آپ ﷺ کے سیکرٹری ہونے کے فرائض بھی سرانجام دے لیتے تھے۔

بشیر حسین بخاری کا لفظ خال المومنین کا سارا بوجھ سپاہ صحابہ پر ڈالنا صحیح نہیں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی تو سپاہ صحابہ کے رکن نہیں...... وہ بھی تو حضرت معاویہؓ کو خال المومنین لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ دور کے ننھیال رشتوں کو خود بھی اکرامی نسبت سے ماموں کہہ کر پکارنا پسند کرتے تھے سو اگر ہم بھی اس نسبت کو عام کریں تو اس میں کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہیے نہ یہ کہ ماموں کہنے سے وہ سب حضرات محرم بن گئے یہ ایک محض اکرامی نسبت ہے۔

ترجمہ:...... آنحضرت ﷺ بنی نجار کے ایک شخص کی عیادت کے لیے گئے تو آپ نے اسے کہا...... اے ماموں لا الہ الا اللہ کہہ۔ اس نے کہا میں ماموں ہوں یا چچا۔ آپ نے فرمایا ماموں پھر اس نے آپ کے کہنے پر کلمہ پڑھ لیا۔ (مسند امام احمد جلد ۳ ص ۱۵۲)

بشیر حسین کا حضرت معاویہؓ پر ایک اور حملہ:۔

بشیر حسین نے دوسرے ایڈیشن کے ص ۱۲۸ پر حضرت امیر معاویہؓ پر ایک اور بہتان باندھا ہے کہ آپ اپنے عہد حکومت میں شراب نوشی کرتے تھے۔ (معاذ اللہ)

ترجمہ:...... عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں میں اور میرے والد بریدہ امیر معاویہؓ کے ہاں گئے آپ نے ہمیں دری پر بٹھایا پھر کھانا لایا گیا اور ہم نے کھایا پھر پینے کا سامان لایا گیا اور وہ پہلے حضرت معاویہؓ نے پیا پھر آپ نے میرے والد کو دیا پھر فرمایا کہ شراب کو میں نے اس وقت سے جب سے اسے رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے میں نے اسے کبھی نہیں پیا پھر آپ نے کہا میں قریش کی نوجوانوں میں سب سے خوبرو تھا اور مجھے کسی چیز کی اتنی لذت نہیں ملتی تھی جتنی دودھ سے یا اس انسان کی گفتگو سے جو اچھی باتیں کرنے والا ہو ملتی تھی۔ (مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴۷)

حضرت معاویہؓ کی طبعی نفاست پر غور فرمائیں آپ اس وقت بھی شراب کے دلدادہ نہ تھے جب یہ حرام نہ ہوئی تھی۔ اس وقت بھی آپ دودھ کو بہترین مشروب سمجھتے تھے اور دانائی کی باتیں سننا آپ کا طبعی مطلوب تھا۔

اس روایت میں پانچ دفعہ لفظ ثم وارد ہے ایک طباعت میں چوتھا ثم رہ گیا ہے اس صورت میں معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے جب یہ میرے والد کو دیا تو والد نے کہا کہ جب سے حضور پاک ﷺ نے اسے حرام ٹھہرایا ہے میں نے اسے کبھی نہیں پیا اس صورت میں یہ جملہ حضرت بریدہ کا بنتا ہے اور الزام حضرت معاویہؓ پر آجاتا ہے۔

اس میں یہ اشکال ہے کہ پھر حضرت معاویہؓ کا دودھ کی تعریف کرنا اور اسے ہی بہترین مشروب سمجھنا چہ معنی دارد اس میں شراب کی صریح تنقیص ہے اسی اشکال کے باعث ہم نے مسند امام احمد کے مختلف ایڈیشن دیکھے اور ایک کے سوا باقی سب میں لفظ ثم موجود پایا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ جملہ واقعی حضرت امیر معاویہؓ کا ہے۔ جو اس وقت سے ہی شراب سے نفور تھے جب یہ ابھی حرام نہیں ہوئی تھی۔

اب غور کیجئے بشیر حسین نے اس ایک نسخہ کا ہی سہارا کیوں لیا جس میں لفظ ثم طباعت سے رہ گیا ہوا تھا کیا اس شخص کو اچھے اخلاق کی کچھ ہوا بھی لگی ہوگی۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ مومن ہر بات کے وہ معنی لیتے ہیں جو بہترین ہوں اور اس میں دوسروں کی عزت ہو۔

الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه

(پ ۲۳ الزمر ۱۸)

لیکن وہ سینے جو لیغیظ بھم الکفار کے بوجھ تلے مدت سے دبے چلے آرہے ہوں آپ ان سے بہتر امید ہی کس چیز کی رکھ سکتے ہیں۔ وما تخفی صدورھم اکبر۔

شیعہ حضرات کے صحابہؓ کے خلاف حملے سب اسی قبیل سے ہوتے ہیں کہ ذرا غور کیا جائے تو بات کا رخ دوسری طرف پلٹ جاتا ہے۔

ایک نقطے نے انہیں محرم سے مجرم کر دیا
ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے۔

جو بچیاں اپنے باپ سے ملنے والے کو ''انکل'' (چچا) ...
کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ ان کا ان ...

پیغام شہداء

(انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟)

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ (بانی وسرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ (صدر/ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ
شہادت 17 اگست 2009ء خیرپور سندھ (خیرپور جلسے سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک/پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔ اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو قلم اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔''

دستخط ....

حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی رضی اللہ عنہ

مصنف ڈاکٹر عبدالرحمن رافت پاشا

ترجمہ: ابوجاوید اقبال احمد قاسمی

طلحہ ابن عبیداللہ تیمی اپنے ایک تجارتی سفر کے سلسلے میں ایک قریشی قافلے کے ساتھ شام جارہے تھے۔ جب وہ قافلہ بصریٰ پہنچا تو قریش کے عمر رسیدہ تجربہ کار اس کے آباد بازار میں جاکر خرید و فروخت میں مشغول ہوگئے۔ اگرچہ طلحہ ایک کم سن نوجوان تھے اور ان لوگوں کی طرح مہارت اور تجربہ نہیں رکھتے تھے مگر اپنی غیر معمولی ذہانت اور بصیرت کے بل پر وہ بہ آسانی ان کا مقابلہ کرسکتے اور اچھے سودے طے کر لینے میں کامیابی حاصل کر لیتے تھے۔

اس بازار میں جو مختلف مقامات سے آئے ہوئے تاجروں سے ہر وقت کھچا کھچ بھرا رہتا تھا۔ صبح و شام طلحہ ابن عبیداللہ کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی دوران ان کے ساتھ ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا جس نے نہ صرف ان کی زندگی کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اس نے پوری تاریخ کے دھارے کو موڑ کر رکھ دیا۔ ہم یہ بات طلحہ ابن عبیداللہ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس تجسس آمیز داستان کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

"اس اثناء میں کہ ہم بصریٰ کے بازار میں تھے ہم نے ایک راہب کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا۔

"اے گروہ تجار! اس مجمع کے لوگوں سے پوچھو کہ کیا ان کے اندر اہل مکہ میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ اس وقت میں اس کے قریب ہی تھا' میں نے فوراً کہا۔

"ہاں' میں اہل مکہ میں سے ہوں' تو اس نے پوچھا۔

"کیا تمہارے یہاں احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟"

"کون احمد؟" میں۔ نے تعجب سے پوچھا۔

"ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب۔" اس نے کہا۔

"یہی مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہونا ہے۔ وہ آخری نبی ہیں۔ تمہاری سرزمین' ارض حرم میں مبعوث ہوں گے اور وہاں سے اس علاقے کی طرف ہجرت کر جائیں گے جہاں کالے پتھر پائے جاتے ہیں' جہاں کھجوروں کے جھنڈ ہیں۔ اور جہاں کی مٹی نمکین ہے جس سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نوجوان! دیکھنا ان پر ایمان لانے میں پیچھے نہ رہ جانا"

طلحہ کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں تیزی سے اپنے اونٹوں کے پاس پہنچا' انہیں

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ترغیب سے حضرت طلحہ بن عبیداللہ' تیمیؓ ایمان لانے والے چوتھے شخص تھے۔ ان دونوں حضرات کو نوفل بن خویلد نے ایک رسی میں باندھ کر مکہ کے اوباشوں اور لچے لفنگوں کے حوالے کر دیا' تاکہ وہ انہیں سخت ترین سزائیں دیں۔

تیار کیا اور قافلے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر تیز رفتاری کے ساتھ مکے کی طرف چل پڑا اور وہاں پہنچ کر اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا ہماری غیر موجودگی میں یہاں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہاں محمد بن عبداللہ (ﷺ) ایک نیا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکرؓ) نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے۔"

طلحہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کو پہلے سے جانتا تھا۔ وہ نہایت نرم مزاج، ہر دلعزیز اور رحم دل آدمی تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک خوش اخلاق اور راست باز تاجر تھے۔ ہم لوگ ان سے مانوس تھے اور ان کی محبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ کیونکہ وہ قریش کی تاریخ سے باخبر اور ان کے انساب کے ماہر تھے۔ میں نے ان کے پاس جا کر پوچھا......

"کیا یہ صحیح بات ہے کہ محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور آپ نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے؟"

انہوں نے کہا ہاں اور مجھے ان کے حالات سنا کر اپنے ساتھ ان کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دینے لگے اور جب میں نے ان کو راہب کی بات سنائی تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ کے پاس چلو تاکہ یہ واقعہ جو تمہارے ساتھ پیش آیا ہے' ان کے سامنے بیان کرو' ان کی دعوت کو ان کی زبان سے سنو اور اللہ پاک کے دین میں داخل ہو جاؤ"۔

طلحہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے ساتھ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور آخرت کی بھلائی کی بشارت دی۔ اللہ پاک نے میرے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیا۔ جب میں نے ان کو بصریٰ کے راہب کا قصہ سنایا تو نہایت خوش ہوئے اور اس خوشی کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں ہو گئے پھر میں نے ان کے سامنے کلمہ شہادت کا اقرار کیا۔ اس طرح میں چوتھا شخص تھا جو ابوبکرؓ کے ہاتھ پر ایمان لایا؟۔

اس قریشی نوجوان کے قبول اسلام کی خبر سن کر اس کے گھر اور خاندان کے لوگ سکتے میں پڑ گئے جیسے ان کے اوپر بجلی گر پڑی ہو۔ خصوصاً ان کی ماں کو اس واقعے سے زبردست صدمہ پہنچا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں۔ کیونکہ انہیں امید تھی کہ اپنے بلند اخلاق اور کریمانہ خصائل کی بناء پر ان کا بیٹا ایک دن اپنے قبیلے کا سردار بنے گا۔ ان کے قبیلے والوں نے انہیں اپنے دین سے پھیرنے کی بہتیری کوششیں کیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور ایک مضبوط پہاڑ کی طرح اسلام پر جمے رہے۔ جب وہ لوگ ان کو نرمی و محبت کے ریشمی پھندے میں پھانسنے میں ناکام ہو گئے تو سختی اور تعذیب کے اسلحوں سے لیس ہو کر ان کے اوپر ٹوٹ پڑے۔ مسعود بن خراش بیان کرتے ہیں۔

"ایک روز میں صفا مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کا پیچھا کر رہے ہیں جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، اسے دھکے دے رہے تھے، اور اس کے سر پر مار رہے تھے۔ اس نوجوان کے پیچھے ایک بوڑھی عورت تھی جو چیخ چیخ کر اسے گالیاں دے رہی تھی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس نوجوان کا کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ ابن عبیداللہ ہے جس نے اپنے آبائی دین کو ترک کر کے بنی ہاشم کے فرزند (محمد ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ میں نے پوچھا' اور اس کے پیچھے یہ بڑھیا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اسی نوجوان کی ماں صعبہ بنت حضرمی ہے"۔

پھر نوفل بن خویلد نے...... جس کا لقب شیر قریش تھا

حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ کے قبول اسلام کی خبر سن کر اس کے گھر اور خاندان کے لوگ سکتے میں پڑ گئے۔ خصوصاً ان کی ماں کو اس واقعے سے زبردست صدمہ پہنچا اور وہ غم سے نڈھال ہو گئیں۔

حضرت طلحہ ابن عبید اللہ اور حضرت ابو بکر ؓ کو ایک رسی میں باندھ کر کے اوباشوں اور لچوں لفنگوں کے حوالے کر دیا تا کہ وہ انہیں سخت ترین سزائیں دیں۔ اسی وجہ سے طلحہ ابن عبید اللہ اور ابو بکر صدیق ؓ کو "قرینین" کہا جاتا ہے۔

زمانے کی گردش جاری رہی یکے بعد دیگرے نئے نئے حادثات و واقعات رونما ہوتے رہے اور مرور ایام کے ساتھ ساتھ حضرت طلحہ ابن عبید اللہ ایمان کے تکمیلی مراحل طے کرتے رہے۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں ان کی آزمائشوں کا سلسلہ دراز ہوتا رہا اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے احسان اور حسن سلوک کا دائرہ بڑھتا اور وسعت اختیار کرتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان کو "زندہ شہید" کا لقب دے دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو "طلحہ خیر"، "طلحہ جود" اور "طلحہ فیاض" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان القاب میں سے ہر لقب کا ایک پس منظر ہے جو ایک دوسرے سے بڑھ کر دلکشی و خوشنمائی کا حامل ہے۔

ان کے "زندہ شہید" کے لقب سے ملقب ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ دس انصاریوں اور مہاجرین میں سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو مشرکین کی ایک ٹولی وہاں آ پہنچی جو آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔

"کون ہے جو ان لوگوں کو ہم سے دور بھگائے۔ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا"

تو حضرت طلحہؓ نے کہا! "اے اللہ کے رسول ﷺ میں"۔۔۔۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا۔

"نہیں تم اپنی جگہ پر رہو" تب ایک انصاری نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں؟"

"ہاں تم ان کا مقابلہ کرو"۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ دشمنوں سے قتال کرتے رہے تا آں کہ انہوں نے بھی جام شہادت نوش فرما لیا۔

رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے رہے اور حضرت طلحہؓ آپ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہتے رہے اور نبی کریم ﷺ ان کو منع کرکے کسی انصاری کو اس کی اجازت دیتے رہے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے وہ سب انصاری شہید ہو گئے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ طلحہؓ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا۔ جب دشمن پھر آپ ﷺ کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے طلحہؓ سے فرمایا۔۔۔۔

"اب تمہاری باری ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے۔ پیشانی اور ہونٹ زخمی ہو گئے تھے۔ چہرہ مبارک سے خون جاری تھا اور آپ ﷺ زخموں سے نڈھال ہو گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت طلحہ مشرکین پر حملہ کر کے ان کو رسول اللہ ﷺ سے دور دھکیل دیتے، پھر واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو سہارا دے کر تھوڑا اوپر چڑھاتے اور زمین پر بٹھا کر مشرکین پر دوبارہ حملہ کرتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ان کو مکمل طور پر پسپا کر دیا۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اور ابو عبیدہ ابن جراح رسول اللہ ﷺ سے دور تھے جب ہم آپ ﷺ کی مدد کے ارادے سے آپ ﷺ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے چھوڑ دو اور اپنے ساتھی (طلحہؓ) کی مدد کو پہنچو"

جب ہم ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کے جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا ہے اور ان کے بدن پر تلواروں، نیزوں کے ستر سے زیادہ زخم ہیں، ان کی ہتھیلی کٹ گئی ہے اور وہ ایک گڑھے میں بے ہوش پڑے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو "زندہ شہید"، "طلحہ خیر" اور "طلحہ جود" کے القابات سے نوازا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے

"جو کسی ایسے شخص کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہتا ہو جو اپنی نذر (موت) پوری کر چکا ہو وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے"۔

اور حضرت ابو بکرؓ جب غزوۂ احد کا ذکر کرتے تو فرماتے۔۔۔۔ "وہ پورے کا پورا طلحہ کا دن تھا"

یہ تھا وہ قصہ جس کی وجہ سے حضرت طلحہ ابن عبید اللہؓ کا لقب "زندہ شہید" پڑا۔ رہی ان کے "طلحہ خیر" اور "طلحہ جود" کے القاب کی بات تو اس کے سینکڑوں قصے ہیں اور انہیں میں سے ایک یہ ہے۔

حضرت طلحہؓ بہت بڑے تاجر اور نہایت مالدار آدمی تھے۔ ایک روز ان کے پاس حضر موت سے ستر لاکھ درہم کی کثیر رقم آئی۔ وہ رات بھر غمگین و پریشان رہے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکرؓ نے کہا۔

"ابو محمد! آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے"

"نہیں، نہیں۔ تم تو ایک بہترین مسلمان بیوی ہو۔ میں رات بھر یہ سوچتا رہا کہ وہ شخص اپنے رب کے بارے میں کیا گمان رکھتا ہے جس کے گھر میں اتنی بڑی مقدار میں رقم پڑی ہوا اور وہ بے فکر سو رہا ہو"

"تو اس میں فکر اور پریشانی والی کیا بات ہے؟ آپ اپنے محتاج اہل قبیلہ اور مفلس احباب کو کہاں بھولے ہوئے ہیں۔ صبح کو یہ ساری رقم ان کو بانٹ دیجیے"۔ حضرت ام کلثومؓ نے رائے دی۔

"اللہ پاک تمہارے اوپر رحمت نازل فرمائے۔ واقعی تم صاحب توفیق اور صاحب توفیق کی بیٹی ہو" انہوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور صبح کے وقت انہوں نے وہ ساری رقم تھیلیوں اور بڑے بڑے پیالوں میں رکھ کر فقراء مہاجرین وانصار میں تقسیم کرا دی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضرت طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے مدد کا طالب ہوا اور اپنی ایک رشتہ داری کا ذکر کیا جو دونوں کو باہم جوڑتی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے کہا کہ آج سے پہلے مجھ سے اس رشتے کا کسی نے ذکر نہیں کیا۔ بہر حال میرے پاس ایک زمین ہے جس کے لیے عثمانؓ ابن عفان مجھے تین لاکھ درہم دے رہے تھے۔ اب اگر تم چاہو تو وہ زمین لے لو اور اگر چاہو تو اسے فروخت کر کے میں تم کو تین لاکھ درہم کی نقد رقم دے دوں گا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ میں اس کی قیمت ہی لوں گا چنانچہ انہوں نے اس کو وہ رقم دے دی۔

"طلحہ خیر" اور "طلحہ جود" کا یہ لقب مبارک ہو جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مرحمت فرمایا تھا اور اللہ پاک ان سے راضی ہو اور ان کی قبر کو منور کرے۔ آمین یا الہ العالمین۔

☆☆☆☆☆

پیر طریقت، رہبر شریعت، مرشد کامل، حکیم العصر، محقق اسلام

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کی رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت

گلزار احمد ساجد حاصل پور

۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 18 مئی 2004ء بروز جمعرات درندہ صفت سفاک قاتلوں اور ازلی بدبختوں نے عالم باعمل، ولی کامل، پیکر عجز و نیاز، نمونہ اسلاف، محقق اسلام نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، استاد حدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی مدیر ماہنامہ ''بینات'' ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی، نگران اعلیٰ ماہنامہ ''لولاک'' ملتان حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو ازلی شقاوت و قساوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

> رافضیت ''مارآستین'' ہے۔ اس فتنہ نے ہر دور میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف وہ زہر اگلا ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بجھا چراغ، اٹھی بزم کھل کے روائے دل!
وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

میں نے جونہی مولانا یوسف لدھیانوی کی شہادت کی خبر سنی تو بدن سن، دماغ ماؤف، سر چکرانے اور دل خون کے آنسو رونے لگا، اسی اثنا میں میری آنکھوں کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر واقع حضوری باغ روڈ ملتان کا کتب خانہ گھومنے لگا، اور میری نظریں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نشست گاہ پر جم گئیں۔ جہاں ان سے 1993 میں مجھ سمیت تقریباً ڈیڑھ صد طلباء و علماء نے ''رد قادیانیت'' پر استفادہ کیا تھا۔

اب ڈھونڈو انہیں چراغ رخ زیبا لے کر

علمی کاوش ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' میں، دین حق کیا ہے؟ اختلاف کی اقسام، شیعہ سنی اختلاف، حنفی وہابی اختلاف اور دیوبندی بریلوی اختلاف کو زیر بحث لاتے ہوئے صراط مستقیم کی بڑے احسن انداز میں رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

آج اگرچہ مولانا یوسف لدھیانویؒ کو شہید ہوئے آٹھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر ان کی یاد آج بھی ہمارے دلوں کے ویران گلشن کو ولولہ تازہ دے کر ہماری امنگوں کو تر و تازہ اور ہمارے جذبات کو جوان رکھے ہوئے ہے۔

آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

مولانا یوسف لدھیانویؒ کی ذات بلاشبہ گوناگوں صفات کی حامل تھی، خلوص، عزم و ہمت، استقلال اور گہری بصیرت آپؒ کے نمایاں اوصاف تھے۔ علم پروری اور چھوٹوں پر شفقت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور حقیقی طور پر آپ علم و عرفان کی دنیا میں ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ مولانا یوسف لدھیانویؒ کے بارے میں بلامبالغہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آپؒ ایک ادارہ، ایک تحریک، اور ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ جنہوں نے اپنی مختصر حیات مستعار میں تن تنہا علمی کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بڑے بڑے ادارے مل کر بھی انجام نہیں دے سکتے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے آپؒ نے اپنے علم و عمل ذکر شغل اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے امت پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اسے تاقیامت بھلایا نہیں جا سکتا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اسلام کے خلاف جہاں کہیں سے کوئی آواز اٹھی یا کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اشہب قلم نے دیر نہیں لگائی بلکہ فوراً ہی میدان عمل میں اتر کر اس کا تعاقب کیا اور دلائل کی دنیا میں اسے چاروں شانے چت کر کے رکھ دیا یوں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی پوری زندگی اسلام کے دفاع میں باطل کا تعاقب کرتے ہوئے گزری اور اس مجاہدانہ زندگی میں آپؒ کے قلم نے علم کے سمندر میں غواصی کر کے وہ در گراں مایہ تاریخ کے اوراق پر نقش کر دیئے۔ جس سے آنے والی نسلیں یقیناً مستفید ہوتی رہیں گی۔ اور باطل کی سرکوبی کا فریضہ انجام دیتی رہیں گی۔ انشاء اللہ بقول سید سلمان گیلانی۔

گمراہوں نے راہ پائی اس کی تصنیفات سے
جاہلوں نے علم سیکھا اس کی تعلیمات سے
عاشق سنت تھا وہ دیوانہ قرآن تھا
اہل باطل کے لیے اللہ کی وہ برہان تھا

جب میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قلمی جہاد کی طرف نظر دوڑاتا ہوں تو کہیں آپؒ قادیانیت کا تعاقب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور کہیں رافضیت سے برسرپیکار نظر آتے ہیں، کہیں اہل بدعت کو صراط مستقیم کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔ اور کہیں منکرین کو حق کا پیغام سنا رہے ہیں کہیں ڈاکٹر مسعود عثمانی کے فتنہ کا سر کچلا جا رہا ہے۔ اور کہیں فتنہ گوہر شاہی کے تار و پود بکھرے جا رہے ہیں۔ آغا خانیت کا فتنہ ہو یا محمد شیخ کا فتنہ ہو، ذکری فرقہ ہو یا فرقہ مہدویہ، دین دار انجمن ہو یا فتنہ مودودیت ہو، فتنہ بہائیت ہو یا خارجی فتنہ، علوی مالکی ہوں یا ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے ملحدانہ افکار، عمر احمد عثمانی کی تحریفات ہوں یا ڈاکٹر یوسف گورایہ کے اجتہادات، ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار ہوں یا مولوی محمد حنیف ندوی کا مصالحتی فارمولا، وقار انبالوی کا اسلام اور علماء اسلام کو بدنام کرنے کا بھونڈا انداز ہو۔

الغرض جس شخص گروہ یا جماعت نے اسلام کی مسلمہ اصولوں سے روگردانی یا انحراف کی کوشش کی، مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بغیر کسی مصلحت اور رواداری کے اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے جرأت رندانہ کا مظاہرہ کیا۔ اور میدان عمل میں اتر کر ان عقائد و نظریات کو قرآن و سنت، عقل و دانش اور تحقیق کی کسوٹی پر پرکھ کر ـت مسلمہ کی

صحیح صحیح رہنمائی کا فریضہ ادا کر دیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ان دلائل کی روشنی سے فتنہ گروں کے فتنے رفو ہو گئے اور خود فتنہ گر منہ چھپانے کے لیے جگہ تلاش کرتے ہوئے نظر آئے۔

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

> **مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ایک ادارہ، ایک تحریک اور ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ جنہوں نے مختصر حیات مستعار میں تن تنہا علمی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو بڑے بڑے ادارے بھی مل کر انجام نہیں دے سکتے تھے۔**

میں زیر نظر مضمون میں ان مذکورہ بالا فتنوں کے خلاف مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جو قلمی جہاد کیا ہے۔ اس کی تفصیل تحریر کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ ایسا کرنے سے ایک ضخیم کتاب وجود میں آ جائے گی۔ تاہم اپنے مضمون کی مناسبت سے مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے رافضیت کے خلاف جو قلمی جہاد کیا ہے اس سے قارئین کا آگاہ کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ رافضیت ایک ایسا فتنہ ہے جسے اگر "مارِ آستین" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ واضح رہے کہ اس فتنہ نے ہر دور میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف وہ زہر اگلا ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریاکاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں
اک پردہ وفاداری صد سازش غداری
تعمیر کی آوازیں تخریب کی تدبیریں

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جو کچھ رافضیت کے خلاف تحریر کیا ہے اس کا احاطہ کرنا میرے لیے ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے۔ بہر حال اپنی استطاعت کے مطابق حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے اس "قلمی جہاد" سے

> **جس شخص کا بھی آنحضرت ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو محبوب رکھے گا چہ جائیکہ آپ ﷺ کے وہ اکابر جانشین جن کی قربانیوں کی وجہ سے ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی**

جس قدر استفادہ کیا اس کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور قرآنی حکم "کونوا مع الصدقین" کا عملی مظاہرہ پیش کیجئے۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم:

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کے سلسلہ کی پہلی علمی کاوش غالباً "اختلاف امت اور صراط مستقیم" ہے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اس کتاب میں دین حق کیا ہے؟ اور اختلاف کی اقسام تحریر کرنے کے بعد شیعہ سنی اختلاف حنفی وہابی اختلاف، دیوبندی بریلوی اختلاف سنت اور اہل سنت اور مولانا مودودی کو زیر بحث لاتے ہوئے صراط مستقیم کی بڑے احسن انداز میں نشان دہی فرمائی ہے۔ یہ کتاب 516 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا پہلا ایڈیشن آج سے تقریباً 34 سال قبل ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں سب سے پہلے جس عنوان کو موضوع بحث بنایا گیا ہے وہ شیعہ سنی اختلاف ہے اور یہ بحث 9 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

آپؒ نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے جو ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں اس کی ذرا جھلک ملاحظہ فرمائیے!

1..... نظریاتی اختلاف کا نقطۂ آغاز اور شیعہ نظریات کی بنیاد
2..... شیعہ اور نظریہ امامت
3..... شیعہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
4..... شیعہ اور تحریف قرآن
5..... شیعہ نظریات پر ایک نظر

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے مندرجہ بالا عنوانات پر مختصر نوٹ تحریر کر کے آخر میں صراط مستقیم کی نشان دہی ان الفاظ میں فرمائی۔

جس شخص کا آنحضرت ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیز کو محبوب رکھے گا۔ چہ جائیکہ وہ اکابر جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے جانشین ہوئے۔ اور ہم کو انہی کی قربانیوں کے طفیل دولت ایمان نصیب ہوئی۔ اس لیے جس طرح حضرت علیؓ کی حمایت میں حضرت عثمانؓ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے میرے نزدیک گمراہ ہیں اسی طرح میں ان لوگوں کی رائے کو بھی صریح گمراہی سمجھتا ہوں۔ جو حضرت علیؓ کی شان میں کسی ادنیٰ گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں یا یزید کی حمایت میں حضرت حسینؓ کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ میں تمام آلؓ و اصحابؓ کی محبت وعظمت کو جزو ایمان سمجھتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو۔ اسے سلب ایمان کی علامت سمجھتا ہوں۔ یہ میرا عقیدہ ہے اور میں اس عقیدے پر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص 24)

اس کتاب کا دوسرا حصہ فروعی مسائل میں نوعیت اختلاف کی وضاحت اور مسلک اعتدال کی نشان دہی نیز فاتحہ خلف الامام، آمین، رفع یدین، ترجیع اذان، افراد اقامت تکبیرات عیدین، سجدہ سہو، مسائل وتر، نماز جنازہ اور جمعہ فی القریٰ وغیرہ چند مسائل میں حنفیہ کے موقف کی مدلل تشریح پر مشتمل ہے۔

شیعہ عقائد کے بارے میں عدالتی بیان:

"اختلاف امت اور صراط مستقیم" کتابی شکل میں شائع ہونے سے پہلے ماہنامہ "بینات" رجب شعبان ۱۳۹۹ھ میں اشاعت خاص کی صورت میں شائع ہوئی تو اسے اندرون و بیرون ملک تمام مسلمانوں نے بے حد پسند کیا، خصوصاً اہل حق اکابر علماء دیوبند نے اس کی بے حد تحسین فرمائی۔ اس مقالہ کا وہ حصہ جس میں شیعہ کے عقائد و نظریات پر گفتگو کی گئی تھی۔ اسے ماہنامہ "الرشید" ساہیوال نے محرم الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق دسمبر 1979ء کی اشاعت میں شامل کر دیا۔ جب یہ مضمون "الرشید" کی زینت بنا تو شیعہ حضرات نے فاضل مضمون نگار حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ مضمون نگار نے اس مضمون میں ہماری طرف سے غلط عقائد منسوب کر کے ہماری دل آزاری کی ہے۔ نیز مضمون میں درج کردہ عقائد کا ہمارے عقائد سے کوئی تعلق نہ ہے۔ لہٰذا مضمون نگار کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور ماہنامہ "الرشید" کا محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کا شمارہ ضبط کیا جائے۔

ایڈیٹر ماہنامہ "الرشید" ساہیوال حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی مرحوم نے اس مقدمہ کی نقل اور پیشی کی اطلاع سے مولانا یوسف لدھیانویؒ کو آگاہ کیا تو آپؒ نے عدالت کے روبرو پیش ہو کر اپنے مضمون کے

دفاع میں جواب دعویٰ کے طور پر یہ مقالہ داخل کیا۔ مولانا یوسف لدھیانویؒ اپنے اس مقالہ کے آخر میں سائیلان سے مخاطب ہوکر یوں رقم طراز ہیں۔

"ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ میں نے اپنی تحریر میں جو کچھ لکھا تھا آئمہ معصومین سے لے کر موجودہ دور کے حضرات شیعہ تک وہی سب کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن پاک اصل قرآن پاک نہیں۔ بلکہ یہ محرف ومبدل ہے اصل قرآن پاک قائم آل محمد، امام غائب صاحب العصر حضرت مہدی کے پاس ہے۔ وہ جب تشریف لائیں گے تب ان کے زمانے میں قرآن اپنی اصلی حالت ما انزل اللہ کے مطابق پڑھا جائے گا۔ بہرحال میں نے جو کچھ لکھا ہے شیعہ کتب کے مطابق لکھا ہے۔

اگر سائیلان میری تحریر پر معترض ہیں تو اس کی وجہ یا تو یہ کہ وہ اپنے آئمہ معصومین متواتر کے ارشادات اور اپنے مذہب کے لٹریچر سے ناواقف ہیں یا وہ ازراہ تقیہ اپنے آئمہ معصومین اور اپنے مجتہدین کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں۔ مجھے اپنے اس دعوے پر اصرار ہے کہ شیعوں کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں بلکہ وہ اسے تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔ اگر سائیلان میرے دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں تو اس کی آسان صورت یہ ہے کہ وہ عدالت میں یہ تحریر لکھ دیں کہ وہ ان تمام لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل تھے یا قائل ہیں۔

جن رسالوں میں میری تحریر شائع ہوئی ہے سائیلان نے عدالت سے ضبط کرنے کی گزارش کی ہے، میرے خیال میں سائیلان کو اس کے بجائے عدالت سے یہ درخواست کرنی چاہیے کہ وہ تمام شیعہ لٹریچر ضبط کیا جائے۔ جس میں موجودہ قرآن پاک کو تحریف شدہ بتلایا گیا ہے، جس میں حافظین قرآن صحابہ کرامؓ کو منافق، مرتد اور شراب خور کہا گیا ہے۔ اور جس میں قرآن پاک پر سے مسلمانوں کا ایمان متزلزل کرانے کے لیے آئمہ معصومین کو تحریف قرآن پاک کا عقیدہ رکھنے والے بتایا گیا ہے۔ اور ان کی طرف سے دو ہزار سے زائد من گھڑت روایتیں منسوب کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ اگر تحریف قرآن کا عقیدہ کسی مسلمان کی طرف منسوب کرنا جرم ہے۔ اور جس تحریر میں اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو وہ لائق ضبط ہے۔ تو اس کا سب سے بہتر مصداق شیعہ لٹریچر ہے، نہ کہ وہ جو شیعہ لٹریچر کے اس جرم کی نشان دہی کرتی ہے"۔

(گمراہ کن عقائد ونظریات اور صراط مستقیم ص ۱۷۷/۱۷۸)

ہم تمام آل واصحابؓ کی محبت وعظمت کو جزو ایمانی، اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو، سلب ایمان کی علامت سمجھتے ہیں۔

جس شخص، گروہ یا جماعت نے اسلام کے مسلمہ اصولوں سے روگردانی کی کوشش کی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بغیر کسی مصلحت، اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے میدان عمل میں اتر کر امت مسلمہ کی صحیح صحیح رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے "جواب دعویٰ" میں پیش کردہ حوالہ جات کو ملاحظہ کرنے کے بعد عدالت نے شیعہ کے دائر کردہ استغاثہ کو خارج کر کے مقدمہ داخل دفتر کر دیا اور شیعہ کو منہ کی کھانا پڑی۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

ترجمہ فرمان علی پر ایک نظر:

رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کی تیسری کڑی "ترجمہ فرمان علی پر ایک نظر" ہے یہ کتاب ۱۱۹ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے "سواد اعظم اہل سنت پاکستان" نے ۱۴۰۲ھ میں شائع کیا اس کتاب میں مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے شیعہ کے ترجمہ قرآن جسے "ترجمہ فرمان علی" کا نام دیا گیا ہے پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے شیعہ کو تحریف قرآن پاک کا قائل ثابت کیا ہے گویا ان ہی کے گھر کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی انہی کی محفل سنوار رہا ہوں۔ چراغ میرا ہے رات ان کی۔

آپؒ نے اسی ترجمہ کو بنیاد بنا کر شیعہ کی صحابہ کرامؓ اہل بیت عظامؓ اور حضور پاک ﷺ کے ساتھ دشمنی کو ننگا کرتے ہوئے ان کے کفر ونفاق اور الحاد وزندقہ پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

آج اس کتاب کو شائع ہوئے تیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک کسی شیعہ مجتہد سے اس کا جواب نہیں بن پڑا۔

شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم:

رافضیت کے خلاف قلمی جہاد کے سلسلے کی چوتھی کڑی "شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم" ہے یہ کتاب بھی دراصل ماہنامہ "بینات" کراچی کا ضمیمہ ہے۔ پہلی مرتبہ مکتبہ "بینات" علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اسے کتابی شکل میں 1993ء میں شائع کیا اس کتاب کے 568 صفحات ہیں اور کتاب ایک مقدمہ ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کی تالیف کا سبب شیعہ رہنما سید محمد محسن الاجتہادی مدیر مکتبہ عماد السلام امام وخطیب مسجد زین العابدینؒ کراچی کا چھ صفحات پر مشتمل طویل خط ہے، جس میں اس نے اپنے انداز میں حضرت لدھیانویؒ شہید کی کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اپنے خط کا جواب دینے کے لیے مخاطب فرمایا ہے۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جب ان چھ صفحات پر مشتمل خط (تبصرہ) کا جواب دینے کے لیے قلم اٹھایا تو 568 صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب وجود میں آ گئی۔

بڑھے جو مجاہد تو بولے نقیب
نصر من اللہ وفتح قریب

جس متانت اور سنجیدگی سے آپؒ نے اس خط کا جواب لکھا ہے یہ انہی کا خاصہ ہے۔ چنانچہ ایک جگہ "اجتہادی صاحب" کی گرفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"آنجناب تو ان عقائد سے انکار فرماتے ہیں مگر آپ کے اکابر کی کتابوں میں موجود ہیں، آپ خود ہی فیصلہ فرما دیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں؟ یا آپ کے اکابر کی تصنیفات کو سچا سمجھا جائے؟"

اس کتاب میں شیعہ کے عقیدہ امامت، شیعہ اور قرآن پاک، صحابہ کرامؓ اور حدیث "اصحابی کالنجوم" پر مدلل و محقق بحث کی گئی ہے۔ آج اس کتاب کو 18 سال ہو چکے ہیں مگر الحمدللہ آج تک کسی شیعہ مصنف کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور حقیقت اپنی جگہ اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" جسے شائع ہوئے ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر شیعہ اس کے جواب سے قاصر ہیں بعینہ اس کتاب لاجواب کے جواب سے ملت جعفریہ عاجز و

جب شیعان حسین کو اپنے مجرمانہ فعل کا احساس ہوا تو ''توابین'' پارٹی قائم ہوئی جو 1372 سال سے ہر سال اپنی بے وفائی پر ماتم حسین کرتے ہیں مگر ان کا یہ عظیم گناہ اب تک معاف نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔

ایران میں قرآن پاک کا ترمیم شدہ نسخہ چھاپا جاتا ہے اور بعد میں ''تقیہ'' کا سہارا لے کر فرمایا جاتا ہے کہ ''یہ حرکت کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی'' حالانکہ شیعوں سے بڑھ کر دشمن اسلام کون ہے؟

قاصر ہے اور انشاء اللہ قیامت کی صبح تک رہے گی۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ایک شیعی مغالطہ کا حل:

''انتباہ المومنین'' حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا فارسی رسالہ تھا۔ جس میں ایک شیعہ کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ ایک شیعہ نے مشکوۃ شریف کی ایک حدیث کے حوالے سے جناب مولانا الٰہی بخشؒ پر اعتراض کیا اور اس حدیث کا مصداق معلوم کرنا چاہا، اعتراض یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر صحابہ کرامؓ سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ان کو خلیفہ بنائیں گے۔ مولانا الٰہی بخش نے یہ سوال حضرت نانوتویؒ کی خدمت میں بھیج دیا تو آپؒ نے ان کا شافی و مسکت جواب دے کر اس حدیث کی وضاحت فرمائی۔ یہ رسالہ چونکہ فارسی زبان میں قلم بند کیا گیا تھا جس سے آج کے اس دور میں استفادہ کرنا مشکل تھا چنانچہ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس عجیب وغریب علمی رسالہ کا فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اس رسالہ کا نام رکھا ہے ''ایک شیعی مغالطہ کا حل'' یہ رسالہ حسن ظاہری کے ساتھ حسن معنوی سے بھی معمور ہے۔

خمینی کا وصیت نامہ:

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد تیل اور ڈالر کے بل بوتے پر تمام قدیم شیعہ کتب از سر نو طباعت کے مراحل سے گزار کر دیگر ممالک میں ایرانی سفارت خانوں'' خانہ فرہنگ ایران'' کے ذریعے مفت تقسیم کی گئیں۔ جن کا مقصد دیگر ممالک میں شیعہ انقلاب کی راہ ہموار کرنا تھا۔ ایک طرف یہ شیعہ کتب کی شائع و تقسیم ہو رہی تھیں دوسری طرف خمینی کے افکار و نظریات کے فروغ کے لیے پاکستانی شیعہ سرگرم عمل تھے۔ چنانچہ پاکستان میں شیعہ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس نے بعد ازاں جلسے، جلوسوں، احتجاج اور دھرنوں کے علاوہ پارلیمنٹ پر قبضہ کر کے ''فقہ جعفریہ'' نے خمینی کا الٰہی وسیاسی وصیت نامہ شائع کر کے تقسیم کیا۔ جسے بعد ازاں ایک شیعی ماہنامہ ''المبلغ'' سرگودھا نے اپنی جون، جولائی 1990ء کی اشاعت میں بھی شامل کیا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

''میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ ملت ایران اور دور حاضر میں اس کے دسیوں لاکھ عوام، عہد رسول اللہ ﷺ کی ملت حجاز اور امیر المومنین اور حسین بن علیؓ کی ملت کوفہ وعراق سے بہتر ہیں۔ وہ حجاز کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسلمان بھی آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے تھے......۔

خداوند تعالیٰ نے سورہ توبہ کی چند آیات میں ان کی مذمت کی اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے اس حد تک رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ منسوب کیا کہ روایت کے مطابق حضور پاک ﷺ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی اور اہل عراق وکوفہ نے امیر المومنین کے ساتھ اتنی بدسلوکی کی اور آپ کی اطاعت سے اس حد تک سرکشی کی کہ روایات اور تاریخ کی کتابوں میں حضرت نے ان کی جو شکایات کی ہیں وہ معروف ہیں۔ اور عراق وکوفہ کے مسلمانوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کیا، اس کے آپ واقف ہیں۔ جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھ کو آلودہ نہیں کیا وہ معرکہ سے بھاگ گئے۔ یا خاموش بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ تاریخ کا مجرمانہ فعل انجام پایا۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ نے درج بالا اقتباس میں کیے گئے خمینی کے پانچوں دعوؤں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہوئے قرآن وحدیث، اجماع امت اور تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں ان کا رد فرمایا ہے۔ جو کہ لائق مطالعہ ہے۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ خمینی کے آخری دعویٰ حضرت حسینؓ کی شہادت پر نمبر ۴ کے تحت لکھتے ہیں۔

جب حضرت امام حسینؓ شیعان کوفہ کی غداری کے نتیجہ میں خاک وخون میں تڑپا دیئے گئے تو ان شیعان حسینؓ کو اپنے مجرمانہ فعل کا احساس ہوا، اور توابین پارٹی قائم ہوئی۔ حضرت حسینؓ زبان حال سے اپنے ان شیعوں کی شکایت ضرور کرتے ہوں گے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

چنانچہ شیعہ جب سے اب تک ہر سال اپنی بے وفائی پر ماتم حسینؓ کرتے ہیں۔ مگر 1372 سال گزر جانے کے باوجود ان کا یہ گناہ عظیم اب تک معاف نہیں ہوا۔ اور نہ قیامت تک ہوگا۔ جن لوگوں نے شیعان علی اور شیعان حسین کا لبادہ اوڑھ کر ان اکابرؓ کے ساتھ غداری کی، اللہ پاک امت مسلمہ کو ان کے نفاق وشقاق سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (ماہنامہ ''بینات'' کراچی محرم الحرام ۱۴۱۱ھ)

ایران سے تحریف شدہ قرآن کی اشاعت اور ایرانی سفارت خانہ کی وضاحت:

روز نامہ جنگ لاہور 126 کتوبر 1986ء مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی۔

''حکومت نے ایک ایرانی ادارے ''سازمان چپ واشتہارات جاودان ایران'' کے شائع کردہ قرآن پاک کے نسخوں کی ملک میں درآمد اور تقسیم پر بھی پابندی لگا دی ہے۔ اور انہیں ضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کاروائی وفاقی وزارت مذہبی امور نے جامع مسجد خضریٰ کے امام ادارہ فکر اسلامی کے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن اور بعض دوسرے مسلمانوں کی شکایت کی بنا پر کی ہے۔ ان کے بیان کے مطابق قرآن پاک کے ان نسخوں کے متن میں مبینہ طور پر ردو بدل کیا گیا ہے۔ وزارت نے چھان بین کے بعد اس امر کی توثیق کر دی ہے کہ قرآن پاک کے مذکورہ نسخوں کے متن میں تحریف ہوئی ہے۔ جو اشاعت قرآن پاک ایکٹ مجریہ 1973ء کی خلاف ورزی ہے''۔ اس خبر کی اشاعت کے فوراً بعد ایرانی سفارت خانہ اسلام آباد کی طرف سے ایک وضاحتی اشتہار تمام بڑے

باقی صفحہ نمبر 22

الحاج ڈاکٹر علامہ خالد محمود

پندرھویں قسط

صحابہ دشمنی کی انتہاء

مضامین کا یہ سلسلہ گزشتہ کئی شماروں سے چلا آرہا ہے جو کہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی نے "معیار صحابیت" کے عنوان کے ایک کتاب سے جواب کی شکل میں ممبران پارلیمنٹ کے لیے تیار فرمائے تھے۔ یہ کتاب دراصل سرگودھا کے ایک ریٹائرڈ آرمی کرنل نے ایک ذاکر بشیر حسین طاہر کے ذریعے تیار کی تھی۔ جو قومی اسمبلی میں مولانا محمد اعظم طارق کی طرف سے ناموس صحابہ بل کا جواب تھا جو ممبران پارلیمنٹ کے نام ناموس صحابہ بل میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی یہ اس کتاب کے جواب کی پندرھویں قسط قارئین کی افادہ کے لیے پیش کی جارہی ہے۔

بشیر حسین بخاری کی سب باتیں غلط کیوں نکلیں۔

امام جعفر صادقؒ کی بددعا......

ابوبکرؓ صدیق ہیں، صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ پاک اس کی کوئی بات دنیا اور آخرت میں سچی نہ کرے۔ (حضرت امام جعفر صادقؒ)

(بحوالہ کشف الغمہ لعلی بن عیسیٰ الاروبلی ص ۲۲۰ طبع قدیم ایران)

بشیر حسین کے بعد اُن کے حجۃ الاسلام کا ذوق علم بھی دیکھیں:۔

اس کتابچہ کا پیش لفظ حجۃ الاسلام علامہ محمد حسنین السابقی پرنسپل جامعۃ الثقلین کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں پرنسپل موصوف نے حضرت براء بن عازبؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جب آپ کو کہا گیا کہ آپ نے بیعت رضوان کی فضلیت حاصل کی ہے تو انہوں نے فرمایا......

اے برادرزادہ! تم کو نہیں معلوم کہ ہم نے ان کے بعد کیا کیا احداث کیے۔ ص ۵

ہم اس کا جواب دے چکے ہیں کہ یہ باتیں تواضع

امام باقرؒ کیا ان کے والد حضرت امام زین العابدینؒ بھی کہتے ہیں۔

انا الذی اوقرت الخطایا ظهره و انا الذی افنت الذنوب عمره (صحیفہ کاملہ سجادیہ ص ۱۱۳ تہران)

ترجمہ:...... میں وہ ہوں کہ خطاؤں نے اس کی پشت بوجھل کردی ہے اور گناہوں نے اس کی عمر ختم کر کے رکھ دی ہے۔

اس صحیفہ میں آپ نے اپنے لیے الظالم المفرط المضیع الاثم ص ۳۸۷...... معترفاً بذنوبی مقرًا بخطایای ص ۳۹۱...... اور...... انتصل الیک من ذنوبی کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔

بغض معاویہؓ میں قرآنی آیت کی پامالی اور اسے اس کے اصل مفہوم سے پھیرنا:۔

النبیّ اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم (پ ۲۱ الاحزاب آیت ۵)

ترجمہ:...... نبی مؤمنین پر اتنا حق رکھتے ہیں کہ انہیں

مطلب نہیں کہ ان کی بہنیں مؤمنین کی خالائیں اور ان کے بھائی ماموں کہلائیں۔ (ص ۷۰)

امہات المؤمنین کے دوسرے رشتے بھی ان ماؤں کے اسی احترام کی نسبت سے لائق تکریم ہیں جہاں بھی ایمان اور رشتہ پایا جائے گا اس نسبت کی تکریم لازم ہوگی۔ اور اس اعزاز سے کسی بھی ام المومنین کے بھائی کو خال المومنین کہنا جائز ہوگا...... البتہ بے ڈھب کے بغض کا کوئی علاج نہیں۔

بشیر حسین بخاری نے حضرت معاویہؓ کو خال المومنین کہنے کے خلاف قلم اٹھایا ہے۔ آپ اس کے دلائل کا جائزہ لیں اور دیکھیں دعویٰ اور دلیل میں کیا یہاں کچھ بھی مطابقت ہے؟ اس کی پہلی دلیل یہ ہے......

عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر کو کیوں خال المؤمنین نہیں کہا جاتا ص ۶۹

جواب:۔

آپ کو انہیں خال المؤمنین کہنے سے کس نے منع کیا

بعض باتیں تواضع اور کسر نفسی کے طور پر کہی جاتی ہیں اور ہم سے مراد مسلمانوں کی عمومی حالت بیان کرنا مقصود ہوتا ہے

اور کسر نفسی کے طور پر کہی جاتی ہیں اور ہم سے مراد ان کی ذات نہیں مسلمانوں کی عمومی حیثیت مراد ہے۔

حجۃ الاسلام پرنسپل صاحب کے علم میں یہ روایات بھی ہوتیں تو شاید وہ یہ بات نہ کہتے۔

کسی نے امام باقرؒ سے کہا کیف اصبحت؟

انہوں نے کہا اصبحنا غرقی فی النعمة مدفورین بالذنوب (کتاب الامالی للشیخ طوسی جلد ۲ ص)

ترجمہ:...... ہم پر انعامات کی تو بارش رہی لیکن ہم گناہوں میں ڈوبے رہے۔

کیا امام باقرؒ واقعی گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے (معاذ اللہ)

خود بھی اپنے اوپر وہ حق ولایت حاصل نہیں اور آپ ﷺ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔

یہاں ایمان کے رشتہ سے نبی پاک ﷺ اپنے ماننے والوں پر پورا حق ولایت رکھتے ہیں۔ اور اسی نسبت ایمانی سے آپ کی ازواج پوری امت کی مائیں تسلیم کی جاتی ہیں۔ قرآن پاک نے اسی نسبت سے انہیں مومنوں کی مائیں ٹھہرایا ہے۔ سوان ازواج کو دونوں شانیں حاصل ہیں۔ وہ مؤمنات بھی ہیں۔ اور جملہ مؤمنین کی مائیں بھی ہیں۔

اب آپ ہی غور کریں کہ اثنا عشریوں کا یہ عقیدہ کس بے دردی سے اس آیت کے اس مفہوم کو پامال کر رہا ہے۔

ازواج النبی کے امہات المؤمنین ہونے کا یہ

ہے؟ کیا آپ اس کا نام بتا سکیں گے؟ اگر کسی نے انہیں اتفاقاً اس نسبت سے ذکر نہیں کیا تو اس سے آپ نے یہ نتیجہ کیسے حاصل کر لیا کہ اب حضرت ام حبیبہؓ کے بھائی حضرت معاویہؓ کو بھی خال المومنین کہنا جائز نہ رہا...... ان دونوں حضرات کی نسبت پہلے سے بہت اونچی ہے اور یہ ان کا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ سے انتساب ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی نسبت سے انہیں خال المومنین کہنا یہ دوسرے درجے کی نسبت ہے۔ لیکن حضرت معاویہؓ کے لیے یہی نسبت سب سے اونچی ہے اس لیے انہیں اس اعزاز سے ذکر کیا گیا ہے۔

بشیر حسین کی دوسری دلیل:۔

اخوات المؤمنین اوراخوال المؤمنین کا رمسائل نکاح کی رو سے ہے۔اکرام وتعظیم کی رو سے نہیں نکاح کو تعظیمی اوراکرامی القابات میں لانا اہل علم کے ہاں کسی درجے میں لائق قبول نہیں ہے۔

خدا کی طرف سے اوراس کے رسول کی طرف سے کوئی ایسا حکم نہیں کہ صرف ایک زوجہ کا بھائی ہی خال المؤمنین کہلاسکتا ہے۔ص ۶۹

جواب:۔

جب اس بات کا کوئی مدعی نہیں تو خواہ مخواہ اس پر حتمی دلیل کا مطالبہ جہالت اورسینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟ کاش کہ بشیر حسین نے اس پر غور کیا ہوتا۔ناظرین کرام! آپ اتنا عشریوں کے علم کا اس سے اندازہ کرلیں کس طرح بے تکی ہانکتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت نبی پاک ﷺ اور امہات المؤمنین کے صرف مقام تکریم اور حق ولایت کو بیان کررہی ہے رہاان سے (امہات المؤمنین سے) امت کے مردوں کا نکاح ناجائز ہونا تو یہ اس بات میں نہیں۔اس کا حکم ایک دوسری آیت میں دیا گیا ہے۔یہ آیت اکیسویں پارے کی ہے اوروہ بائیسویں پارے کی ہے۔

ترجمہ:......اور جب تم مانگوان بیبیوں سے کوئی کام کی چیز توان سے مانگو پردے کے باہر سے اس میں پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کی اوران کے دلوں کی اور تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی تکلیف دو اور نہ یہ کہ تم اس کی ازواج کے ساتھ اس کے بعد نکاح کرو بے شک یہ تمہاری بات اللہ کے ہاں ایک بڑا گناہ ہے۔

(پ۲۲الاحزاب آیت ۵۳)

اس آیت نے امت کے مردوں کا ازواج مطہراتؓ سے حضور پاک ﷺ کے بعد نکاح کرنا حرام ٹھہرایا ہے۔اس آیت میں صرف ان کے تعظیماً اور اکراماً مومنہ اور ماں ہونے کا بیان ہے۔جب یہ نسبت خود اکرامی ہے (رشتوں کے حلال اور حرام ہونے کے لیے نہیں) تو اس نسبت سے اور رشتے کیوں لائق تکریم نہ ہوں گے۔امہات المؤمنین کے بھائیوں کو کیوں خال المؤمنین نہ کہا جاسکے گا؟بشیر حسین

ام المؤمنین کی نسبت کے پھیلاؤ سے کسی عورت کو خالۃ المؤمنین نہ کہا جائے گا لیکن مردوں کو اس ایمانی اوراکرامی نسبت سے خال المؤمنین کہنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے

نے تفسیر کبیر جلد ۲۵ص ۲۲۵،لباب النقول ص ۱۸۳ اور تفسیر مظہری جلد ۷ص ۲۸۶ اور بیان القرآن حضرت تھانویؒ ص ۸۳۲ سے جو حوالے دیئے ہیں وہ اس دوسری آیت سے متعلق ہیں۔ازواج کو امہات المؤمنین قرار دینے والی آیت اور ہے۔اوراس نسبت سے امہات المؤمنین کے جملہ رشتہ داروں کو یہ اکرامی نسبت حاصل ہے اوران کے بھائیوں کو خال المؤمنین کہا جاسکے گا۔

ہاں نکاح کی حرمت کے اعتبار سے خالات المؤمنین اوراخوال المؤمنین کی نسبتیں قائم نہ ہوں گی مفسرین نے جہاں بھی ان نسبتوں کی نفی کی ہے وہ رشتے اورنکاح کے سلسلہ میں کی ہے۔تعظیم اوراکرام کے پہلو سے نہیں اکراماً انہیں اخوال المؤمنین اور خالات المؤمنین کہنے میں قرآن و سنت میں کوئی مانع نہیں ہے۔

اب ہم اس عبارت کو نقل کرتے ہیں جسے بشیر حسین نے ص ۴۷ پر نقل کیا ہے۔ہم قارئین کو انصاف کی دعوت دیتے ہیں اور سوچیں کہ کیا یہ ممانعت نکاحوں کے سلسلہ میں ہے یا اکرام وتعظیم کے سلسلہ میں؟اس عبارت کو اس کے پورے سیاق وسباق کے ساتھ پڑھیئے۔

امام شافعیؒ اوردیگر محققین کی تائید مزید:۔

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں نہیں کہا جاتا اور نہ ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالائیں کہا جاتا ہے۔امام شافعیؒ کہتے ہیں حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ سے نکاح کیا اوروہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں۔حضرت اسماءؓ کو خالۃ المؤمنین نہیں کہا گیا اور حضور پاک نے اپنی بیٹیاں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے نکاحوں میں دیں۔

(تفسیر مظہری جلد ۷ص ۲۸۶)

اخوات المؤمنین اوراخوال المؤمنین کی نسبتوں کا یہ انکار مسائل نکاح کے رو سے ہے۔اکرام وتعظیم کی رو سے نہیں مسائل نکاح کو تعظیمی اوراکرامی القابات میں لانا اہل علم کے ہاں کسی درجے میں لائق قبول نہیں ہے۔یہاں انگلینڈ میں جو بچیاں اپنے باپ کے ملنے والوں کو انکل کہتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ ان سے ان کا نکاح حرام ہوجاتا ہے۔

کہ وہ چچا ہوگئے تھے اور چچا محرم ہوتا ہے۔

اکرامی نسبتیں بھی صرف مردوں میں چلیں گی:۔

قرآن کریم میں ازواج مطہرات کو امت کے مردوں کی مائیں کہا ہے۔وازوجه امهاتهم حضرت عائشہ صدیقہؓ اس سے استدلال کرتی ہیں کہ یہ اکرام صرف مردوں میں چلے گا عورتوں میں نہیں۔مجھے ام المؤمنین عورتیں نہ کہیں مرد کہیں۔سواس نسبت کے پھیلاؤ سے کسی عورت کو خالۃ المؤمنین نہ کہا جائے گا لیکن مردوں کو اس ایمانی اوراکرامی نسبت سے خال المؤمنین کہا جاسکے گا۔اس میں شرعاً رکاوٹ نہیں ہے۔

ترجمہ:......حضرت مسروقؒ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ کو کہا۔اے ماں آپ نے فرمایا میں عورتوں کی ماں نہیں ہوں تمہارے مردوں کی ماں ہوں۔

بشیر حسین لکھتا ہے۔

معاویہ کے جو شیدائی کتاب وسنت کی تمام حدود کو توڑتے ہوئے اسے خال المؤمنین کے لقب سے ملقب...... تو پھرابو سفیان کو نانا جان...... کہنے میں بھی شرم محسوس نہ کرنا چاہیے۔(ص ۷۶)

• یہ سراسر جھوٹ ہے کتاب وسنت نے کوئی حد نہیں لگائی کہ تم امیر معاویہؓ کو خال المؤمنین نہیں کہہ سکتے؟ کتاب وسنت میں یہ کہیں نہیں جب کوئی حکم نہیں تو اس حد کو توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔رہا بشیر حسین کا جھوٹ بولنا اور کتاب وسنت میں سے ممنوع بتلانا تو اس پر ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں یہ جھوٹ بولتے ہوئے اسے کچھ شرم تو محسوس کرنی چاہیے تھی۔

رہا یہ مسئلہ کہ پھر اہل سنت ابو سفیانؓ پر جد المؤمنین کا لفظ کیوں نہیں بولتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے نام کے ساتھ پہلے علماء سے ہمیں یہ لقب نہیں ملتا بخلاف حضرت امیر معاویہؓ کے کہ ان کو خال المؤمنین کہنے کا ثبوت ہمیں ان کے نام کے ساتھ پہلی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) امیر معاویہؓ کے ترجمہ میں صراحت سے انہیں خال المؤمنین لکھتے ہیں

وهو معاوية بن ابی سفيان......

خال المؤمنين و كاتب وحی رسول

باقی صفحہ نمبر 26

شیعہ کا مکروفریب

دشمنان اصحاب رسول ﷺ کی طرف سے تاریخی کتب میں ردوبدل اور اہم تاریخی واقعات میں اپنے مطلب کی باتیں شامل کرکے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی وارداتوں کو بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا محمد علی نقشبندی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "میزان الکتب" میں ننگا کردیا ہے۔ اس کتاب سے ہرماہ ایک موضوع قارئین کے مطالعہ کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ دشمنان اصحاب رسول ﷺ کی اسلام کے خلاف سازشوں کا علم ہوسکے (ادارہ)

مودۃ القربےٰ مصنفہ سیدؑ علی ہمدانی:

"مودۃ القربےٰ" اصل تو عربی میں تصنیف ہوئی۔ پھر اس کی شروحات اور حواشی بھی لکھے گئے۔ بالآخر خیر خواہوں نے مفید عام بنانے کے لیے اس کا ترجمہ بھی کیا۔ اس کے مطالعہ سے ہرصاحب مطالعہ بآسانی سمجھ جاتا ہے کہ اس کا مصنف شیعہ ہے۔ کیونکہ عقائد شیعہ سے یہ کتاب بھری پڑی ہے۔ لیکن "تقیہ" کا کارنامہ دیکھیئے۔ ایسے کٹر شیعہ کی کتاب کا ترجمہ جب شائع کیا گیا تو اس کے ٹائٹل پر یہ الفاظ لکھ کر دھوکہ دینے کی قبیح کوشش کی گئی۔

"زادالعقبیٰ ترجمہ مودۃ القربےٰ مؤلفہ حضرت سیدنا ہمدانی شافعی سنی المذہب" یہ انداز صرف اور صرف اس لیے اختیار کیا گیا۔ تاکہ اسے پڑھنے والا اسے اہل سنت کی کتاب سمجھے۔ اور اس میں درج نظریات کو بھی سنیوں کے عقائد جان کر ان پرکاربند ہونے کی کوشش کرے۔ اس کے ترجمہ کرنے والے کا نام مولوی سید شریف حسین شیعی ہے۔ بھلا اس "شریف" آدمی سے کوئی پوچھے کہ اگر صاحب مودۃ القربےٰ اہل سنت کا عالم ہے تو تمہیں کس کتے نے کاٹا تھا کہ اپنے مخالف کی کتاب کا ترجمہ کرنے بیٹھ گئے۔ "اور ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا" کے مصداق اسے چھاپنے کی "سعادت" امامیہ کتاب خانہ لاہور نے حاصل کی۔ ان آثار وعلامات سے جاننے والے پہچان جاتے ہیں۔ کہ اندرون خانہ کیا ظاہر کیا گیا؟

اس کتاب سے ایک حوالہ کہ جس کے ذریعہ اسے اہل سنت کی معتبر کتاب کہا گیا ملاحظہ ہو۔ پھر اس بارے میں تحقیق پیش خدمت ہوگی۔

قول مقبول:

"جناب فاطمہ زہرا ؓ کے حق مہر کا بیان":

اہل سنت کی معتبر کتاب مودۃ القربےٰ......

ترجمہ......ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا کہ اللہ پاک نے تیری شادی میری بیٹی فاطمہ ؓ سے کی ہے۔ اور میری بچی کا حق مہر خدا نے تمام زمین قرار دیا۔ جو آپ سے بغض رکھتے ہوئے زمین پر چلے گا تو اس کے لیے زمین پر چلنا حرام ہے۔ "مودۃ القربیٰ صفحہ نمبر 108"

(قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص ۹۲،۹۵)

جواب......مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں تحقیق کہ وہ کس مذہب سے متعلق ہیں۔ ہم وہی دو طریقے اپنا رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کریں گے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ اس کے مصنف کے بارے میں خود شیعہ علماء کی زبانی چند حوالہ جات پیش کرکے قارئین کرام کو حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔

نجفی کا صاحب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت میں سے گردا ننا، اس کے پرے درجے کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ حقیقت آشکار ہوجانے پر نجفی کو اپنے لکھے اور کیے پر معافی مانگنا چاہیے۔

لیجیے پہلے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں......

صاحب مودۃ القربےٰ ہمدانی کا تشیع اس کی تحریرات کے آئینہ میں:

اقتباس نمبر1......

ترجمہ......اور امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ "اے ایمان والو سب کے سب سلم میں داخل ہوجاؤ" میں سلم سے مراد علی ؓ اور ان کے اوصیاء کی ولایت ہے جو علی ؓ کے بعد ہوئے۔

(زادالعقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربےٰ ص ۵۴)

علی ہمدانی نے جو احادیث اس کتاب میں ذکر کیں اسے یہ تمام احادیث کہاں سے ملیں؟

اقتباس نمبر2......

ترجمہ......امام علی بن حسین ؓ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی ؓ کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے کہ ان کا گزر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے ایک شخص کہہ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص کے حال سے خبردوں جو ہمارے پیغمبر کے بعد اس ساری امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابوبکر ؓ وعمر ؓ سے برتر اور بہتر ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی تب سلمان ؓ نے کہا آگاہ ہو۔ خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو بے شک میں تم کو ایسے شخص کے حال سے آگاہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اس تمام امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابوبکر ؓ وعمر ؓ سے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے۔ تب لوگوں نے ان سے کہا۔ اے ابوعبداللہ! تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان بولے......کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کیا......یارسول اللہ ﷺ آیا آپ نے کسی شخص کو اپنا وصی مقرر کردیا ہے؟ فرمایا! اے سلمان آیا تم اوصیاء کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدم کے وصی شیث تھے۔ اور وہ تمام اولاد آدم سے جو ان کے بعد باقی رہی بہتر تھے۔ اور نوح ؑ کے وصی سام تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو حضرت نوح ؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور حضرت موسیٰ ؑ کے وصی یوشع تھے۔ اور وہ ان سب سے افضل تھے۔ جو حضرت موسیٰ ؑ کے بعد باقی رہے۔ اور حضرت سلیمان ؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور ان تمام لوگوں سے جن کو حضرت سلیمان ؑ نے اپنے

بعد چھوڑا بہتر تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے جو ان لوگوں سے بہتر تھے۔ جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد باقی رہے۔ اور میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنا وصی کیا ہے اور وہ سب لوگوں سے جن کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں بہتر اور افضل ہیں۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربیٰ ص ۶۲،۶۳)

توضیح:......

آیت کریمہ میں ''سلم'' سے مراد ولائت علی اور ولایت ائمہ اہل بیت لے کر مصنف نے اپنی شیعیت کا اظہار کر دیا۔ اور اس کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰؓ کو ''وصی رسول اللہ'' کا عقیدہ بلکہ تمام ائمہ اہل بیت کو ''وصی'' کون کہتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ولایت علیؓ افضلیت علی مطلقاً، وصی رسول وغیرہ کے عقائد صاحب مودۃ القربیٰ نے اپنے بیان کیے۔ اور سبھی جانتے ہیں کہ مذکورہ عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ ابوبکرؓ وعمرؓ سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی افضلیت بھی عقائد اہل تشیع کے ہیں۔ ان عقائد سے علی ہمدانی صاحب مودۃ القربیٰ کا اہل تشیع میں سے ہونا واضح ہو گیا۔

اقتباس نمبر3:......

ترجمہ:......ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ علیؓ میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور میرے بعد میری امت کے لیے اس شریعت کو بیان کرنے والا ہے جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے اس کی محبت ایمان ہے اور اس کی دشمنی نفاق ہے اور اس کی طرف نظر کرنا رأفت ومہربانی ہے اور اس کی دوستی عبادت ہے۔ حافظ ابو نعیم نے اپنے استاد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اقتباس نمبر4:......

ترجمہ:......اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن علیؓ اور اس کے شیعہ ہی نجات ورستگاری پائیں گے۔

اقتباس نمبر5:......

ترجمہ:......اور عباس ابن ربیعی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور علیؓ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد بارہ وصی ہوں گے۔ ان میں سے اول علیؓ ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام ہے۔

اقتباس نمبر6:......

صاحب الذریعہ نے سید علی ہمدانی کی ان مصنفین میں شمار کیا جو شیعہ ہوئے نور اللہ شستری نے اس کے اہل تشیع ہونے پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔

ترجمہ:......اور اصبغ بن نباتہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں علیؓ اور حسنؓ وحسینؓ اور نو امام جو اولاد حسینؓ سے ہوں گے پاک وپاکیزہ اور گناہوں سے معصوم ومحفوظ ہیں۔

اقتباس نمبر7:......

ترجمہ:......عبداللہ جو بیٹا بن مرّہ عمری نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب کے پاس دو شخص طلاق کنیز کا مسئلہ پوچھنے آئے تب عمر آدمیوں کے ایک حلقہ کے پاس گئے۔ جس میں ایک اصلع شخص موجود تھا۔ اس سے کہا اے اصلع طلاق کنیز کی بابت تیری کیا رائے ہے۔ اس نے انگلیوں سے جواب دیا۔ اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ اس وقت عمر ابن خطاب ان دونوں شخصوں کی طرف متوجہ ہوئے ان میں سے ایک بولا...... سبحان اللہ ہم تیرے پاس آئے تھے کہ تو امیر المومنین ہے اور تجھ سے ایک مسئلہ پوچھا تھا اور تو ایک ایسے شخص کے پاس آیا جس نے خدا کی قسم تجھ سے بات تک بھی نہ کی۔ یہ سن کر عمرؓ نے اس سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ شخص کون ہے۔ وہ دونوں بولے نہیں...... عمرؓ نے کہا یہ علیؓ بن ابی طالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اگر آسمان اور زمین کے رہنے والوں کے ایمان تو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ اور علیؓ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ کر دونوں کو تولا جائے تو علی بن ابی طالب کا ایمان ہی سب سے بھاری ہو گا۔ (زاد العقبیٰ ص ۶۸،۶۹)

مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں کوئی اخفا نہیں رہتا اور صراحت کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ وہ کٹر شیعہ تھا اس پر اسے فخر تھا اور اس کے شاگردوں کو اس پر ناز تھا۔

توضیح:......

مندرجہ بالا حوالہ جات میں صاحب مودۃ القربیٰ کے عقیدہ کے مطابق حضرت علی المرتضیٰؓ کے علم کے برابر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ان کی موجودگی میں کسی کو امامت زیب نہیں دیتی۔ بروز حشر کامیابی صرف شیعان علی کو ہو گی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ ان کے بعد تمام ائمہ اہل بیت معصوم ہیں۔ اس لیے ہم انہی کی اتباع کرتے ہیں۔

قارئین کرام! یہ عقائد ونظریات رکھنے والا یقیناً اہل تشیع میں سے ہو سکتا ہے کسی سنی کو یہ عقائد زیب نہیں دیتے۔ ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے نجفی کا صاحب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت میں سے گردانا یا تو اس کے پرلے درجے کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر یہی وجہ ہے تو حقیقت آشکار ہو جانے پر نجفی کو اپنے لکھنے اور کہنے پر معافی مانگنی چاہیے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ سب کچھ دین کو بیچنے کے مترادف ہے اور عوام کو دھوکہ اور فریب دینا ہے اللہ پاک کے ارشاد کے مطابق...... ''وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ''۔ خود ہی اس فریب کا شکار ہو گیا۔

اب صاحب مودۃ القربیٰ کے بارے میں دوسرا طریقہ اپناتے ہیں یعنی شیعہ محققین کی کتب سے اس کے عقائد ونظریات کے بارے میں حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

الذریعہ:......

ترجمہ:......سیدنا علی ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ کی کتاب مودۃ فی القربیٰ ۱۳۱۰ھ میں ینابیع المودۃ کے ساتھ ایک جلد میں چھپی اور قاضی نور اللہ مرعشی نے اس کے شیعہ ہونے پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ مجالس المومنین میں علی ہمدانی کا تذکرہ موجود ہے۔

الذریعہ:......

ترجمہ:......''اخلاق محرم'' سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کی تصنیف ہے جو ۷۸۶ھ میں فوت ہوا۔ کشف الظنون میں اس کتاب کی نسبت اسی مصنف کی طرف کی گئی ہے۔ ہمدانی کے شاگرد سید نور الدین جعفر بدخشی نے خلاصۃ المناقب میں بھی اس کے حالات لکھے اس سے کچھ باتیں قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین میں بھی درج کیں۔

باقی صفحہ نمبر 40

اہل تشیع کے نزدیک قرآن مجید میں

ولایتِ علی رضی اللہ عنہ کا مفہوم

سابق شیعہ مجتہد امیر رضا شاہ جی

قارئین کرام! کتاب اللہ کے محرف تسلیم کرنے کے بعد دوسرا مسئلہ "ولایت علیؓ" ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امت مسلمہ کے نزدیک توحید الٰہی کے بعد رسالت رسول اکرم ﷺ کا رتبہ ہے، برعکس شیعوں کے کہ ان کے نزدیک منصب ولایت علیؓ منصب رسالت رسول اکرم ﷺ سے افضل واعلیٰ ہے بلکہ مظہر توحید الٰہی ہے۔

شیعوں کے ہاں حقیقی معنوں میں جناب محمد ﷺ کو اللہ پاک نے ولایت علیؓ کے اعلان کرنے کے لیے معبوث فرمایا تھا لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان ولایت علیؓ کی بجائے اعلان رسالت کر کے بذات خود اپنا ڈنکا بجادیا۔

تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان رسالت میں کوئی اندیشہ محسوس نہ کیا اور نہ ہی اندوہ گیں ہوئے اور نہ ہی اپنے احباب واقارب سے خائف ہوئے۔ بلکہ اعلان ولایت علیؓ کے بارے میں غمگین اور پس وپیش کرتے رہے۔

قارئین کرام! ذرا ان کے مترجم قرآن پاک سے اعلان ولایت علیؓ کے بیش قیمت موتی اور انمول جواہر پارے ملاحظہ فرمائیں۔

مقبول احمد دہلوی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ م بَعْضَ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ وَضَائِقٌ م بِهٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَکٌ ط اِنَّمَا اَنْتَ نَذِیْرٌ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ.

(سورہ ھود آیت نمبر ۱۲)

کہ تفسیر عیاشی میں زید بن ارقم سے یہ روایت منقول ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منافقوں کی تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا اور کچھ لوگوں کو جن میں میں بھی تھا بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا حج میں یہ احکام سنائے جائیں یا نہیں؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا جواب دیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے گریہ (رونا) فرمایا اور جبریل امین نے یہ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے تنگ دل ہوتے ہیں؟

شیعوں کے نزدیک قرآنی پیش کوئی کے مطابق ولایت علیؓ کے بغیر دین اسلام ناقص اور نامکمل ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اے جبریل! یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھے کتنی اذیتیں پہنچی ہیں جب کہ انہوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے مجھے ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کے لیے لشکر بھیجے اور انہوں نے میری مدد کی پھر وہ میرے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کیونکہ لیں گے"۔ یہ سن کر جبریل امین چلے گئے تو اس کے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (قرآن پاک مترجم از مولوی مقبول احمد دہلوی ص ۳۳۲-۳۳۳)

مذکورہ آیت کریمہ کا صحیح معنی ومفہوم یہ ہے "اور اگر تم تبلیغ میں کوتاہی کرو جو تم پر نازل ہوئی اور اپنا سینہ تنگ کرو ان کی اس بات کے کہنے پر کہ اس پر خزانہ کیوں نازل نہیں کیا گیا اور کیوں نہیں آیا اس کے ساتھ فرشتہ، تم محض خبردار کرنے والے ہو، آگے ہر چیز کا حوالہ دار اللہ ہے۔

اللہ پاک نے اپنے رسول اکرم ﷺ کو مذکورہ آیت میں نصیحت فرمائی ہے کہ جس تضحیک واستہزاء اور جاہلانہ اعتراضات سے آپ کا مقابلہ کیا جارہا ہے ان کی وجہ سے استقامت میں لغزش نہ آنے پائے۔ اور جو وحی آپ پر نازل کی گئی ہے اس کے اظہار واعلان ودعوت حق میں کسی قسم کی کمی نہ آنے پائے۔ آپ کبھی یہ نہ سوچیں کہ میں فلاں بات کے لیے کہوں جب کہ لوگ سنتے ہی مذاق اڑانا شروع کردیتے ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے، کوئی سنے یا نہ سنے، کوئی مذاق اڑائے یا سنجیدگی سے غور کرے' آپ بلا کم وکاست اسے بیان کرتے رہیں اور بلا خوف لوگوں کو دعوت حق دیتے رہیں۔ سب معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں اور ان معاملات کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیں

مولوی مقبول احمد دہلوی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا. (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۵)

کہ اصول کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداتعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ (اللہ پاک کی قسم) جناب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی......

وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ کَلِمَاتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْاَئِمَّةَ مِنْ ذُرِّیَّتِهِمْ فَنَسِیَ

اور قبل ازیں ہم نے آدمؑ سے چند کلمات کے ساتھ عہد لیا، یہ مذکورہ عہد محمد ﷺ وعلی وفاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ کرام علیہ السلام کے بارے میں تھا پس آدمؑ مذکورہ عہد کو بھول گئے۔ (قرآن مجید مترجم مقبول احمد دہلوی ص ۶۳۷)

آیت کریمہ مذکورہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے "اور ہم نے

شیعوں کے ہاں جناب محمد ﷺ کو اللہ پاک نے ولایت علیؓ کے اعلان کرنے کے لیے معبوث فرمایا تھا لیکن پیغمبر ﷺ نے اعلان ولایت علیؓ کی بجائے اعلان رسالت کر کے بذات خود اپنا ڈنکا بجادیا۔

CamScanner

آدم کو اس سے پہلے حکم دیا تھا سو اس سے غفلت ہوئی اور ہم نے اس میں ہمت نہ پائی"۔

ولایت علیؓ کے بغیر دین ناقص ہے:

برادرانِ اسلام! شیعوں کے نزدیک قرآنی پیش گوئی کے مطابق ولایت علیؓ کے بغیر دین اسلام ناقص اور نامکمل ہے، جس وقت آیت تکمیل اسلام یعنی (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا) نازل ہوئی اس وقت یوم الجمعہ، روز عرفہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کے

شیعیان علیؓ کے ہاں ولایت علیؓ کا منصب توحید باری تعالیٰ کے بعد اہم ترین منصب ہے۔ منصب نبوت ورسالت کا درجہ منصب ولایت علیؓ سے کم تر ہے۔

سامنے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ." "میں جس کا حاکم و ناصر ہوں اس کا حاکم و ناصر علیؓ ہے"

اکمال دین اور اتمام نعمت اسلام علیؓ ابن ابی طالب کی ولایت سنا دینے پر موقوف ہے، بالآخر سخت تاکید کے ساتھ مندرجہ ذیل آیت اتری......

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ...... الخ

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۲۳۴)

ایک من گھڑت دُعا:

شیعوں کے نزدیک امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر نمازوں میں مندرجہ ذیل دعائیہ کلمات بآواز بلند پڑھتے تھے اور آپؐ کے پیچھے متقدی صحابہ کرام باہوش و حواس سنتے تھے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں......

اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِعَلِیٍّ الْمَوَدَّۃَ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْھَیْبَۃَ وَالْعَظَمَۃَ فِیْ صُدُوْرِ الْمُنَافِقِیْنَ......

یا اللہ تو مومنوں کے دل میں حضرت علیؓ علیہ السلام کی محبت عطا فرما اور منافقوں کے دل میں حضرت علیؓ کی ہیبت اور عظمت قائم فرما دے۔

(قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۴۴۲)

انبیاء سے ولایتِ علیؓ کا عہد لیا گیا:

قارئین کرام! لطف کی بات یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں حضرت علیؓ کی ولایت کا منصب اتنا اہم ترین منصب ہے۔ اللہ پاک نے تمام انبیائے کرام ورسل عظام سے

ولایت علیؓ کا عہد لیا اور خاص کر ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے بھی مذکورہ عہد لیا گیا لیکن آدم علیہ السلام بہت جلدی ولایت علیؓ کا عہد بھول گئے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا۔ اور مزید یہ کہ تمام انبیائے کرامؑ سے بھی ائمہ معصومین کرام کی امامت وخلافت کا عہد لیا گیا۔ (قرآن مجید مترجم از مقبول احمد دہلوی ص ۶۳۷)

چند غور طلب باتیں:

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں شیعوں کی ولایت حضرت علیؓ کے مفہوم سے چند امور واضح ہوئے جو نذر قارئین کرام کیے جاتے ہیں

(۱) شیعوں کی روایات ائمہ کرام کی روشنی میں اللہ پاک نے عہد ولایت علیؓ حضرت آدم علیہ السلام سے لیا اور تمام ائمہ معصومین کرام کی امامت وخلافت کا عہد بھی لیا گیا لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام ولایت علیؓ کا عہد بھول گئے اور مزید دل دکھانے والی بات یہ ہے کہ ولایت علیؓ کا عہد حضرت آدم علیہ السلام خود بھول گئے یا حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن سے اللہ پاک نے محو کر دیا؟۔

(۲) شیعیان علیؓ کے ہاں ولایت علیؓ کا منصب توحید باری تعالیٰ کے بعد اہم ترین منصب ہے۔ منصب نبوت ورسالت کا درجہ منصب ولایت علیؓ سے کم تر ہے۔ اور علاوہ ازیں ولایت علیؓ کی وجہ سے تمام انبیائے کرام ورسل عظام کو نبوت ورسالت کے پاکیزہ عہدے مل چکے ہیں۔ گو وجود ولایت علیؓ سے وجود منصب نبوت ورسالت استحکام پذیر اور مضبوط تر ہے۔ اور مزید یہ کہ اگر ولایت علیؓ کا وجود نہ ہوتا تو ساری کائنات وجود میں نہ آتی۔

(۳) ولایت علیؓ کا عہد تمام انبیائے کرام سے لیا گیا اور اسی طرح خلافت وامامت کا عہد بھی تمام انبیاء کرام سے لیا گیا لیکن تا حال یہودیت کے پرستار شش و پنج کی وادیوں میں سرگرداں گھومتے پھرتے ہیں کہ تذکرہ ولایت کے بارے میں آدم علیہ السلام سے بھول واقع ہوئی لیکن تمام انبیاء کرام مذکورہ عہد بجا لا چکے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ رسالت ونبوت کے بعد تمام انبیاءؑ پر یہ عہد بھاری تھا جس طرح امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر مذکورہ عہد بھاری تھا، شیعوں کے نزدیک حضور خاتم النبیین ﷺ کے لیے ولایت علیؓ کا اعلان کرنا اور بار بار وحی الٰہی آنے کے سبب سے مذکورہ عہد کو نبھانا مشکل اور کٹھن امر تھا تو اسی طرح تمام انبیاء کرام ورسل عظام کے لیے بھی ولایت علیؓ کا عہد نبھانا مشکل ترین امر تھا۔

(۴) قارئین کرام! قسمت اور مقدر کی بات ہوتی کہ اگر آدم علیہ السلام حضرت علیؓ کی ولایت کا عہد نہ بھولتے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں قیام فرماتے اور پر سکون ماحول اور اطمینان بخش زندگی گذارنے کے علاوہ جنت کی تمام نعمتوں سے سیراب اور لطف اندوز ہوتے اور ان کی وجہ سے ہم بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹکے رہتے اور جنت کی لازوال اور حیات بخش نعمتوں سے مالا مال ہوتے اور دنیائے دوں کی ذلت آمیز ہوا خوری "سوئے نصیب دشمناں" گردش ایام کے متواتر مصائب و آلام کی دریا دلی سے بھی محفوظ ہوتے، کیا عذاب الٰہی نازل ہوا کہ آدم علیہ السلام کی ایک بھول کے سبب ہمیں بھی جنت سے نکالا گیا اور شیعہ لوگ بھی امن وامان والی دھرتی پر آ کر فساد و بغاوت کے وہ شعلے بھڑکانے لگے کہ الامان والحفیظ۔

(۵) جناب حضرت علیؓ کی ولایت کا اعلان کرنا شیعوں کے نزدیک امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اتنا دشوار گزارا اور بار گراں تھا کہ اعلان رسالت کے بعد اپنے ہی حلقہ احباب واصحاب سے مشورہ کرنا پڑا کہ ایام حج میں جم غفیر کے سبب علیؓ کی ولایت کا اعلان کرنا فائدہ بخش ہوگا یا ضرر رساں! اور شیعی روایات کی روشنی میں زید بن ارقم نے یہ بھی جتلا دیا کہ ہم نہیں سمجھ پائے کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرما رہے ہیں اور کس قسم کا مشورہ دیں؟

برادرانِ اسلام! حب اہل بیت کے دعویداروں سے یہ سوال کرنے میں ہم حق بجانب ہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ

اگر منصب ولایت علیؓ، منصب رسالت سے بھی اہم ترین ہے تو پھر اس کا ذکر قرآن وحدیث میں کیوں نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے ایک مفید مشوروں کو نہیں سمجھ پائے تو کم از کم حضرت علیؓ اور اہل بیت ہی قیمتی مشوروں سے نوازتے، مگر شیعوں کا محرف قرآن پاک اور دیگر تمام کتب اس بارے میں خاموش اور مہر بلب ہیں اور اس سربستہ راز سے پردہ نہیں اٹھاتے، کیا اہل بیت بھی نہیں سمجھ پائے؟ اور اس کے برعکس پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان رسالت کی خاطر بھی کسی صحابی سے مشورہ کیا ہے؟

اور مزید یہ کہ اعلان رسالت کی خاطر اللہ پاک نے

آسمانی لشکر بھیجے اور آسمانی نصرت فرمائی لیکن دفاعِ ولایت علیؓ کے لیے اللہ پاک کے ہاں کچھ بھی نہ تھا، جب کہ مذکورہ تمام باتوں کا قرآن وحدیث میں ذکر تک بھی نہیں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

بارے میں احکام الٰہیہ بار بار ٹالتے ہوئے پس پشت ڈالتے رہے جس سے اللہ پاک بھی پریشان، اللہ کے برگزیدہ رسول بھی پریشان جبریل امین بھی پریشان اور تادم قیامت اللہ پاک کی مقدس دھرتی پر چلنے پھرنے والے حب اہل

چیز محبوب نہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود اگر اپنی رسالت کے مخالفوں اور معاندوں کے جہاد بالسیف فرمایا ہے تو ولایت علیؓ کے مخالفوں اور منکروں سے جہاد کیونکر نہیں فرمایا؟

شیعہ مذہب میں حضرت علیؓ کی ولایت کا منصب اتنا اہم ترین منصب ہے کہ اللہ پاک نے تمام انبیائے کرام ورسل عظام سے ولایت علیؓ کا عہد لیا اور خاص کر ابو البشر حضرت آدمؑ سے بھی مذکورہ عہد لیا گیا لیکن حضرت آدمؑ بہت جلد ولایت علیؓ کا عہد بھول گئے جس کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا۔

(۶) شیعوں کے نزدیک جب جناب محمد رسول اللہ ﷺ خوف وخطر کے پیشِ نظر چند گنتی کے افراد کے سامنے جناب علیؓ کی ولایت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے تو مجمع عام میں جناب علیؓ کی ولایت کا اعلان کس بنیاد پر کر سکتے تھے؟ وجود اقلیت کے خوف وخطر کے پیش نظر شیعوں کے نزدیک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا دل کانپ اٹھتا تھا تو اتنی خلق خدا کے ہوتے ہوئے ولایت علیؓ کا اعلان کرنے کا جرأت و بہادری کہاں سے آئی؟ اور حفظ ما تقدم کے اسباب اور وسائل یکا یک درہم برہم کیسے ہوئے؟ اور مزید یہ کہ شیعہ لوگ اقلیت ہونے کے باوجود آج کل لاؤڈ سپیکروں پر ولایت علیؓ کا اعلان اور خلیفہ بلافصل علی ولی اللہ اور وصی رسول اللہ کا اظہار ببانگ دہل کرتے ہیں اور یہ کہ شیعہ لوگ آج کل بلا جھجک صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہرات رسول کو ننگی گالیاں دیتے ہیں تو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کیونکر خوفزدہ رہتے تھے؟ اور ولایت علیؓ کے اعلان کرنے سے تنگدل اور خائف کس طرح ہو سکتے تھے؟ اس کا واضح اور دوٹوک مطلب ومفہوم شیعوں کے نزدیک نعوذ باللہ بس یہی ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ موجودہ تبرائی ملنگوں سے بھی جرأت وبہادری میں کم تر تھے۔ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

(۷) جناب محمد رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر نمازوں میں مودت وعظمت اہل بیت اور ولایت علیؓ کی دعائیں فرماتے رہے کہ یا رب العالمین! میری نیاز مند چاہتوں کی لاج رکھتے ہوئے بار بار درخواستوں کو اپنی بارگاہ مقدس میں شرف قبولیت سے نوازیں تا کہ میری آنکھوں کے سامنے، میرے ہوتے ہوئے ولایت علیؓ کا پایہ بلند وبالا ہو! لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حسرتیں دل ہی دل میں جاگزیں ہو کر رہ گئیں جن کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ بسا اوقات اندوہ گئیں اور ولایت علیؓ کا اعلان کرنے سے خوفزدہ رہتے اور بالآخر نا امید ہو کر اعلان ولایت علیؓ کے

بیت کے دعویدار اور ذوالجناح کے پرستار بھی پریشان۔

قارئین کرام! شیعوں کی مذکورہ من گھڑت بات بھی حقیقی قرآن حکیم کے منافی ہے۔ امت مسلمہ کے دل اس بات پر معتقد اور مطمئن ہیں کہ اللہ پاک کی جانب سے اپنی رضا مندی کا اعلان جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی خاطر بار بار کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم رضائے الٰہی کا کوثر وتسنیم میں ڈھلا ہوا گلدستہ بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہوئے حقیقی مومنوں کے دلوں کو دستک دیتے ہوئے یوں پکارتا ہے۔

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا. سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴۴

"اے محمد! ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے"

اور دوسرے مقام پر بھی رضائے الٰہی کا حسین گلدستہ نچھاور کیا جاتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

(سورہ والضحیٰ آیت نمبر ۵)

"اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے"

(۸) اللہ پاک مسلسل ومتواتر اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کو جبریل امینؑ کے ذریعے وحی کرتے رہے کہ اعلان ولایت علیؓ کے بارے میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، اور نمازوں میں دعائیہ کلمات کے سہارے جی لینا اور ولایت علیؓ کے اعلان نہ کرنے سے گزارا وقات کرنا حضور پاک ﷺ کے شایانِ شان نہیں، بصورت دیگر اگر اس قسم کی "کوتاہی" دوبارہ آپ ﷺ سے سرزد ہوئی تو رسالت کا پاکیزہ عہدہ "منصب رسالت" تجھ سے چھین لوں گا کیونکہ مجھ (اللہ پاک) کو ولایت علیؓ کے ماسوا پوری کائنات میں کوئی

اچنبھے کی بات یہ ہے کہ اعلان ولایت علیؓ جیسے اہم مسئلہ کا قرآن وحدیث میں ذکر تک نہیں اور نہ ہی پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ولایت علیؓ کے منکر ومعاند سے جہاد کرنا فرض ہے۔

(۹) حصول تقرب الٰہی یا وحشتناک عذاب الٰہی:

شیعوں کے نزدیک ولایت علیؓ کا اعلان کرنا نسخہ شفاء ہے۔ اور مزید یہ کہ نسخہ اکمال دین اور اتمام نعمت الٰہی اظہار ولایت علیؓ کے ساتھ موقوف ہے۔

بقول شیعہ اللہ پاک، رسول اللہ ﷺ اور ائمہ معصومین کرام کے محبوب ترین اور پسندیدہ عمل "تقیہ" کا اختیار کرنا (حسب مصلحت خاموشی اختیار کرنا طوعاً اور کرہاً) کہاں گیا؟ جب کہ بغیر ولایت علیؓ کے دین اسلام کا مکمل ہونا اور نعمت الٰہی کا اتمام ہونا ممکن نہیں، گو شیعوں کے نزدیک تکمیل دین کا تصور ماسوائے ولایت علیؓ ناقص اور نامکمل ہے۔

چلو شکر ہے کہ ان ملنگوں کے پاس اصلی قرآن مجید بھی نہیں اور امام مہدی بھی ان سے شرماتے ہوئے غار کی تاریک ترین وادی میں جا کر گوشۂ تنہائی میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور نام نہاد محبان اہل بیت ایک من گھڑت کلمہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ" کے ذکر کرنے والے رہ گئے جو جھوٹ اور سچ کو مخلوط کر کے زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر اپنے محبوب مشغلہ اتہام بازی صحابہ کرامؓ اور دشنام طرازی ازواج مطہراتؓ رسول اللہ کو اپنا کر قرآن وحدیث کی روشنی میں مقام اسفل السافلین میں خوبصورت شیش محل بنوا رہے ہیں۔

(۱۰) تمام کائنات کا رشک ہے ایسے معماروں پر

قارئین کرام! اللہ پاک کی ذات گرامی فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ اللہ پاک خود مختار ہے، وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 15

CamScanner

بقیہ صفحہ نمبر 36

الذریعہ:......

ترجمہ:......سید علی ہمدانی کا دیوان یا شعروں کا مجموعہ۔ ہمدانی مذکور ابن شہاب الدین ہے اور مشہور سیاح تھا تین مرتبہ پوری دنیا کی سیاحت کی آخر ۷۸۶ھ میں فوت ہو گیا

الذریعہ:......

ترجمہ:......سید علی بن شہاب الدین ہمدانی کا مذہب شیعہ ثابت کرنے کے لیے نور اللہ شستری نے ایک رسالہ لکھا ہے بعض مؤلفین نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مجالس المومنین:......

ترجمہ:......سید علی ہمدانی نے تین مرتبہ چوتھے حصے زمین کی سیر کی، مولانا نور الدین جعفر بدخشی نے جو اس کے لائق شاگردوں میں سے ہیں اپنی کتاب خلاصۃ المناقب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہمدانی کا کہنا ہے کہ اللہ پاک نے مجھے حضور پاک ﷺ کی آل کی متابعت اور محبت عطا فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور سے مجھے کوئی پیار نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے علیؓ، فاطمہ اور ان دونوں کی اولاد کی محبت تمام لوگوں پر پیش کی جن آدمیوں نے سب سے پہلے اسے قبول کیا اللہ پاک نے انہیں پیغمبر بنا دیا۔ اور جنہوں نے ان کے بعد قبول کیا ان میں سے شیعہ پیدا کیے......آپ ﷺ کا قول ہے جو شخص میری زندگی کی طرح زندگی اور میری موت کی طرح موت کا خواہشمند ہے اور جنت میں جانے کا متمنی ہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کر رکھا ہے تو اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب اور ان کی ذریت سے پیار کرے۔ جو کہ ائمہ طاہرین ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا! جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر یہ کلمہ لکھا دیکھا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں علی اللہ کے حبیب ہیں۔ حسن وحسین اللہ کے برگزیدہ ہیں۔ فاطمہ اللہ کی بندی ہے۔ ان سے محبت رکھنے والے پر اللہ کی رحمت اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت" حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے قیامت کے دن حضرت علی المرتضیٰؓ فردوس پر بیٹھے ہوں گے جو جنت کے تمام طبقات سے بلند ہے۔ اس کے اوپر اللہ پاک کا عرش ہے۔ اس کے نیچے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ اور جنت کے مختلف درجات میں بہتی ہیں حضرت علی المرتضیٰؓ وہاں ایک نور کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ سامنے سے تسنیم گزرتی ہے۔ پل صراط سے کوئی شخص اس وقت گزر نہ سکے گا جب تک اس کے پاس حضرت علی المرتضیٰؓ کی ولایت کی پرچی نہ ہوگی۔ اور آپ کے اہل بیت کا پروانہ نہ ہوگا۔ جناب علی المرتضیٰ جنت کے اوپر سے دیکھ رہے ہوں گے۔ سو آپ کے چاہنے والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور آپ سے بغض رکھنے والے دوزخ میں گر پڑیں گے۔ مصنف کی ایک رباعی کا ترجمہ:

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی افضلیت بھی عقائد اہل تشیع کے ہیں ان عقائد سے علی ہمدانی مصنف مودۃ القربیٰ کا اہل تشیع میں سے ہونا واضح ہو گیا ہے۔

اگر تیرے دل میں علی المرتضیٰ اور ان کی آل کی محبت نہیں تو رسول کریم ﷺ کی شفاعت کی امید مت رکھنا اگر اللہ پاک کی تمام عبادات تو بجا لا چکا ہے پھر بھی یہ سب کچھ حضرت علی المرتضیٰؓ کی محبت کے بغیر ہرگز تجھ سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

توضیح:......

صاحب الذریعہ نے سید علی ہمدانی کو ان مصنفین میں سے شمار کیا جو شیعہ ہوئے نور اللہ شستری نے اس کے تشیع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو اس کے شیعہ ہونے میں تردد تھا۔ کیونکہ یہ لوگ تقیہ باز ہوئے ہیں۔ اس لیے علامہ شوستری نے مجالس المومنین میں اس کے شیعہ ہونے کی تصریح کی۔ اور پھر مستقل رسالہ بھی تحریر کیا۔ علی ہمدانی نے جو احادیث ذکر کیں جن میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور آپ کی آل کی ولایت کا اقرار اللہ پاک نے تمام انسانوں سے کرایا۔ جو پہل کر گئے وہ پیغمبر بن گئے دوسرے نمبر پر آنے والے شیعہ ہو گئے جنت کے دروازے پر لکھا گیا کلمہ یہ تمام احادیث کہاں سے اسے ملیں بہر حال ان احادیث میں اس نے شیعیت کو کھل کر بیان کیا اور جو کسر باقی تھی وہ رباعی میں نکال دی۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے اسے اہل سنت کا فرد اور اس کی کتاب مودۃ القربیٰ کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دینا لعنتیوں کا کام ہے تبرائی ہی ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔

یہ تھی حقیقت جو ہم نے آپ قارئین کے سامنے پیش کر دی۔ اس کے بعد مودۃ القربیٰ اور اس کے مصنف کے بارے میں کوئی اخفا نہیں رہتا۔ اور صراحت کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ وہ کٹر شیعہ تھا اور اس پر اسے فخر تھا اس کے شاگردوں کو اس پر ناز تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب......

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں پہ نشان لگائیں۔

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک

☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک

☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک

☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک

☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک

☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/500 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 5 10 50 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں......

پتہ......

مبلغ......روپے بذریعہ......دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ......دستخط......

رابطہ ایڈیٹر

نظام خلافت راشدہ

041-3420396

دھرتی کا دکھ

گلگت بلتستان کے سنیوں کی مظلومیت

ثاقب ثناء اللہ 0323-5040106

جغرافیائی اور دفاعی اہمیت کا حامل یہ علاقہ پاکستان کے شمال میں 88©43 مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ یہ سلسلہ کوہ قراقرم اور ہمالیہ کے 19 بلند پہاڑوں، 83 کے لیسروں، 20 جھیلوں پر مشتمل ہے۔ یہ سطح سمندر سے 3044/1220 میٹر بلندی پر ہے۔ گلگت 16 نومبر 1947 کو اور سکردو بلتستان 14 اگست 1948ء کو ڈوگرہ کی غلامی سے آزاد ہوا اور پوری آبادی بالاتفاق اور غیر مشروط طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان سے منسلک ہوگئی۔

1948ء سے 2009 تک یہ علاقہ پاکستان کی مرکزی حکومت کے ماتحت رہا۔ لیکن 2009 میں پاکستان میں تیسری بار حکومت کرنے والی جماعت پیپلز پارٹی کے ذمہ داروں اور صدر پاکستان آصف علی زرداری نے آئین پاکستان و اقوام متحدہ کی قراردادوں کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اور پاک بھارت، پاک چین معاہدوں کو کاغذ کی طرح ہوا میں منتشر کرتے ہوئے ایک نام نہاد صدارتی آرڈنیس کے تحت اس علاقہ کو قومی حکومت سے الگ کر کے ایک صوبائی پیکج دے کر صوبائی نام دے دیا۔ جبکہ یہ علاقہ آئینی قانونی اور جغرافیائی اعتبار سے آزاد جموں کشمیر کا حصہ ہے۔ اس موضوع پر یہاں بات نہیں ہے کہ یہ صوبائی پیکج کہاں تک کامیاب ہوا کہاں تک ناکام ہوا اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اب اس پیکج کو وہاں کے 80 فیصد لوگ قاتل پیکج کا نام دے چکے ہیں۔

گلگت بلتستان میں بسنے والے عوام مسلم، شیعہ اسماعیلی اور نوربخشی عقائد کے حوالے سے منقسم ہیں۔ اور مذہبی رسومات عبادات اور دیگر معاملات زندگی میں ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ ہماری بات یہ بھی نہیں کہ ان کے عقائد اور نظریات کیا ہیں۔

محترم قارئین اصل مقصود یہاں گلگت بلتستان میں ایک عرصے سے جاری خونی فسادات میں مسلمان برادری کے قتل عام سے پردہ ہٹانا ہے۔ اس علاقے میں وقتاً فوقتاً مسلم، شیعہ فسادات ہوتے رہتے ہیں جوکہ اب ایک خطرناک دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ جہاں ایک فریق کو صوبائی حکومت اور وزیر داخلہ رحمٰن ملک کی سرپرستی حاصل ہے۔ 13 جولائی 2005 میں اسی فریق کے مذہبی دہشتگردوں نے سکردو بلتستان میں ایسا سانحہ برپا کیا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

> سیاسی جماعتوں، این۔ جی۔ اوز، اور میڈیا کو کسی دھماکہ میں پھٹی ہوئی لاش سے اگر مذہبی پس منظر نظر آ جاتا ہے تو گلگت بلتستان سے کوہستان تک مسلمان نوجوانوں کی بے گور و کفن لاشیں نظر کیوں نہیں آتی ہیں؟

13 جولائی کو سکردو میں اہلسنت والجماعت کے المرکز الجامعۃ الاسلامیہ و دیگر دینی تعلیمی اداروں پر حملہ کر کے تباہی مچادی جب دہشت گردوں کے پاس اسلحہ اور پٹرول وغیرہ ختم ہوگیا تو کلہاڑیوں کی مدد سے مسجد اور مدرسے کی دیواروں کو توڑا گیا۔ اس طرح اہلحدیث مکتب فکر کے المرکز اسلامی پر حملہ کر کے تباہی پھیلائی گئی دونوں اداروں پر حملہ کرنے کے بعد دہشت گردوں نے مسجدوں کی الماریوں سے قرآن پاک و احادیث پاک کے ہزاروں نسخوں کو دیگر سینکڑوں دینی کتابوں کے ساتھ نکال کر نذر آتش کر کے حیوانیت کو بھی شرما دیا۔ ان تمام انسانیت سوز واقعات کے بعد قربان جائیے یہاں کے مسلم عمائدین علامہ ابراہیم خلیل، مولانا حق نواز، حافظ بلال زبیری، ڈاکٹر مولانا محمد جوہر، علامہ عبدالواحد غواڑوی جنہوں نے ہر قسم کے خون خرابے سے بچتے ہوئے اور غیر ریاستی اقدام اٹھانے سے گریز کرتے ہوئے قانونی کاروائی کے علاوہ کسی بھی تشدد کے راستے کو اختیار نہیں کیا اور انہوں نے پکا سچا محبت وطن ہونے کا ثبوت بھی دیا۔ یہ نام نہاد صوبائی پیکج ملنے سے قبل کی بات ہے لیکن صوبائی پیکج ملنے کے بعد صورت حال اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو چکی ہے۔ جہاں مسلم عوام کو آئے روز قتل کیا جا رہا ہے۔ شرپسند عناصر اس قدر بے لگام ہو گئے ہیں کہ جب اور جہاں چاہیں کسی بھی مسلم عالم اور طالب علم، یا عوام کو نشانہ بناتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

صوبائی حکومت کے تین سالوں کے دوران 2010 میں چلاس کے اندر دو عورتوں کو اور ایک معصوم بچے کو اسکے باپ کے ساتھ بے دردی سے شہید کیا گیا اور اسی سال چلاس میں ایک مسلم آفیسر کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا تھا۔

2011 کے آخر میں چلاس کے اندر ایک مسلمان راہ گیر عبدالوکیل نامی شخص کو گاڑی سے اتار کر شناختی کارڈ چیک کر کے انتہائی بے دردی سے اس کے معصوم بچے کے ساتھ ذبح کر دیا گیا جس پر بچہ چیختا و چلاتا رہا جسکو ایک مقامی خاتون نے محفوظ رکھ کر بعد میں انتظامیہ کے حوالہ کر دیا تھا۔

> ایک نام نہاد صدارتی آرڈنینس کے تحت گلگت بلتستان کو وفاقی حکومت سے الگ کر کے ایک صوبائی پیکج دے کر صوبائی نام دیا گیا تھا۔ اب اس پیکج کو وہاں کے 80 فیصد لوگ قاتل پیکج کا نام دے چکے ہیں۔

اسی سال 2011 کے آخر میں اسکردو عمر آباد سے تعلق رکھنے والے سکندر نامی مسلم نوجوان کو شہید کر کے تین دن تک اس کی لاش کو درخت پر لٹکائے رکھا گیا۔ اس کے بعد نامعلوم دہشت گردوں نے 28 فروری 2012 کو کوہستان ہربن نالہ نامی مقام پر 18 افراد کو قتل کر دیا۔ ان تمام واقعات کے

سکردو میں جب دہشتگردوں کے پاس اسلحہ اور پٹرول وغیرہ ختم ہوگیا تو کلہاڑیوں کی مدد سے مسجد اور مدرسے کی دیواروں کو توڑا گیا۔ قرآن واحادیث کے ہزاروں نسخوں کو دیگر مذہبی کتب کے ساتھ نذرِ آتش کر کے حیوانیت کو بھی شرمایا گیا۔

بعد قاتل پیچ کے سربراہوں کی نگرانی میں سرگرم ہونے والے قاتلوں نے گلگت میں 3 اپریل کو اتحاد چوک پر پرامن مظاہرین کے اوپر دستیوں اور بموں سے حملہ کر دیا۔

یہ لوگ تنظیم اہلسنت والجماعت کے نائب سربراہ مولانا عطاء اللہ ثاقب جنکو بغیر کسی مقدمے کے پچھلے دنوں سے گرفتار کیا ہوا تھا اور گلگت بلتستان میں حکومتی سرپرستی میں مسلم علما، طلبہ اور عوام کے قتل عام شروع کرنے پر انصاف کا مطالبہ کر رہے تھے۔ لیکن حکومت کی جانب داری دیکھئے کہ اتحاد چوک پر دہشت گردوں نے حملہ کر کے 9 افراد کو شہید اور 60 سے زائد افراد کو زخمی کر دیا۔ اور جب زخمیوں کو علاج معالجے کے لیے ہسپتال لایا گیا تو حکومتی پولیس نے دہشت گردوں کے ساتھ ملکر زخمیوں اور انتظامیہ پر گولیوں برسانی شروع کر دیں۔ جسکے نتیجے میں کئی اور لوگ بھی شہید اور زخمی ہوئے اس طرح دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ایک بدنام زمانہ قاتل کو علاج کے بہانے جیل سے نکال کر ہسپتال لا کر فرار کروا دیا گیا جب انتظامیہ قانون شکنی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے۔ تو اس کے ردعمل کے طور پر وہ لوگ جن کا استحصال کیا جاتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ ان کے ذہنوں میں بھی قانون شکنی کا خیال پیدا ہونا یقینی بات ہے۔ اور یوں ہر کوئی خود کو قانون سے بالاتر سمجھنے لگتا ہے۔

پوری دنیا میں عوام اپنے جائز مطالبات منوانے کے لیے پرامن احتجاج کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ پرامن مظاہرین کو تحفظ فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جب انتظامیہ قانون شکنی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے تو ردعمل کے طور پر جن کا استحصال کیا جاتا ہے ان کے ذہنوں میں بھی قانون شکنی کا خیال پیدا ہونا یقینی بات ہے۔

یہ ذمہ داری ریاستی حکام اپنے اداروں کی مدد سے انجام دیتے ہیں، مگر گلگت بلتستان میں صوبائی حکومت جس کی بنیاد ہی فرقہ واریت پر رکھی گئی ہے، اپنی ذمہ داری نبھانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ قاتل مجرم کو رہا کرانے میں ملوث ایس۔ پی۔ تنویر اور آئی۔ جی گلگت بلتستان کو قانونی سزا دینی چاہیے جو مسلسل کئی عرصوں سے، مسلمان نوجوانوں کو قتل کرنے میں شیعہ دہشت گردوں کے ساتھ ملکر کردار ادا کر رہے ہیں۔

واقعہ کوہستان کے بعد شیعہ دہشت گردوں نے گلگت میں ایک مسجد پر حملہ کر کے مسجد کو مکمل طور پر شہید کر دیا جس میں قرآن پاک کے کئی نسخے بھی شہید ہوئے سانحہ اتحاد چوک کے بعد گلگت میں جامعہ نصرت الاسلام پر حملہ کر کے تین معصوم طالب علموں کو شہید کر دیا گیا اور کئی طلبہ کو اغواء کیا گیا۔ اس سے پہلے کراچی میں 26 مارچ کو دو معصوم طالب علموں کو بھی شہید کر دیا تھا۔ اور ان سے بھی پہلے بسین سے تعلق رکھنے والے نوجوان میر سکندر اور محمد ناصر کو بھی کراچی میں شہید کیا جا چکا ہے مزید یہ کہ جس جامع مسجد گلگت میں علامہ قاضی نثار احمد خطبہ جمعہ دیا کرتے ہیں اس پر بھی شرپسندوں نے گولیاں چلائیں۔ اس طرح اسکردو میں ایک مسلم تاجر پر حملہ کر کے اسے نذر آتش کیا گیا۔

کوہستان، چلاس، گلگت، اور صوبہ خیبر پختونخواہ کے مسلمان تاجر پچھلے 30 سالوں سے یہاں کاروبار کر رہے ہیں ان سب کو سیکورٹی کے بہانے پکڑ پکڑ کر انتظامیہ کے حوالے کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں انکا یہاں داخلہ بند کیا جا سکے اس سے قبل بھی پٹھان بھائیوں کو سکردو سے نکالنے کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی جا چکی ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثریتی ضلع استور سے تعلق رکھنے والے ڈی۔ ایچ۔ او رشید احمد خان اور ضلع دیامر گوہر آباد سے تعلق رکھنے والے جج آیت اللہ۔ ایس پی بشیر اور 40 سے زائد افراد کو ہنزہ نگر میں اغواء کر کے محصور کیا ہوا ہے تھا تادم تحریر ان میں سے 33 افراد کو رہا کیے جانے کے اطلاع مل چکی ہے لیکن کئی افراد اب بھی نگر میں محصور ہیں۔

اسکردو میں مسلمان برادری عدم تحفظ کا شکار ہے لہٰذا حکومت کو چاہیے ان کی مذہبی عبادت گاہوں کے لیے سیکورٹی میں مزید اضافہ کیا جائے۔ تاکہ دوبار 13 جولائی والا واقعہ رونما نہ ہو سکے مزید یہ کہ عوامی جان و مال کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے۔

ابھی تک گلگت میں مسلمان تنظیم اہلسنت والجماعت کے نائب سربراہ اعلیٰ علامہ عطاء اللہ ثاقب کو گرفتار کر کے جیل بند کیا ہوا ہے اور باقی قیادت کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ جبکہ اہل تشیع حضرات کے عام لوگوں کو گرفتار کر کے خانہ پری کی جا رہی ہے۔ یہ تو مسلم قوم کے خلاف جاری قتل عام کی کچھ جھلکیاں ہیں جو فراہم شدہ معلومات کی بنا پر ترتیب دی گئی ہیں باقی اللہ خیر کرے 10 دنوں سے گلگت میں کرفیو نافذ ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ یہاں کے علاقائی اخباروں کے علاوہ بعض قومی اخبارات بھی اس سارے معاملے میں جانب داری سے خبریں نشر کر رہے ہیں۔

میڈیا جو اسلام پسندوں کو ناکردہ عمل کی بھی سزا دیتا ہے اور کسی بھی واقع کی آڑ میں اپنی آزادی کے نام پر غیر شرعی امور پر پھیلائے چیختا اور چلاتا ہے۔ میڈیا کو کسی دھماکہ میں پھٹی ہوئی لاش سے اگر مذہبی پس منظر نظر آ جاتا ہے تو گلگت بلتستان سے کوہستان تک مسلمان نوجوانوں کی بے گور و کفن لاشیں نظر کیوں نہیں آتی ہیں؟ معمولی سی خبر پھیلانے والے ٹی۔ وی چینلو کے اینکر پرسنز مسلمانوں کے قتل عام کے انسانیت سوز سانحہ پر صرف نظر کیوں کیے ہوئے ہیں؟۔ اور نام نہاد سیاسی و مذہبی جماعتیں جو آئے روز پاکستان میں انقلاب کی باتیں کرتے ہیں اور مختلف این۔ جی۔ اوز جو انسانیت کے نام پر چیختی چلاتی پھرتی ہیں انکو یہ انسانیت سوز سانحات نظر کیوں نہیں آتے اور لبوں پر مہریں لگائے کیوں بیٹھی ہیں۔

گلگت بلتستان کا یہ علاقہ جنگی اور دفاعی اعتبار سے پاکستان کے اہم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں دنیا کے بلند ترین جنگی محاذ کارگل، سیاچن، کھرمنگ موجود ہیں اور علاقے کی سرحدیں روس، چین، بھارت، کشمیر، افغانستان کے سرحدی علاقوں سے بھی ملتی ہیں لہٰذا یہاں پر پائیدار امن قائم کرنا ہم سب کا ذمہ داری ہے۔ امن وامان کے لیے تین گزارشات پیش خدمت ہیں۔ جن پر عمل کیا جائے تو انشاءاللہ امن وامان بحال ہو سکتا ہے۔

(ا) 2005 میں جو امن کمیٹی بنائی تھی اسکو دوبارہ بحال کیا جائے یا کم از کم اس میں موجود یہ شق کہ تمام مذہبی عبادات اور رسومات صرف مذہبی عبادت گاہوں میں ہی

باقی ۔۔ 25

شیعیت کو چھوٹا دشمن سمجھنے والوں کو

غور فکر کی دعوت

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

دین اسلام کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک سازش تقریباً چودہ سو سال سے دین اسلام کا نام استعمال کر کے دین اسلام کی بنیادیں کمزور کر دینے والا گروہ شیعیت کے بارے میں اکابرین اسلام علماء امت محمدیہ فقہاء عظام مجتہدین کرام مفتیان محترم کے واجب التعظیم اقوال، فیصلہ جات پر مشتمل علمی دستاویز

تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ:

بانی فرقہ سبائیت عبداللہ بن سبا علیہ ما علیہ نے اسلام کے وسیع پھیلاؤ سے تنگ آ کر اسلام کو بزعم خویش ختم کرنے کی ایک مذموم سعی کی بنیاد اسلام کے نام سے ہی رکھی اس لیے دنیاء اسلام دھوکا کا شکار رہی اہل اسلام سبائیوں کو ان کے جھوٹے دعاوی سے مسلمان سمجھتے رہے جب کہ حقیقت میں شیعہ اہل اسلام کو اسلام کے مبارک نام پر اسلام سے بدظن کرنے کی ایک بدترین تحریک کی داغ بیل ڈالتے رہے۔ اس گروہ دشمن نے اپنی اسکیم سے اسلام کے خلاف ایسا

> **جو نسبت صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے قطعاً اور یقیناً کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی عمل کو قرآن مجید نے بعد میں اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل تو اور لوگ بھی کرتے رہے مگر واللہ مقام صحابیت کو ہرگز ہرگز نہ پہنچ سکے۔**

لٹریچر تیار کر لیا جب کہ یہ اسلام دشمنی لٹریچر جسے وہ تاریخ کا نام دیتے ہیں۔ تیار ہی اس غرض کے لیے کیا گیا تھا کہ العیاذ باللہ اسلام کا مجموعی طور پر بیڑا ہی غرق کر دیا جائے، ہائے افسوس کہ مسلمان اپنی نیک نامی کے باعث ہمارے اہل قلم اور مبلغین نے اس گروہ شیعیت کو سمجھنے کی بجائے دھوکے کا شکار ہو کر ان کی خود ساختہ تعلیمات کے مطابق مکھی پر مکھی مارتے رہے جب کہ شیعوں کا تیار کردہ لٹریچر اسلام قرآن و احادیث اور پوری امت محمدیہ کے جمیع ارکین کے خلاف ایک اسلام دشمنی پلندہ تیار ہو کر میدان میں آ گیا تو دردمنداں اسلام نے اسے ملاحظہ کیا تو انکا کلمہ طیبہ بھی الگ اذان بھی الگ اور نماز بھی الگ جنازہ بھی مختلف، نظام زکوٰۃ بھی مختلف اسلامی آئین سے ان کا آئین بھی مختلف احادیث کا انکار، قرآن پاک کا انکار، جھوٹ بولنا جائز جسے تقیہ کا فرضی نام دیا گیا زنا جیسی بدکاری جو کسی کے ہاں بھی مباح نہیں جسے یہود، ہندو، عیسائی ہر کوئی حرام سمجھتا ہے وہ بھی متعہ کے نام سے جائز، حج اور عمرے کے احکامات بھی مختلف۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو مغفرت، اجر عظیم، بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام کے دخول ابدی کے وعدے کئے ہیں شیعیت کے نزدیک اللہ پاک کے یہ جمیع وعدے العیاذ باللہ جھوٹے ہیں نیز حضرت نبی کریم ﷺ کے فرمودات کہ "مَنْ ذَانِیُ فِی الْجَنَّة" اور بفرمان حضرت محمد ﷺ کہ صحابہ کرامؓ کی توہین کا مرتکب جو بھی ہو گا اس پر اللہ پاک' انبیاء کرام علیہم السلام' ملائکہ مقربین' زمین و آسمان اور ان کے زیر سایہ جمیع مخلوق کی لعنت رہا کرتی ہے۔

الختصر امت محمدیہ ملت اسلامیہ اور فرقہ جعفریہ کا اسلام کے کسی ایک جزو پر بھی تلاش بسیار کے باوجود اجتماع اللہ کی وحدانیت' نبی علیہ السلام کی رسالت' صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت، قرآن پاک کی صداقت اور جمیع اسلامی نظریات میں ملنا محال اور ناممکن ہے جب شیعیت کا امت محمدیہ کے اسلام کے ساتھ کہیں بھی اجتماع نہیں ملتا تو شیعہ ملت اسلامیہ کے ساتھ بزعم خویش اپنے آپ کو کس طرح منسلک کر کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے داعی ہو سکتے ہیں؟

برصغیر پاک و ہند میں بھی یہ سبائی ٹولے 1947ء سے پاکستان میں اسلامی نظام کی شاندار عظیم الشان آمد کو روکنے کے لیے تا حال ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں مگر آہ وائے افسوس کہ ایسے حالات کا مشاہدہ کر کے بھی ہمارے اہل قلم اور مبلغین کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ واضح رہے جیسا جمیع غیور اہل سنت بخوبی جانتے ہیں کہ رافضی شیعہ یہودیت ہی کی پیداوار ہے اس لیے یہ بھی بفرمان حضرت محمد ﷺ "اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ" کی ایک خطرناک شاخ شیعہ دیگر کفریہ طاقتوں سے بھی اسلام اور اہل اسلام کے لیے زیادہ بدترین دشمن اسلام ہے۔

شیعیت کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ رائی کے دانے کی سفیدی کے برابر بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا اگر شیعہ کو اسلام یا اہل اسلام کے ساتھ معمولی سا تعلق بھی ہوتا تو قرون اولیٰ سے لے کر تا حال وہ اس طرح مسلمانوں کی خون ریزی ہرگز ہرگز نہ کرتا۔

قرآن پاک میں انعامات الٰہی کے مخاطب اول صحابہ کرامؓ ہیں

صحابی کی تعریف علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے یوں لکھی ہے کہ "من تعیه فی حیاته مومنابه ومات علیه" یعنی جس مقدس ہستی نے حضرت نبی کریم ﷺ کی حیات مبارک میں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت عظمیٰ ملاقات کی اور اسی پر وفات ہوئی اسی جامع تعریف سے یہ زرین اصول اخذ ہوا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی نسبت مبارک سے دیکھا جائے کہ یہ مقدس حضرات کسی مقدس حضرت ﷺ کے صحابی ہیں دوسرا عمدہ اصول ان کی دوسری عظیم الشان نسبت "حزب اللہ" ہونا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ارشاد فرمایا "اُولٰئِکَ حِزْبُ اللہ" یہ لوگ اللہ پاک کی جماعت کے اولین رکن ہیں۔

اس لیے اللہ پاک نے قرآن کریم میں ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کی جگہ جگہ حمد و تعریف فرمائی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ایمان۔ اور حقیقی تقویٰ کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے معیار اور ان کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کی اتباع نہ کرنے والوں کو اللہ پاک نے جہنم

کی وعید اور متعدد اقسام کے عذابات میں مبتلا ہونے کے واقعات بیان فرمائے ہیں صحابہ کرامؓ کی تصدیق کو بھی معیار حق بنایا صحابہ کرامؓ کی عزت احترام واکرام کو بھی اپنی عزت اور احترام واکرام اور اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی عزت احترام واکرام کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ اس لیے کہ جو

قرآن کریم میں صحابہ کرام کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا......

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ الآيه

(صحابہ کرامؓ) اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرتے ہیں (اللہ پاک کی رضا کے لیے) مارتے ہیں اور خود بھی مرتے

یہ تعریفی سند نبی کریم ﷺ نے ان کو عطا فرمائی ہے جب کہ ابھی تک وہ خلافت کے عظیم الشان منصب پر فیض یاب بھی نہیں ہوئے تھے بعد میں اس کا علمی تجربہ ہوگیا تھا مسلمانوں کے علاوہ روم کے لاٹ پادری نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظمؓ کی

شیعیت کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ رائی کے دانے کی سفیدی کے برابر بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا

نسبتیں ان حضرات صحابہ کرامؓ کو حاصل ہیں وہ قطعاً اور یقیناً اور کسی کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ عمل کو قرآن مجید نے بعد میں اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل تو اور لوگ بھی کرتے رہے مگر واللہ اس شرف اور مقام صحابیت کو ہرگز ہرگز نہ پہنچ سکے اور اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ کے مطابق کوئی بڑے سے بڑا اولیاء اللہ بھی اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو ذلت و رسوائی اور کفر و فسق کا سرٹیفکیٹ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْا۔

یہ جہاں کہیں بھی ہوں ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے یہ آیت مبارکہ بڑی طویل ہے مگر حالات و کوائف اس کے شاہد ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے ان بدترین دشمنوں کو آج تک کہیں بھی عزت نہیں ملی اور نہ ہی تا قیام قیامت عزت ان کے مقدر میں ہو سکے گی۔ رسوائی سائے کی طرح ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔ کیونکہ یہ اللہ پاک کا فیصلہ ہے کہ جب تک یہ ایمان لا کر اسلام میں داخل نہ ہو جائیں گے اور صحابہ کرامؓ کا احترام کرنے کا قلبی عہد نہ کریں گے آیت کے الفاظ گو عام ہیں مگر یہ خاص مفہوم لینا درست ہے آیت مبارک کے سیاق و سباق بتا رہے ہیں کہ اس کے اول مصداق صحابہ کرامؓ کے دشمن اور صحابہؓ کے بعد دوسرے مراد ہیں اس لیے کہ آیت میں صحابہ کرامؓ کی کامیابی کا ذکر اور ان کے دشمنوں کی بر[illegible] [illegible] تو ید کا شاندار بیان مذکور ہے پھر حاسدین و [illegible] ن صحابہ کرامؓ کے ذکر کے [illegible] حق کے حقیقی طالبین [illegible] صحابہ کرامؓ کی مقدس [illegible] میں داخل ہونے کے لیے کچھ شرائط بیان فرمائی ہیں [illegible] جو لوگ بھی حزب اللہ میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو [illegible] کی تابعداری لازمی اور ضروری ہے۔

وہ خوشبو ہیں کرن ہیں چاندنی ہیں
[illegible]ی کو اعتبار آئے یا نہ آئے

ہیں وہ موت سے ڈرتے نہیں بلکہ موت کے حقیقی طالب ہیں اسی مفہوم میں اسلامی فوج کے سربراہ سیدنا حضرت سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے ایرانی فوج کے کافر سربراہ کو لکھ کر حیران کر دیا تھا کہ ”خبردار میرے ساتھ ایسی قوم ہے (صحابہ کرامؓ) جو موت کے ساتھ ایسے محبت کرتی ہے جیسے تم (کفار) زندگی سے محبت کرتے ہو“۔ (ابن خلدون)

قرآن کریم سے بوقت مطالعہ صحابہ کرامؓ کے ایسے واضح اور روشن اوصاف واضح ہوتے ہیں جن کا انکار صرف ایک مخصوص بدقسمت گروہ کے اور کوئی کافر بھی ہرگز نہیں کر سکتا ہاں اس قدر قرآنی بدیہیات اظہر من الشمس دلائل کسی شپرہ صفت محروم القسمت کو نظر نہ آئیں۔ تو یہ ان کی بدقسمتی ہے۔

اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور حقیقت میں:

ہو بہو قرآن کی تفسیر اصحابؓ رسول
بے گماں اسلام کی توقیر اصحابؓ رسول
عزت اصحابؓ ہے عزت رسول اللہ کی
ہے ستاروں سے فزوں اصحابہؓ رسول
آج تک ان کا کوئی ہمسر نہیں پیدا ہوا
اسوۂ حسنہ کی ہیں تصویر اصحابؓ رسول

صحابہ کرام کے بدترین دشمنوں کو آج تک کہیں بھی عزت نہیں ملی اور نہ ہی تا قیام قیامت عزت ان کے مقدر میں ہو سکے گی رسوائی سائے کی طرح ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔

خود آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں اپنے خلفاء کی پیروی کو بعد میں آنے والے عام مسلمانوں کے لیے لازم قرار دیا ہے فرمایا......

”کہ میری اور میرے بعد میرے خلفائے راشدینؓ جو ہدایت یافتہ ہیں کی پیروی تم پر لازم ہے“۔

شہادت پر جو کہ ایک ایرانی فیروز ابو لولو ملعون کے ذریعہ ہوئی ایک پتھر پر درج ذیل عبارت کندہ کرا کر گرجے میں چسپاں اور نصب کرائی تھی کہ یادگار رہے وہ عبارت یہ تھی......

ترجمہ:...... اگر ایک عمر دنیا میں اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا سے کفر نیست و نابود ہو جاتا“ اولیک آبائی فجئنی بمثلهم ” جب یہ معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرامؓ اللہ پاک کی مخصوص و وفادار پیاری سی جماعت تھی جن پر حسد کرنا ان کو ایذا دینا ان کے خلاف گالی گلوچ کا بازار گرم رکھنا بہتان تراشی کرنا وغیرہ اللہ پاک نے خود اپنی اس جماعت صحابہ کرامؓ کے خلاف ایسے امور قبیحہ کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ایسے گندے الزامات لگانے والوں کو سزا کا بھی مستحق قرار دیا ہے۔ ایسے مجرموں کو اللہ پاک جنگ کی وعید ان مقدس الفاظ میں دیتا ہے۔

ترجمہ:...... ” جو لوگ مومن مردوں اور مومنات عورتوں (صحابہ کرامؓ اور اصحابیات) کو بغیر کسی جرم کے جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں تو گویا ان بدبختوں نے جھوٹے طوفان اور صریح گناہ کا ارتکاب کیا“ (الاحزاب ۲۴/۷)

اس کی تشریح تفسیر ابن کثیر میں دیکھ لیجیے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا ہے کہ وقت کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ اپنی رعایا کی مال و جان عزت و آبرو کی مکمل حفاظت کریں ورنہ وہ حکومت بھی مجرم ہوگی یہ الفاظ اگرچہ عام ہیں مگر اس سے اللہ پاک کو مراد صحابہ کرامؓ ہیں اس لیے کہ مدینہ کے منافق صرف اور صرف صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو ہی نقصان پہنچایا کرتے تھے حتیٰ کہ صحابیاتؓ کو راہ چلتے وقت چھیڑتے تھے جیسا کہ آج کل بھی یہ مخصوص گروہ صحابیات بلکہ امہات المومنین مخصوصاً افضل النساء علی العالمین بی بی اماں عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ کے خلاف منافقین معاندین کافرین مشرکین نے جو جھوٹے الزامات لگائے جن کی تردید بڑی تفصیلی وضاحت سے خود اللہ پاک نے سورۃ نور کے ایک

CamScanner

بڑے حصے میں کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ھذا بھتان عظیم " کہ یہ ایک بہت بڑا جھوٹا بہتان ہے اللہ رب کائنات نے ایسے خبیث مجرموں کے لیے اس سلسلے میں ان کی خود سزا تجویز فرمائی ہے کہ ان پر حد قذف کی سزا اسی (۸۰) درے لگائے جائیں گے آج بھی اللہ پاک کے اسی بنائے ہوئے قانون پر کم از کم۔

چیف جسٹس صاحب پاکستان خود ایسے سخت ترین جرم کا ازخود نوٹس لے کر اس خدائی اعلان کے مطابق ان کو سزا دیں تو ملک امن وبرکات کا ایک عظیم الشان خطہ پوری دنیا کے سامنے اپنا وجود قائم رکھ سکتا ہے۔ مگر ہائے افسوس کہ اس اسلامی ملک جس کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر رکھی گئی تھی۔ اسے ملاحظہ کر کے جسم میں کپکپی پیدا ہوتی ہے۔ جور وستم کی انتہا ہے کہ ہر کہ وصہ رذیں ترین منکرین عظمت صحابہ کرامؓ شیعہ مسلک کے ذاکر اور ان کی عوام بڑی گندی زبان سے ان مقدس حضرت پر کیچڑ اچھال رہی ہے۔ معاف کرنا اس سلسلے میں اپنے لوگوں پر بھی افسوس ہے اپنوں کی سرد مہری بھی ملاحظہ کر کے شیخ سعدیؒ کا ارشاد مبارک۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند۔
سعدی از دست خویش تن فریاد

اب وقت ہے کہ ہم سب خدام اسلام خدام صحابہ کا کردار ادا کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر حضرت نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ اسوہ حسنہ تک رسائی حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کی سعادت حاصل کریں جو ہم کو منزل مقصود تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس کے بغیر منزل مقصود یعنی اسلامی آئین تک رسائی قطعاً نا

جب شیعیت کا امت محمدیہ کے اسلام کے ساتھ کہیں بھی اجتماع نہیں ملتا تو پھر اپنے آپ کو کس طرح ملت اسلامیہ کے ساتھ منسلک کر کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے داعی ہو سکتے ہیں؟

مرقوم ہیں جن سے اہل حق کی دل آزاری اور اس ملک کی قانون شکنی ہو رہی ہے۔ اس گندی زبان کے پلندے کو جب بحر العلوم امیر المتکلمین مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ روح اللہ روحہ ونور اللہ مرقدہ نے پاکستان کے سابق، چیف جسٹس جناب محترم سجاد علی شاہ کے سامنے شیعہ خرافات برائے صحابہ کرامؓ پیش کیں تو پاکستان کے محترم سابق چیف جسٹس کی آنکھوں سے بارش کی مانند افسوس سے آنسو بہنے لگے تحفظ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح ہے جس کی شیعی معتبر کتب میں دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جب اہم مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے خلاف جھوٹے نبیوں نے آواز بلند کی تو خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سیکڑوں حفاظ قرآن مجید صحابہ کرامؓ شہید کرا کر تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ فرمایا اس سلسلے میں ایک عورت نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جب اس کے پاس اہل حق نے نبی پاک ﷺ کی ختم نبوت کا پیغام پہنچایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "لا نبی بعدی " تو اس چالاک عورت کاذبہ نے فوراً کہا کہ میں اس کی منکر نہیں ہوں نبی پاک ﷺ نے فرمایا "لا نبی بعدی" آپ نے یوں نہیں فرمایا کہ "لا نبیة بعدی " کہ میرے بعد کوئی عورت بھی نبی یعنی نبوت میں آئے گی۔ میں نے تو نبیۃ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو اسلام کے خلاف نہیں تو اہل حق نے اس دجال عورت کا منہ قرآن پاک کی اس آیت

ہو چکا تھا۔ ایک ساتھی نے سیدنا حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ کو اپنے علاقہ میں شیعیت کی تبلیغ واشاعت کے واقعات سنا کر بہت ہی بڑی پریشانی کا اظہار کیا تو حضرت سیدنا امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ تم یہ بات اب سوچ رہے ہو؟ یہ تو جب پاکستان بنا اسی وقت ہی ہم سمجھ گئے تھے کہ اب حکومت دو گروہوں کے قبضہ میں ہوگی۔ شیعہ اور مرزائی شیعہ زیادہ ہیں اور مرزائی کم مگر خطرہ ان سے زیادہ ہے باقی یہ خیال اب دل سے نکال دو کہ شیعہ کسی بھی گوشہ میں تمہاری رعایت یا مدد کریں گے۔ وہ (یعنی شیعہ) صرف اپنے ہیں اور کسی کے نہیں صوبوں سے لے کر مرکز تک وہی (یعنی شیعہ) قابض ہیں۔ باقی رہا قرآن اور اسلام تو سمجھ لو کہ اب جب تک ان کا بس ہے وہ ان کو فیل کر کے رہیں گے تمہیں تو معلوم نہیں پچھلے سال اسی غضنفر نے راولپنڈی میں خاص طور پر میرا نام لے کر یہاں تک کہا ہے کہ وہ زمانہ اب گیا جب بخاری قرآن سنا سنا کر...... لوگوں کو اُلّو بنایا کرتا تھا اب پاکستان بن گیا ہے اور یہاں ان چیزوں کی اب کوئی ضرورت نہیں اور کوئی گنجائش نہیں تو دین کا انجام اب خود سمجھ لو کہ کیا ہوگا؟ اس گفتگو کے تاثر میں ہی ایک روز محترم سیدنا حضرت امیر شریعتؒ نے درج ذیل منظوم کلام لکھ کر حقیقت کی واضح ترجمانی فرمائی شاہ جیؒ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں۔ اور شیعہ کو چھوٹا دشمن سمجھنے والوں کی غلط فہمی کے ازالے کی ان کو ضرور دعوت دیں۔

تبرائیو! اب تبریٰ کرو...... گیا وقت قرآن خوانی گیا
کرو گو بگو یا علی یا علی...... کہ اب ذکر اول وثانی گیا

عبداللہ بن سبا نے اسلام کے وسیع پھیلاؤ سے تنگ آ کر اسلام کو ختم کرنے کی ایک مذموم سعی کی بنیاد اسلام کے نام سے ہی رکھی اس لیے اہل اسلام سبائیوں کو ان کے جھوٹے دعاوی سے مسلمان سمجھتے رہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔

ممکن ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بو لہبیست

مصیبت یہ ہے کہ تعصبات نے حق سمجھنے سے بھی عاری کر دیا ہے۔ اب اس کے بغیر کیا کہوں کہ

ان کنت لاتدری فتلک مصیبته
و ان کنت تدری فالمصیبته اعظمۂ

شیعیت کی ہزاروں خرافات ان کی متعدد کتب میں مبارک سے بند کر دیا کہ "اللہ پاک کا فرمان ہے "وَمَا ارسلنا قبلک الا رجالاً نوحی الیهم " کہ آپ ﷺ سے قبل جمیع انبیاء کرام مردوں سے ہی آئے ہیں۔ عورتوں سے کوئی نہیں اب بھی شیعہ اپنے بارہ اماموں کو انبیاء سے بھی افضل بلکہ حلت وحرمت کے بھی حامل نظریات پھیلائیں تو ان کو اجازت ہے اور جو ان کے خلاف آواز بلند کرے تو افسوس ان کے اپنے حضرات بھی مخالف ہیں۔

شیعیت کا فروغ تو قبل از تقسیم ملک واضح اور عیاں

(بحوالہ سوانح الالھام ص 129 شاہ جی کا مجموعہ کلام)

سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ:

اسماء الرجال کے معروف امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص گالیاں بکتے بکتے داماد نبی ﷺ حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچ جائے وہ اسلامی قانون کے تحت سخت ترین سزا کا مستحق ہے ویسے کسی بھی صحابی کو گالیاں دینے والا دجال ہے اس کی روایت کردہ حدیث قطعاً نقل نہ کی جائے صحابہؓ کو برا کہنے والے پر اللہ پاک اور فرشتوں کی لعنت

ہو۔ ملاحظہ فرمایا کہ فن رجال کے مشہور امام حضرت امام یحییٰ بن معینؒ اپنے مخصوص فنی انداز فکر کے پیش نظر واضح طور پر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور صحابیاتؓ کو گالی دینا ہر لحاظ سے قابل سزا جرم ہے کسی بھی صحابی کو گالی دینے والا دجال ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔

اب غور وفکر کی یہ بات ہے کہ تقریباً جمیع اصحاب علم مفسیرین محدثین فقہاء کرام تو منکرین اور معاندین صحابہ کرامؓ کو دجال، کافر، فاسق، فاجر سمجھتے ہیں مگر کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چھوٹے دشمن ہیں کم از کم ہماری سمجھ سے ان کی یہ نرالی منطق نا قابل فہم ہے ایسا فتنہ جس نے اللہ پاک کی توحید، نبی ﷺ کی ختم نبوت، صحابہ کرامؓ کی عظمت اور پورے دین اسلام کے ہر ایک رکن کی تحریف کر کے دین اسلام کو مذاق بنا دیا ہو۔ وہ اسلامی نقطہ نظر سے تمام آیمہ دین کے نزدیک اسلام کا بدترین دشمن اور اسلام کا بہت بڑا دشمن ہے، جس کے ساتھ اتحاد، اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔

لطیفہ...... کہتے ہیں کہ ایک قصائی قیمہ فروخت کر رہا تھا۔ اور آوازیں لگا رہا تھا کہ قیمہ لے لو قیمہ لے لو۔ ایک آدمی نے دریافت کیا کہ یہ کس چیز کا قیمہ ہے قصائی نے کہا کہ جھوٹ نہ بلواؤ یہ کس مختلف جانوروں کا قیمہ ہے اس نے کہا کہ کیا مطلب؟ قصائی نے کہا کہ ایک ٹانگ بکری کی ہے، ایک ٹانگ اونٹ کی ہے، اور ایک ٹانگ گائے کی ہے ایک ٹانگ بھینس کی ہے اور افسوس کہ ایک ٹانگ کتے کی بھی ہے۔ تو اس نے مزاحاً ہنستے ہوئے کہا کہ یہ قیمہ ہے یا متحدہ مجلس عمل ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مخالفین کو اپنے اس کردار سے ہم خود مذاق اڑانے کی دعوت دے رہے ہیں۔

شیعہ تحریک کب شروع ہوئی:

ویسے یوں تو اسلام کے خلاف یہودیوں کی یہ تحریک عہد نبوی کے آخری دور میں شروع ہو چکی تھی پھر خلیفہ دوم امیر [illegible] ن سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی شہادت میں بھی ا[illegible] یک کے ایرانیوں کا ہاتھ تھا لیکن اس وقت تک یہ تحر[illegible] بر زمین کام کر رہی تھی خلیفہ سوم امیر المومنین داماد [illegible] نا حضرت عثمان غنیؓ کے آخری سالوں میں اس تحریک [illegible] اس وقت تک انڈر گراؤنڈ تھی اپنے بال و پر نکالنا شر[illegible] اور عبداللہ بن سبا یہودی کی قیادت میں ابھر کر اور [illegible] ہو کر بزعم خویش اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے [illegible] میں کود پڑی بالآخر اسی تحریک کے ہاتھوں سیدنا حضرت عثمان غنیؓ بڑی بے دردی اور ان دہشت گردوں کے ظالمانہ قتل سے شہید کر دیئے گئے اس کے بعد اسی ظالم فاسق فاجر اور کافر تحریک نے سیدنا حضرت طلحہؓ، سیدنا

روم کے ایک لاٹ پادری نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد ایک پتھر پر "اگر ایک عمر دنیا میں اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا سے کفر نیست و نابود ہو جاتا" کندہ کرا کر گرجے میں نصب کرائی تھی۔

حضرت زبیرؓ، سیدنا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ، شباب اہل الجنۃ سیدنا حضرت حسینؓ کو بھی شہید کر دیا۔

انہوں نے سیدنا حضرت شباب اہل الجنۃ حسنؓ بن علیؓ کو پہلے بہت ہی تنگ کرنا شروع کیا جب انہوں نے امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے ان کی بیعت کر لی تھی تنگ کرتے کرتے گالی گلوچ پر اتر آئے پھر آخر آپؓ کو زہر دے کر شہید کر دیا اس ظالم جابر تحریک عدوان صحابہ کرامؓ سے متعلق آنحضرت ﷺ سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میرے صحابہ کے آخری دور میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہوگا جو صحابہ کرامؓ کی بدگوئی کرے گا۔" فلا تجا لسو هم "تم نہ ان کے ساتھ اٹھو نہ بیٹھو" فلا تو اکلوهم ولا تشار بواهم "نہ تم ان کے ساتھ کھاؤ نہ پیو" فلا تنا كحو اهم "نہ ہی ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرو" واذا مرضو افلا تعو دو هم "نہ ہی تم ان کے مریضوں کی عبادت کرو، واذا مـاتـو افلا تصلوا عليهم "نہ ہی تم ان کی نماز جنازہ پڑھو" ولا تدفنوا فى مقابر المسلمين "نہ ہی ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو" فاذ اليقتمو هم فلا تسلموا عليهم "اور جب یہ ملیں تو ان کو السلام علیکم بھی نہ کہو۔ فرمایا اس کی وجہ یہ

صحابہ کرامؓ کو حضرت نبی کرام ﷺ کی نسبت مبارک سے دیکھا جائے کہ یہ مقدس حضرات کس مقدس نبی ﷺ کے صحابی ہیں دوسری عظیم الشان نسبت "حزب اللہ" ہونا ہے

ہے کہ "فانهم ليبون ابا بكر و عمرؓ"

(نوٹ):...... یہ روایت مختلف الفاظ میں مختلف کتب میں مرقوم ہے جس میں سے سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی پیران پیر علیہ الرحمتہ نے بھی اس کا ایک حصہ اپنی مشہور تصنیف غنیۃ الطالبین میں بھی درج فرمایا ہے اور اکابرین امت علیھم الرحمتہ اس کو ہر دور میں بیان کرتے چلے آ رہے ہیں۔ نیز پیران پیر حضرت سید جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ...... شیعہ بدترین خلایق ہیں کیونکہ تقیہ (جھوٹ) اور متعہ (زنا) کو کار ثواب سمجھتے ہیں۔

حضرت امام ابن تیمیہؒ نے شیعوں کی رد میں اپنی ایک عظیم الشان کتاب منہاج السنۃ لکھی ہے جو کئی جلدوں میں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ تمام بدعتی فرقوں میں بدترین فرقہ کے یہ لوگ ہیں جو پیغمبر ﷺ کے اصحابؓ سے بغض رکھتے ہیں۔ جب کہ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں اس فرقے کا نام کفار رکھا ہے۔ فرمایا...... "لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ" سیدنا حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی بہت مشہور کتاب تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہے کہ نظریہ امامت کو تسلیم کر کے شیعہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور لکھا ہے کہ نظریہ امامت کو ماننے والے شیعہ زندیق ہیں۔

قارئین محترم ان مختصر ترین آیمہ دین کے اقوال میں آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ مسلمانوں کے اسلاف، بزرگان دین کے نزدیک شیعہ گروہ کا فتنہ دیگر جمیع فتنوں سے بہت ہی بڑا فتنہ ہے مگر نہ جانے کیوں موجودہ حضرات ایسے دین اسلام کے بہت بڑے دشمن کو چھوٹا دشمن قرار دے کر شیعہ نوازی میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت، توحید رب العلمین اور پورے اسلام کی ضمناً مخالفت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جب کہ پوری دنیا کے اہل علم حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مغل شہنشاہ اکبر سے لے کر آخری تاجدار دکن تک اور ان سے قبل اور بعد کے جتنے بادشاہ اور حکمرانوں نے شیعیت کی سرپرستی کی اس کی واحد وجہ یا تو شیعوں کے گندے عقیدہ متعہ اور تقیہ کی لذت تھی یا شیعوں کی بے راہ روی یا شیعوں کی اسلام دشمنی اس لیے فروع کافی میں انہوں نے امام باقر کا ایک فرضی خطرناک بیان شائع کیا ہے......

"اِنَّ النـاس كُلهُمْ اولاد بغايا ماخلا شيعتنا"

یعنی! شیعوں کے علاوہ باقی سب فاحشہ کنجری عورتوں کی اولاد ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

میری کہانی میری زبانی

کہانی علی معاویہ

ترتیب: میاں ذوالفقار علی

اپریل کے آخری ہفتے راجن پور کے دیہاتی علاقے سے میرے ایک دوست کا فون آیا کہ ہماری بستی میں ایک پڑھا لکھا نوجوان شیعہ مذہب سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا ہے۔میں نے اس نومسلم شیعہ نوجوان سے ملاقات کرنے کا وعدہ کرلیا۔قریباً تین دن بعد راجن پور سے مغرب کی طرف ایک گاؤں بھیٹ سونترہ سے آگے موضع غزلانی کے قریب بستی میں پہنچ گیا۔یہ بستی قریباً 50 گھروں پر مشتمل چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں پر تمام لوگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔بہت بڑا امام باڑہ ہے اس بستی کے ساتھ ایک بہت بڑا میدان ہے۔جہاں بہت پہلے زمانے میں ہر سال واقعہ کربلا کا منظرنامہ پیش کیا جاتا تھا۔

ایک طرف یزید کی فوجیں تو دوسری طرف حضرت حسینؓ کے قافلے کا پورا منظرنامہ دکھا کر لوگوں کو رلایا جاتا تھا۔حضرت حسینؓ کا گھوڑا ایسا سدھایا ہوا ہوتا تھا کہ وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے قافلے کے ہر فرد کے آگے جھک کر حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر سناتا تھا اور زاروقطار روتا جاتا تھا۔گھوڑے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے ہوئے آنسو اور اس منظر کو دیکھ کر سخت سے سخت دل بھی آہیں بھر کر رونے لگتا تھا اب تو نہ وہ گھوڑا رہا اور نہ وہ لوگ۔قیام پاکستان سے بہت پہلے وہ گھوڑا مر گیا تھا۔اور اس گھوڑے کو اس کام پر سدھانے والے اور سارا منظرنامہ پیش کرنے والے لوگ بھی اب جہنم رسید ہو چکے ہیں۔

اس بستی کے امام باڑے کے ساتھ ہی نومسلم ناظم عباس جس نے اپنا نام علی معاویہ رکھ لیا ہے کہ آباؤاجداد کی بہت بڑی حویلی ہے۔میں اس بستی میں پہنچا تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔علی معاویہ سے ٹیلی فون پر تعارف ہو چکا تھا۔علی معاویہ کے ساتھ بات چیت کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ یہ بہت پڑھا لکھا نوجوان ہے اس نے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔اور کراچی میں کسی غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازم ہے۔اور پندرہ دن کی چھٹی پر اپنے گھر آیا ہوا ہے۔

خاندانی پس منظر کے سوال پر پتہ چلا کہ یہ لوگ کئی پشتوں سے شیعہ چلے آرہے ہیں۔علی معاویہ نے بتایا کہ ہمارے علاقے میں غلام عابد شاہ وڈیرے کے آباؤاجداد کا مکمل ہولڈ تھا۔ان کی مرضی کے بغیر کوئی پر بھی نہیں مار سکتا تھا۔ شیعہ مذہب کے علاوہ کسی مذہب کا ہمیں کوئی تعارف نہ تھا۔ شیعہ مذہب سے تائب ہونے کے سوال پہ کہا کہ میٹرک تک راجن پور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ماموں کے ہاں کراچی چلا گیا۔ماموں کے بیٹے غلام رضا کاظمی کے ساتھ گورنمنٹ کالج لانڈھی فسٹ ائیر میں داخل ہو گیا۔ بالآخر 1990 میں جامعہ کراچی سے ایم بی اے کی ڈگری لے کر ایک انٹرنیشنل انڈسٹریل گروپ کے شعبہ بزنس میں ملازمت اختیار کر لی۔میرے ماموں کا بیٹا غلام رضا لیور برادرز میں بطور سیل مین کام کرنے لگا۔

ایک دن غلام رضا میرے پاس آیا اس نے کہا میں تمہارے لیے بہت بڑا تحفہ لے کر آیا ہوں۔اس نے خوبصورت ڈبے میں پیک' ایک کیسٹ دی اور کہا کہ یہ فارغ وقت میں بڑے غور سے سننا۔میں نے ڈبہ کھولے بغیر وہ کیسٹ ٹیبل کی دراز میں رکھ دی' دن گزرتے رہے بعد میں مجھے پتہ چلا کہ غلام رضا کا سپاہ صحابہ کے نوجوانوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے۔ایک روز میرے ماموں ہمارے گھر آئے اور رونے لگے میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا لانڈھی میں دہشت گردوں کے ایک جلسہ کے دوران غلام رضا نے سنی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔جس سے ہمارے سارے گھر والے اور تمام رشتہ دار بہت پریشان ہیں میں نے کہا آپ غلام رضا کو میرے پاس بھیجنا میں اس کو سمجھاؤں گا اس کے ایک ہفتہ بعد مجھے ماموں کا فون آیا کہ غلام رضا کو موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے نامعلوم دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا ہے۔

میں فوری طور پر ماموں کے گھر پہنچا غلام رضا کی میت ابھی ہسپتال سے گھر نہیں پہنچی تھی۔مجھے بہت دکھ اور افسوس ہوا۔غلام رضا کی تدفین کے بعد کئی روز بہت پریشان رہا آخر ایک دن مجھے غلام رضا کے دیے ہوئے تحفے کا خیال آ گیا رات دو بجے کا وقت تھا سب گھر والے سوئے ہوئے تھے۔میں نے ٹیبل کے دراز سے غلام رضا کا دیا ہوا پیکٹ نکالا اس میں سے وہ کیسٹ لگا کر سننے لگا۔صبح تک میں نے تقریباً تین مرتبہ وہ کیسٹ سنی' آواز میں ایسی روانی ایسا درد اور خلوص شامل تھا کہ ہر جملہ میرے قلب وجگر میں اترتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

یہ غالباً پنجاب کے کسی کبیر والا نام کے شہر میں کی گئی تقریر تھی۔اس تقریر کے ایک جملے نے مجھے بہت متاثر کیا تھا اور اسی ایک جملہ کو میں نے تقریباً 100 مرتبہ ریورس کر کے سنا جس میں کہا گیا تھا

''اے اللہ رات کا آخری پہر ہے شیعہ کی طرف سے اصحاب رسول کو ایسی گالیاں دی گئی ہیں اگر آج کے بعد میں چین کی نیند سو جاؤں تو مجھ پر لعنت کرنا''۔

اس ایک جملے نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا میرے شیعہ مذہب چھوڑنے کا اصل سبب تو علی رضا کی المناک شہادت بنی لیکن اس جملے نے مجھے بہت متاثر کیا تھا حسرت بھری بات یہ ہے کہ جب میں نے مولانا حق نواز جھنگویؒ کی تقریریں سننا شروع کیں۔اس وقت وہ شہید ہو چکے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی تقریروں کی کیسٹیں سن کر ہی میں اس کا دیوانہ بن گیا تھا۔غلام رضا کے قتل کا پرچہ نامعلوم لوگوں پر درج ہوا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد اصل قاتلوں کا بھی پتہ چل گیا۔یہ لوگ المختار فورس کراچی کے رضا کار تھے۔

تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو شیعان علی قرار دے کر خلفائے ثلاثہ کو مورد الزام ٹھہراتے رہے تھے انہی لوگوں کی بے وفائی کی وجہ سے ہی سیدنا علی المرتضیٰؓ نے انہیں دھوکا باز قرار دیا تھا۔

انہوں نے غلام رضا کو شیعہ مذہب کے خلاف کام کرنے کی پاداش میں شہید کیا تھا۔

غلام رضا کے قاتل گرفتار بھی ہو گئے لیکن نامعلوم وجوہات کی وجہ سے وہ جلد ہی رہا ہو گئے۔

شیعہ مذہب چھوڑنے تک اس مذہب سے متعلق میری معلومات واجبی سی تھیں۔ لیکن شیعہ مذہب سے تائب ہو کر میں نے بہت گہرائی کے ساتھ اس مذہب کا مطالعہ شروع کیا تو پتہ چلا کہ اسلام کے مقابلے میں یہ مذہب ریت کی دیوار سے زیادہ بنیاد نہیں رکھتا ہے۔

> **میرے ماموں کے بیٹے غلام رضا کے ڈبے میں پیک ایک خوبصورت تحفے نے مجھے جہنم سے نکال کر جنت والے راستہ پر ڈال دیا۔ جس پر میں اللہ رب العزت اور غلام رضا کا شکر گزار ہوں۔**

اسلام ایک عالمگیر آفاقی مذہب کی حیثیت سے نمودار ہوا اس کی تاریخ اور اشاعت میں آنحضور ﷺ کے بعد سب سے بڑا کردار آپ ﷺ کے اصحابؓ ہیں جنہوں نے اعلیٰ کردار اور مخلصانہ افعال کے ذریعے نصف صدی کے مختصر عرصہ میں نصف دنیا پر اسلام کا پرچم بلند کر کے اقوام عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

شیعہ مذہب کی بنیاد ہی یہ ہے کہ تمام اصحاب رسول ﷺ، اہل بیت رسول ﷺ کے دشمن تھے یہ لوگ طمع اور لالچ کی وجہ سے اسلام سے وابستہ ہوئے۔ انہوں نے منصوبہ بندی کے تحت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور ان کے گھرانے کے لوگوں کو اقتدار پر براجمان نہیں ہونے دیا اس کے برعکس تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو شیعان علی قرار دے کر خلفاء ثلاثہ کو مورد الزام ٹھہراتے رہے تھے انہوں نے زندگی میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ کبھی بھی وفا نہیں کی بلکہ ان کے رویہ ہی کی وجہ سے سیدنا علی المرتضیٰ نے ان کو دھوکا باز قرار دیا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے فرزند سیدنا حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر کے نام نہاد شیعیان علیؓ کی تمام سازشوں کا قلع قمع کر دیا تھا۔ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے۔ اس کے متعلق پھر کبھی بات کروں گا۔ اس وقت میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت کے نور سے سرفراز کیسے کیا تھا

> **اسلام کی اشاعت میں آنحضور ﷺ کے بعد سب سے عظیم کردار آپ ﷺ کے اصحابؓ ہیں۔ جنہوں نے اعلیٰ کردار اور مخلصانہ افعال کے ذریعے نصف صدی کے مختصر عرصہ میں نصف دنیا پر اسلام کا پرچم بلند کر کے اقوام عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔**

غلام رضا کی موت کے بعد میں نے کراچی چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ اتفاق سے ہماری کمپنی کی طرف سے ہمارے سٹاف ممبران کو ملائیشیا جانے کی آفر آئی۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں دس سال کے لیے ملائشیا چلا گیا۔ وہاں پر ڈیوٹی کے بعد جو وقت ملتا میں اسلام اور شیعہ مذہب کے مطالعہ میں گزارنے لگا۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ 1400 سو سال کی تاریخ میں کوئی جماعت شیعہ مذہب کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا نہیں ہو سکی۔ انفرادی طور پر بہت سے لوگوں نے کتابیں بھی لکھیں اور درس بھی دیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر واعظ نے شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو اپنا بھائی بھی قرار دیا ہے۔ جس سے شیعہ مذہب کے سدباب میں وہ پائیداری نہ آ سکی جس کی اس منظم گروہ کی سازشوں کو روکنے کے لیے ضرورت تھی۔

تاریخ اٹھا کر دیکھیں بڑے بڑے حکمران، ریاستوں کے نواب، بڑی بڑی جاگیروں کے زمیندار حتیٰ کہ مغلیہ سلطنت کے بادشاہ بھی ان اسلام دشمن سازشوں کو اپنے حرم میں پہنچنے سے نہ روک سکے۔

پاکستان کی تاریخ دیکھ لیں، سرشاہ نواز کے خاندان میں ذوالفقار علی بھٹو کی بیوی کے طور پر ایرانی شیعہ عورت نصرت بھٹو کو ایک منظم سازش کے تحت داخل کیا گیا تھا جس نے اس سازش کو دوام بخشنے کے لیے اپنی سب سے بڑی بیٹی بے نظیر کے لیے آصف علی زرداری جیسا شوہر تلاش کر کے کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں شیعہ حکمرانی کی راہیں ہموار کرنے کی سازش کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہمارے عام طبقہ، اور علماء کے لیے ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ ہر اسلامی ملک میں ایسی ہی سازشیں کارفرما ہیں جنہیں نہ ہم خود سمجھے اور نہ سمجھنا چاہتے ہیں

ہم تو دیوبندی، بریلوی، اور اہلحدیث کو آپس میں دست وگریباں کر کے ایک دوسرے کے خلاف فتح حاصل کرنے میں ہی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں بطور قوم پوری اسلامی دنیا (اہلسنت) کو اکٹھا کر کے متعلقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی جدوجہد بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ خدارا اس جدوجہد کو دیوبندی بریلوی اور اہل حدیث کے فروعی مسائل کا شکار نہ ہونے دیں بلکہ ان فروعی اختلاف کو "اختلاف امتی رحمۃ" کا مصداق سمجھتے ہوئے اصل مسائل اور منزل کے حصول کی طرف جدوجہد فرمائیں۔

شیعہ لوگ قرآن پاک کو اپنے نظریات کے حق میں استعمال کرنے کی حد تک مانتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ شیعہ مذہب کے پیروکاروں جیسا منافقت کرنے والا طبقہ آج تک روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا ہوگا۔

ان لوگوں نے روز روشن کی طرح واضح اور اٹل حقیقت سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت اول کو جھٹلانے کے لیے علی ولی اللہ خلیفہ بلافصل کا عقیدہ گھڑ کر اس کو زبان زد عام کرنے کے لیے اذان اور کلمے کا حصہ بنا دیا ہے قرآن کی طرف سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاک دامنی صدیق اکبرؓ کے ثانی اثنین اور سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے بیعت رضوان جیسے واضح حقائق کے مقابلہ میں حدیث ثقلین اور مسئلہ فدک جیسے غیر ضروری اور غیر اہم واقعات کو اتنی اہمیت اس لیے دی ہے کہ بنیادی اور اصولی مسائل سے دنیا کی توجہ ہٹ جائے۔ اس کے ساتھ واقعہ کربلا کی جھوٹی کہانیوں کو اتنا عام کر دیا ہے کہ لوگ قاتلان حسین کو بھول جائیں۔ علی معاویہ کی یہ گفتگو جاری تھی کی صبح کی اذانیں ہونے لگیں مجھے ضروری کام کے لیے واپس آنا تھا پھر کسی وقت کراچی میں تفصیلی ملاقات کا وعدہ لے کر واپس آ گیا۔

> **مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی جدوجہد بارش کا پہلا قطرہ ہے خدارا اس کو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے فروعی مسائل کا شکار نہ ہونے دیں۔**

CamScanner

دفاع پاکستان کونسل۔۔۔۔ ایک اور اتحاد کی ضرورت

تحریر محمد سکندر شاہ سیکریٹری اطلاعات سنی ایکشن کمیٹی سندھ 03332837919

اس وقت ملک جن مشکلات کا شکار ہے اس میں ہر محب وطن شہری اضطراب کا شکار ہے نا صرف حکومت بلکہ اپوزیشن کا کردار بھی عوام کے لئے کوئی بہت مثالی نہیں ہے ایک انقلابی جماعت تبدیلی کا نعرہ ضرور لے کر اٹھی لیکن وقت کے ساتھ اس انقلاب سے جو چہرے جلوہ افروز ہوئے عوام ان پرانے شکاریوں کے نئے جال میں پھنسنے کو تیار نظر نہیں آرہے۔ ملک کی حالت اس شعر کی مصداق آئے روز بگڑتی جارہی ہے کہ......

مرض بڑھتا گیا.........جوں جوں دوا کی۔

ایسے میں دفاع پاکستان کونسل کا قیام خوشگوار ہوا کا ایک جھونکا ہے جو بے سروسامانی کے عالم میں اللہ پر بھروسہ کر کے میدان عمل میں آگیا۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں نے دفاع پاکستان کونسل کی جانب سے منعقد کئے جانے والے عوامی اجتماعات سے لاتعلقی کا اظہار کیا ایک طبقہ مسلسل یہ واویلا مچاتا رہا کہ دفاع پاکستان کونسل کے پیچھے ایجنسیوں کا ہاتھ کارفرما ہے لیکن اس کے باوجود لاہور، پنڈی، ملتان، کراچی اور اسلام آباد میں دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کے حکم پر جس انداز میں عوام گھروں سے نکلے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دفاع پاکستان کونسل کے قائدین عوام میں اچھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کا ان پر مکمل اعتماد ہے ورنہ بغیر حکومت اور میڈیا کی سپورٹ کے اتنے بڑے عوامی اجتماعات کرنا ناممکن بات ہے۔

دفاع پاکستان کونسل نے پاکستان کے دفاع کی بات بالکل درست موقع پر کی جب ہماری فوج، پارلیمینٹ، ایجنسیاں اور سیاسی و مذہبی جماعتیں امریکہ کے شدید دباؤ میں تھیں اس وقت عوام کو سڑکوں پر لاکر یقیناً اس دباؤ کو ایک

پاکستان کونسل ایک غیر سیاسی اتحاد ہے وقت اور حالات کے اعتبار سے مناسب نہیں۔ اس نعرے کو غیر سیاسی کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ یہ اتحاد اقتدار کے حصول یا ذاتی مفاد کے لئے نہیں تو یہ زیادہ مناسب بات ہوگی۔ کیونکہ جب بات دفاع یعنی چوکیداری کی آجائے تو دفاع کرنے والے سپاہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہوشیار اندرونی خطرات

تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین اپنی اپنی جماعت کے مفادات سے بالاتر ہوکر کام کریں تو ملک میں استحکام آئے گا۔ اور عوام کو لیٹروں سے نجات مل جائے گی۔

سے بھی رہے اور بیرونی خطرات سے بھی۔

دفاع پاکستان کونسل کے تمام مذہبی قائدین کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں کہ میری نظر میں یہ مخلص ترین لوگوں کا مجموعہ ہے ان کے طریقے اور انداز سے یقیناً اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان پر لالچ اور مفادات کا الزام ہرگز نہیں لگایا جاسکتا۔ اب وقت آگیا ہے کہ یہ مخلص ترین لوگ آگے بڑھیں اور قوم کے جذبات کے ساتھ قوم کے مسائل کی بھی ترجمانی کریں۔

اس وقت پاکستان کو جہاں امریکا، بھارت اسرائیل اور ایران کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی وجہ سے خطرات لاحق ہیں وہیں موجودہ حکمرانوں کا طرز حکمرانی بھی پاکستان اور پاکستانیوں کے لئے عذاب کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے دفاع پاکستان کونسل کو اس کا بھی سدباب کرنا ہوگا۔

دفاع پاکستان کونسل میں مولانا سمیع الحق جیسے تجربہ کار اور علامہ محمد احمد لدھیانوی جیسے آزمودہ لوگ موجود ہیں مولانا سمیع الحق اکثر اوقات ایوان بالا میں موجود رہے ہیں

لدھیانوی نے ایسے وقت میں اپنی جماعت کی قیادت سنبھالی جب اپنے اور بیگانے یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ جماعت ختم ہوجائے گی۔ لیکن علامہ محمد احمد لدھیانوی نے اپنی مدبرانہ سوچ اور اپنی انتھک محنت سے وہ کر دکھایا جو کسی نے سوچا بھی نہیں تھا قیادت کے جانے کے بعد اکثر جماعتوں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے لیکن علامہ محمد احمد لدھیانوی نے اپنی جماعت کو پہلے سے زیادہ منظم کردیا۔ اپنی جماعت کو آج وہ قومی دھارے میں لانے میں کامیاب ہوگئے ہیں ہر مشکل مرحلے سے علامہ محمد احمد لدھیانوی اور ان کی جماعت گزر چکی ہے ایسے آزمودہ مخلص لوگ ڈھونڈنے سے بھی شاید نہ ملیں پورے ملک میں علامہ محمد احمد لدھیانوی کی جماعت کی جڑیں موجود ہیں جھنگ، پشاور اور ڈیرہ اسمٰعیل خان سے علامہ محمد احمد لدھیانوی کی جماعت انتخابات میں کامیابی حاصل کرچکی ہے۔ پر جوش اور کچھ کر دکھانے کے جذبے سے سرشار لاکھوں پر عزم نوجوان آج بھی اپنی قیادت کے حکم کے منتظر ہیں۔ اس لئے دوسروں کے در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے مذہبی لوگ خود ایک ایسا انتخابی اتحاد تشکیل دیں جو ملک اور قوم کو امریکی غلامی کے ساتھ ساتھ لوڈشیڈنگ، مہنگائی، دہشت گردی، بے روزگاری، فحاشی، عریانی، ظلم، بھتہ خوری اور بیرونی مداخلت سے نجات دلائے اس کے لئے اول کوشش تو یہی کی جائے کہ اس انتخابی اتحاد میں جمعیت علماء اسلام (ف) جمعیت علماء پاکستان (ابوالخیر زبیر) جماعت اسلامی، جمعیت اہلحدیث

دفاع پاکستان کونسل کا قیام خوشگوار ہوا کا ایک جھونکا ہے جو بے سروسامانی کے عالم میں اللہ پاک پر بھروسہ کر کے میدان عمل میں آیا ہے۔ ملک کے پانچ بڑے شہروں میں قائدین کے حکم پر جس انداز میں عوام گھروں سے نکلے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عوام کا ان پر مکمل اعتماد ہے۔

حد تک کم کردیا جس سے فوج اور پارلیمینٹ کو بھرپور اعتماد حاصل ہوا اس کے باوجود دفاع پاکستان کونسل کے قائدین سے ایک اختلاف ضرور ہے۔

دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کا یہ نعرہ کہ دفاع

وہ پاکستانی سیاست کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی واقف ہیں ان کے تجربے سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے یہ اتحاد غیر معمولی نتائج دے سکتا ہے۔

مولانا اعظم طارق کی شہادت کے بعد علامہ محمد احمد

سمیت ملک کی تمام چھوٹی بڑی مذہبی جماعتوں کو شامل کیا جائے لیکن اگر یہ جماعتیں اس انتخابی اتحاد کا حصہ بننے سے گریز کریں تو جمعیت علماء اسلام (س) جمعیت علماء اسلام (نظریاتی) اہلسنت والجماعت، سنی علماء کونسل، پاکستان علماء

باقی صفحہ نمبر 50

زندگی بھر جو رہے احمد مختار ﷺ کے ساتھ
موت کے بعد بھی آسودہ ہیں سرکار ﷺ کے ساتھ

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران، عدل و انصاف کے تاجدار
سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت
پیش کرنے والی 1600 سے زائد اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

مناقب
مرادِ مصطفیٰ

ہدیہ 150 روپے

اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے عظیم شاعر
حدید مرزا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے

ناشر
اشاعت المعارف فیصل آباد پاکستان
041-3420396
0300-7916396

CamScanner

خلیفہ بلا فصل

حضرت سیّدنا

ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ

وفات 18 جمادی الثانی

صدیق ؓ ہمارا رہبر ہے ہم رہبر کے گن گائیں گے
اُنکی عظمت کی خوشبوئیں ہم عالم میں مہکائیں گے

صدیق ؓ مسلم اوّل ہے یہ صاحب ایمان اوّل ہے
صدیق ؓ خلیفہ اوّل ہے ہم منکر کو بتلائیں گے

سرکار دو عالم ﷺ پر جس نے قربان کیا سب کچھ اپنا
ہم جان فروش محمد ﷺ پر اپنا بھی جان ہمیشہ کھپائیں گے

تکریم تمام صحابہ ؓ کی لازم ہے اہلِ ایمان پہ
صدیق ؓ اسلام کا محسن ہے ہم یوم صدیق منائیں گے

وہ افضل امت ہے بیشک وہ اول خلیفہ ہے برحق
ہم ان کی خلافت کا پرچم پورے عالم میں لہرائیں گے

جو غار مزار کا ساتھی ہے وہ کوثر پہ بھی ساتھ ہوگا
محبوب ﷺ سے لیکر اُمت کو کوثر کے جام پلائیں گے

اصحاب نبی، اولاد علی ؓ ایماں کی یہ دو آنکھیں ہیں
جو طاہر دِل کے اندھے ہیں ہم نور انہیں دکھلائیں گے

کلام: شاعر اسلام طاہر جھنگوی

انتخاب: محمد امان اللہ اور اشہر

عطیہ اشتہار

برائے ایصال ثواب والدہ محترمہ مرحومہ

CS CamScanner